پاک و ہند میں زبان زدِ عوام و خواص

غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ

10

مفتی طارق امیر خان صاحب

متخصص فی الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

مکتبہ عمر فاروق

پاک وہند میں زبان زدِ عوام وخواص

غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ

حصہ دہم

تحقیق

مُفتی طارق امیر خان صاحب

متخصص فی الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

مکتبہ عمر فاروقؓ

4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

Tel: 021-34604566 Cell: 0334-3432345

نام کتاب .... غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ
تالیف .... مفتی طارق امیر خان صاحب
اشاعت اول .... مارچ 2023ء
تعداد 1100
طابع .... القادر پرنٹنگ پریس کراچی
ناشر .... مکتبہ عمر فاروق 4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
021-34604566 Cell: 0334-3432345
ای میل .... maktabaumarfarooq@gmail.com

قارئین کی خدمت میں

کتاب ہذا کی تیاری میں تصحیح کتابت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، تاہم اگر پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو التماس ہے کہ ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان اغلاط کا تدارک کیا جا سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

دار الاشاعت، اردو بازار کراچی
اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی
ادارۃ الانور، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ
کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ العارفی، جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور
مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور
مکتبہ علمیہ، جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ
وحیدی کتب خانہ، محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور
مکتبہ غزنوی، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ فاروق اعظم، پشاور
مکتبہ بیت العلم، پشاور

فہرستِ مضامین	صفحہ نمبر

فہرست روایات

نمبر شمار	فصل اوّل (مفصل نوع)	صفحہ نمبر

	بو تلیں ہاتھ سے گر کر چورا چورا ہو گئیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر اللہ تعالی نے مثال بیان کی: اگر اللہ تعالی سو جائیں تو زمین و آسمان نہیں رک سکتے"۔	
روایت③	"آپ ﷺ کا ارشاد ہے: دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کی صفائی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قران کی تلاوت"۔	٦٦
روایت④	"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے، جیسے لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے، اور اس کی صفائی استغفار ہے"۔	٨٦
روایت⑤	"نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "إن لكل شيء سقالة، وإن سقالة القلوب ذكر الله". ہر چیز کی ایک چمک ہوتی ہے، اور دلوں کی چمک اللہ تعالی کا ذکر ہے"۔	٩٨
روایت⑥	"آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو اپنی بھول کے غم کی وجہ سے ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا تھا، اب اللہ رب العزت نے ان کو مہینے میں تین روزے رکھنے کے بارے میں فرمایا، تو ان تین دنوں کے روزے رکھنے کی وجہ سے ان کے چہرے کی سیاہی ان کے چہرے کے نور میں تبدیل ہو گئی"۔	١١٣
روایت⑦	"شیطان مسلمان سے اس وقت تک ڈرتا رہتا ہے جب تک وہ نماز کا پابند اور اس کو اچھی طرح ادا کرتا رہتا ہے، کیونکہ خوف کی وجہ سے اس کو زیادہ جرأت نہیں ہوتی،	١٣٥

	لیکن جب وہ نماز کو ضائع کر دیتا ہے تو اس کی جرأت بڑھ جاتی ہے، اور اس آدمی کے گمراہ کرنے کی اُمنگ پیدا ہو جاتی ہے، اور پھر بہت سے مہلکات اور بڑے بڑے گناہوں میں اس کو مبتلاء کر دیتا ہے''۔	
روایت⑧	''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اعتكاف عشر في رمضان كحجتين وعمرتين''. رمضان میں دس دن کا اعتکاف کرنا دو حج اور دو عمروں کی طرح ہے''۔	۱۵۵
روایت⑨	''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی! اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو والد، عمر رضی اللہ عنہ کو مشیر، عثمان رضی اللہ عنہ کو سند وحجت اور تجھے مددگار بناؤں، تم چار ہو، اللہ نے لوح محفوظ میں عہد لیا ہے کہ تم سے صرف متقی مؤمن ہی محبت کر سکے گا، تم سے بغض رکھنے والا بد بخت منافق ہو گا، تم چاروں خلف رشید ہو، اور میری ذمہ داریوں کی مضبوطی ہو، اور میری امت پر حجت ہو''۔	۱۷۶
روایت⑩	حدیث قدسی: اللہ تعالی کا اپنے نبی شعیا علیہ السلام کے واسطہ سے آسمان وزمین کو مخاطب کر کے نبی ﷺ کی شان بیان کرنا۔	۲۰۵
روایت⑪	''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے بستر پر پہنچ کر سورۂ تبارک الذی پڑھے پھر چار مرتبہ کہے: ''اللهم رب الحل والحرم والبلد الحرام، والركن، والمقام، والمشعر الحرام، بلغ روح محمد مني تحية وسلاما''. اے حل، حرم، شہر حرام، رکن یمانی، مقام ابراہیم اور	۲۱۹

	مشعر حرام کے پروردگار! میری طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کو درود وسلام بھیج دیجئے، تو اللہ تعالی اس کے لئے دو فرشتے مقرر فرماتے ہیں، وہ دونوں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، چنانچہ وہ دونوں آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں، اے محمد! فلاں بن فلاں نے آپ کو سلام پیش کیا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے جواب میں فرماتے ہیں: میری طرف سے فلاں بن فلاں پر سلام ہو، اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں"۔	
روایت⑫	"آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "إن التراب ربيع الصبيان". بے شک مٹی بچوں کا موسم بہار ہے"۔	۲۳۴
روایت⑬	"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من أكل طعاما وذو عين ينظر إليه، فلم يطعمه، أصابه داء يقال له النَفْس". جو شخص کھانا کھا رہا ہو اور کوئی ذو چشم جاندار اسے دیکھ رہا ہو، پھر وہ اسے کھانا نہ کھلائے، تو وہ شخص ایسی مرض میں مبتلا ہوگا جسے "نَفُس" کہا جاتا ہے"۔	۲۴۵
روایت⑭	"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالی کے سامنے چالیس دن روتے رہے اور چالیس دن گزرنے کے بعد کہا: اے اللہ! میرے اس رونے دھونے پر آپ رحم نہیں فرماتے؟ اللہ تعالی نے ان کی طرف وحی نازل فرمائی اور فرمایا: اے داؤد! تجھے اپنا رونا یاد ہے اور اپنی غلطی تجھے یاد نہیں؟"۔	۲۵۵
روایت⑮	"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے اہل خانہ کے لئے کوئی چیز خریدے، پھر وہ اسے اپنے ہاتھ سے اٹھا	۲۷۰

	کر ان کے پاس لائے، تو اس کے ستر سال کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں"۔	
روایت⑯	"آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "رحم الله رجلا قال: يا أهلاه! صلاتكم، صيامكم، زكاتكم، مسكينكم، يتيمكم، جيرانكم، لعل الله يجمعهم معه في الجنة". اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو کہے: اے گھر والو! اپنی نماز، اپنی زکوۃ، اپنے مسکین، اپنے یتیم، اپنے پڑوسی کی دیکھ بھال کرو، شاید اللہ تعالی اس کے ساتھ ان کو جنت میں اکٹھا کر دے"۔	۲۹۰
روایت⑰	"سمع رجلا يتغنى من الليل فقال: لا صلاة له حتى يصلي مثلها، ثلاث مرات". نبی اکرم ﷺ نے ایک رات کسی شخص کے گانے کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: اس کی نماز مقبول نہیں یہاں تک کے اس کے مثل پڑھ لے۔	۲۹۴
روایت⑱	"غار ثور میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو شدید پیاس لگی، آپ ﷺ سے عرض کیا، غار کے دہانے پر جا کر پینے کا حکم ہوا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پانی پیا تو وہ شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبو والا تھا جو کہ اللہ تعالی کے حکم سے ایک فرشتے نے جنت الفردوس کی نہر سے جاری کیا تھا"۔	۳۱۰
روایت⑲	"نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "إن لله ملكا على بيت المقدس ينادي كل ليلة: من أكل حراما لم يقبل منه صرف ولا عدل". بیت المقدس پر اللہ تعالی کا ایسا	۳۲۴

	فرشتہ ہے جو ہر رات اعلان کرتا ہے: جس نے حرام کھایا اس کی نہ نفل قبول ہے اور نہ فرض"۔	
روایت⑳	جو شخص جمعہ کے دن درود پڑھتا ہے اس کے درود کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود سنتے ہیں۔	۳۲۸
روایت㉑	"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:"إن الله عز وجل إذا نظر إلى عبد منهم في الصلاة غفر لمن وراءه من الناس". اللہ عزوجل جب نماز میں کسی بندہ پر نظر فرمالیں تو اس کی اور اس کے پیچھے والے لوگوں کی مغفرت فرمادیتے ہیں"۔	۳۳۳
روایت㉒	"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:"من مس كف امرأة ليس منها بسبيل، وضع في كفه جمرة يوم القيامة، حتى يفصل بين الخلائق". جس نے کسی ایسی عورت کے ہاتھ کو چھوا جسے چھونے کی کوئی سبیل نہ ہو، تو روزِ قیامت اس کی ہتھیلی پر انگارہ رکھا جائے گا، یہاں تک کہ مخلوق کے مابین فیصلہ ہو جائے"۔	۳۳۶
روایت㉓	"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"تذهب الأرضون كلها يوم القيامة إلا المساجد، فإنها تنضم بعضها إلى بعض". قیامت کے دن ساری زمینیں ختم ہو جائیں گی سوائے مساجد کے، چنانچہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں گی"، بعض مقامات پر اس میں اضافہ کر کے یہ بھی کہا جاتا ہے:"پھر مساجد کی زمینیں جنت میں شامل کر دی جائیں گی"۔	۳۴۱

نمبر شمار	فصل دوم (مختصر نوع)	صفحہ نمبر
روایت①	حدیث نبوی ﷺ میں فرمایا گیا ہے: "العيد لمن خاف الوعيد، لا لمن لبس الجديد". یہ عید اس کے لئے ہے جو وعید سے ڈرا، نہ کہ اس کی جس نے عمدہ اور نئے کپڑے پہن لئے۔	۳۵۳
روایت②	"اوپر والا جنتی کروٹ بدلے گا نیچے والے جنتی کو خوشبو آئے گی، وہ فرشتوں سے پوچھے گا یہ خوشبو کیسی؟ فرشتے عرض کریں گے اوپر والے جنتی نے کروٹ بدلی ہے اس کی خوشبو ہے، وہ پوچھے گا اوپر والے درجہ کے جنتی کا عمل کیا مجھ سے زیادہ تھا؟ جواب ملے گا اس نے ایک مرتبہ تجھ سے سبحان اللہ زیادہ کہا تھا"۔	۳۵۴
روایت③	حضرت شیماء رضی اللہ عنہا کا بکریاں چرانے کے لئے والدہ کو اپنے رضاعی بھائی محمد ﷺ کو اپنے ساتھ بھیجنے کا کہنا، اور وجہ یہ بتانا کہ بکریاں جلدی سے چر کر بھائی کے پاس آکر بیٹھ جاتی ہیں، اور ان کا چہرہ دیکھتی رہتی ہیں۔	۳۵۷
روایت④	"ایک بچے کا اپنی ماں کے لئے لباس لینے کے لئے چچا کے پاس جانا، اور چچا کا لباس دینے سے انکار کرنا، پھر بچے کا کسی کے کہنے پر آپ ﷺ کے پاس جاکر لباس کا مطالبہ کرنا اور ساتھ میں یہ کہنا کہ میں آپ کا اسلام قبول نہیں کروں گا، حضور ﷺ کا اس بچے کو اپنی چادر دینا، اس پر اس بچے کی ماں کا کہنا کہ حضور ﷺ کے اسلام کو قبول کرنا چاہئے"۔	۳۵۹

روایت⑤	”نبی علیہ السلام نے فرمایا: ”الوضوء سلاح المؤمن“. وضوء مؤمن کا ہتھیار ہے“۔	۳۶۱
روایت⑥	”نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس گھر میں یہ آیت پڑھی جائے شیطان اس گھر سے تین دن یا تیس دن دور رہتا ہے، اور اس گھر میں چالیس راتوں تک کوئی جادو گرنی اور جادو گر داخل نہیں ہو سکتا، اے علی! تم اپنے اہل و عیال اور اپنے پڑوسیوں کو آیۃ الکرسی سکھاؤ، اس سے بڑی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی“۔	۳۶۲
روایت⑦	اگر آدمی غیر محرم کو دیکھنے پر قادر ہو مگر اللہ رب العزت کے ڈر اور خوف کی وجہ سے وہ غیر محرم سے نظریں ہٹا لے تو ہر مرتبہ نظر بچانے کے صدقہ اللہ تعالی اس کو جنت میں ایک مرتبہ اپنے چہرے کا دیدار نصیب فرمائیں گے۔	۳۶۷
روایت⑧	ایک حدیث میں ہے: ”إن أشد الناس عذابا يوم القيامة من جهل أهله“. قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہوگا جس نے اپنے گھر والوں کو علم سے بے خبر رکھا۔	۳۷۰
روایت⑨	”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جب قیامت کے دن تمام لوگ میدانِ محشر میں ہوں گے تو بچھو کی نسل کا ایک جانور نکلے گا، جس کا نام حریش ہوگا، اس کا سر آسمان پر ہوگا اور اس کی دم زمین پر ہوگی، اور وہ ستر مرتبہ آواز لگائے گا: کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اللہ رب العالمین کو مقابلہ کی دعوت دی ہے؟ اور کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالی سے	۳۷۴

	جنگ کا اعلان کیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام کے پوچھنے پر وہ جانور پانچ قسم کے لوگوں کو سزا دینے کا کہے گا: ① نماز چھوڑنے والا ② زکوۃ نہ دینے والا ③ شراب پینے والا ④ سود کھانے والا ⑤ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے والا"۔	
روایت ⑩	"نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میں نے ایک عورت کو دیکھا جسے لایا گیا اور اسے میزان کے ایک پلڑے پر ڈالا گیا، اور دوسرے پلڑے پر احد پہاڑ کو رکھا گیا، تو وہ عورت احد پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری نکلی، لوگوں نے کہا: ہم نے تو کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ ایک عورت احد پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہو، ان کو بتایا گیا اس عورت کے بارہ بچے فوت ہوگئے، یہ آہیں لئے جاتی تھی اور آنسوں کو روک لیتی تھی اس کے صبر کی وجہ سے اللہ تعالی نے اسے احد پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری کردیا"۔	۳۷۶
روایت ⑪	ایک روایت میں آتا ہے: "اگر کوئی شخص سنت کے مطابق بیت الخلاء میں جائے تو جتنی دیر وہ اندر بیٹھا رہتا ہے اتنی دیر ایک فرشتہ دروازے پر کھڑے ہو کر اس کے لئے عبادت کا ثواب لکھتا رہتا ہے"۔	۳۷۸
روایت ⑫	"حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "لما نظرت إلى أنواره وضعت كفي على عيني خوفا من ذهاب بصري". جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کے انوار کی طرف دیکھا تو میں نے اپنے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں پر رکھ لیا کہ کہیں میری بینائی نہ چلی جائے"۔	۳۷۹

روایت⑬	حدیث پاک میں آیا ہے: ”جو بندہ ملتزم سے لپٹ گیا، وہ ایسا ہے جیسے اس نے اللہ تعالی کے ساتھ معانقہ کیا“۔	۳۸۱
روایت⑭	مسجد میں دنیا کی غیر ضروری باتیں کرنا ایسا ہے جیسے مسجد میں خنزیر ذبح کرنا۔	۳۸۲
روایت⑮	”حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جو عورت اس لئے بنے سنورے کہ اسے کوئی غیر محرم محبت کی نظر سے دیکھے، اللہ رب العزت فیصلہ کر لیتے ہیں کہ میں قیامت کے دن اس کی طرف محبت کی نظر سے نہیں دیکھوں گا، اور جو مرد اس لئے بنے سنورے کہ اسے کوئی غیر محرم عورت محبت کی نظر سے دیکھے، اسے بھی اللہ تعالی قیامت کے دن محبت کی نظر سے نہیں دیکھے گا“۔	۳۸۴
روایت⑯	”نبی علیہ السلام فرماتے ہیں: مجھے جبرائیل علیہ السلام نے قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے اتنا ڈرایا کہ میں رونے لگ گیا، میں نے کہا: اے میرے دوست جبرائیل! کیا اللہ رب العزت نے میرے اگلے اور پچھلے گناہوں کو معاف نہیں کر دیا؟ یہ بات سن کر جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قیامت کے دن آپ ہیبت کے ایسے احوال دیکھیں گے کہ آپ قیامت کی مغفرت کو بھول جائیں گے، نبی علیہ السلام یہ بات سن کر اتنا روئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسوں آپ کی مبارک ریش پر بہنے لگے“۔	۳۸۶
روایت⑰	” آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے: ”الجوع طعام الله، يحيي به	۳۸۸

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، أما بعد!

اللہ جل جلالہ کا عظیم فضل ہوا کہ اس نے بندہ اور میرے ساتھیوں کو کتاب ''غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ'' کے حصہ دہم کی تالیف کی توفیق بخشی۔

یہ حصہ حسبِ سابق ان تمام اصول وضوابط پر برقرار ہے، جو پہلے نو حصوں میں تھے،اس مجموعہ میں سابقہ ساتھیوں کے ساتھ ساتھ ایک جماعت شریک رہی ہے، خصوصاً مولوی محمد سلیم صاحب کے تعاون کا میں انتہائی شکر گزار ہوں۔

طارق امیر خان
(03423210056)
متخصص فی علوم الحدیث
جامعہ فاروقیہ کراچی

فصل اول (مفصل نوع)

روایت نمبر ①

روایت: ثعلبہ بن حاطب کا آپ ﷺ سے کہنا کہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مالدار بنادیں، پھر آپ ﷺ کا ثعلبہ کے لئے مالدار ہونے کی دعا فرمانا، اور مال کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ثعلبہ کا مدینہ سے دور چلے جانا، حتیٰ کہ نمازوں میں بھی حاضر نہ ہونا، اور پھر زکوۃ دینے سے اعراض کرنا، اس کے بعد نادم ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں زکوۃ لانا، آپ ﷺ کا اسے قبول نہ کرنا، پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بھی زکوۃ قبول نہ کرنا، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ثعلبہ کا انتقال ہونا۔

حکم: حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو "لایصح" اور "باطل" کہا ہے، اور حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "غیر صحیح" کہا ہے، اور امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، نیز حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے "غیر صحیح" کہا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "منکر بمرۃ" قرار دیا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند کو "شدید ضعیف" قرار دیا ہے، شیخ عبدالفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ قصہ تالف مریض ہے"، الحاصل اسے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

حافظ محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ "جامع البیان"[1] میں لکھتے ہیں:

---

[1] جامع البیان عن تأویل آي القرآن: ۵۷۸/۱۱، ت: عبد الله بن عبد المحسن الترکي، دار هجر للطباعة والنشر

”حدثني المثنى، قال: ثنا هشام بن عمار، قال: ثنا محمد بن شعيب، قال: ثنا معاذ بن رفاعة السلامي، عن أبي عبد الملك علي بن يزيد الألهاني، أنه أخبره عن القاسم أبي [كذا في الأصل] عبد الرحمن، أنه أخبره عن أبي أمامة الباهلي، عن ثعلبة بن حاطب الأنصاري أنه قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم: ادع الله أن يرزقني مالا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ويحك يا ثعلبة! قليل تؤدي شكره خير من كثير لا تطيقه، قال: ثم قال مرة أخرى، فقال: أما ترضى أن تكون مثل نبي الله؟ فوالذي نفسي بيده! لو شئت أن تسير معي الجبال ذهبا وفضة لسارت، قال: والذي بعثك بالحق! لئن دعوت الله فرزقني مالا لأعطين كل ذي حق حقه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اللهم ارزق ثعلبة مالا.

قال: فاتخذ غنما، فنمت كما ينمو الدود، فضاقت عليه المدينة فتنحى عنها، فنزل واديا من أوديتها، حتى جعل يصلي الظهر والعصر في جماعة، ويترك ما سواهما، ثم نمت وكثرت، فتنحى حتى ترك الصلوات إلا الجمعة، وهي تنمو كما ينمو الدود، حتى ترك الجمعة، فطفق يتلقى الركبان يوم الجمعة يسألهم عن الأخبار، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما فعل ثعلبة؟ فقالوا: يا رسول الله! اتخذ غنما فضاقت عليه المدينة، فأخبروه بأمره، فقال: يا ويح ثعلبة! يا ويح ثعلبة! يا ويح ثعلبة!.

قال: وأنزل الله: ”خُذۡ مِنۡ أَمۡوَٰلِهِمۡ صَدَقَةً“ الآية، ونزلت عليه فرائض الصدقة، فبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلين على الصدقة، رجلا من جهينة،

ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

ورجلا من سليم، وكتب لهما كيف يأخذان الصدقة من المسلمين، وقال لهما: مرا بثعلبة، وبفلان رجل من بني سليم فخذا صدقاتهما، فخرجا حتى أتيا ثعلبة، فسألاه الصدقة، وأقرآه كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: ما هذه إلا جزية، ما هذه إلا أخت الجزية، ما أدري ما هذا؟ انطلقا حتى تفرغا ثم عودا إلي، فانطلقا، وسمع بهما السلمي، فنظر إلى خيار أسنان إبله فعزلها للصدقة ثم استقبلهم بها، فلما رأوها، قالوا: ما يجب عليك هذا، وما نريد أن نأخذ هذا منك، قال: بلى فخذوه، فإن نفسي بذلك طيبة، وإنما هي لي، فأخذوها منه، فلما فرغا من صدقاتهما رجعا، حتى مرا بثعلبة، فقال: أروني كتابكما، فنظر فيه فقال: ما هذه إلا أخت الجزية، انطلقا حتى أرى رأيي، فانطلقا حتى أتيا النبي صلى الله عليه وسلم.

فلما رآهما قال: يا ويح ثعلبة! قبل أن يكلمهما، ودعا للسلمي بالبركة، فأخبراه بالذي صنع ثعلبة، والذي صنع السلمي، فأنزل الله تبارك وتعالى فيه: ”وَمِنْهُم مَّنْ عَاهَدَ ٱللَّهَ لَئِنْ ءَاتَىٰنَا مِن فَضْلِهِۦ“ إلى قوله: ”وَبِمَا كَانُوا۟ يَكْذِبُونَ“، وعند رسول الله صلى الله عليه وسلم رجل من أقارب ثعلبة، فسمع ذلك، فخرج حتى أتاه، فقال: ويحك يا ثعلبة! قد أنزل الله فيك كذا وكذا، فخرج ثعلبة حتى أتى النبي صلى الله عليه وسلم، فسأله أن يقبل منه صدقته، فقال: إن الله منعني أن أقبل منك صدقتك، فجعل يحثي على رأسه التراب، فقال له رسول له صلى الله عليه وسلم: هذا عملك، قد أمرتك فلم تطعني، فلما أبى أن يقبض رسول الله صلى الله عليه وسلم، رجع إلى منزله، وقبض رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يقبل منه شيئا.

ثم أتى أبا بكر حين استخلف، فقال: قد علمت منزلتي من رسول الله صلى الله عليه وسلم وموضعي من الأنصار، فاقبل صدقتي، فقال أبو بكر: لم يقبلها رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا أقبلها؟ فقبض أبو بكر ولم يقبضها، فلما ولي عمر أتاه فقال: يا أمير المؤمنين! اقبل صدقتي، فقال: لم يقبلها رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا أبو بكر، وأنا لا أقبلها منك، فقبض ولم يقبلها، ثم ولي عثمان رحمة الله عليه، فأتاه فسأله أن يقبل صدقته، فقال: لم يقبلها رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا أبو بكر ولا عمر رضوان الله عليهما وأنا لا أقبلها منك، فلم يقبلها منه، وهلك ثعلبة في خلافة عثمان رحمة الله عليه“.

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: آپ میرے لیے دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالی مجھے مال عطا کر دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ثعلبہ تیرا ناس ہو، تھوڑے مال پر شکر کرنا بہتر ہے اس کثیر مال سے جس پر تو شکر کی قدرت نہ رکھتا ہو، ثعلبہ نے دوبارہ اِسی کا مطالبہ کیا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تو اللہ کے نبی کے مثل ہو (کم مال ہونے میں) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر میں چاہوں کہ سونے چاندی کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں تو وہ میرے ساتھ چلیں گے، ثعلبہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا! اگر مجھے مال مل گیا تو میں ہر حق والے کو اس کا حق دوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! ثعلبہ کو مال عطاء فرما۔

راوی کا کہنا ہے کہ ثعلبہ نے بکریاں لے لیں وہ اس طرح بڑھ گئیں جس طرح

کیڑے بڑھ جاتے ہیں، ثعلبہ کے لئے مدینہ شہر چھوٹا پڑ گیا تو وہ مدینہ شہر چھوڑ کر مدینہ کی وادیوں میں سے ایک وادی میں چلے گئے، اور صرف ظہر اور عصر کی جماعت میں حاضر ہوتے اور باقی نمازوں میں نہ آتے، پھر ریوڑ اور زیادہ ہو گیا تو وہاں سے اور دور جگہ چلے گئے حتی کہ نمازوں میں صرف جمعہ کے لئے حاضر ہوتے، اور ریوڑ کیڑوں کی طرح بڑھتا ہی چلا گیا، حتی کہ جمعہ میں آنے کو بھی ترک کر دیا، جمعہ کے روز مدینہ آنے والے سواروں سے آپ ﷺ معلومات لیتے تھے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ پوچھا کہ ثعلبہ کیا کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے ریوڑ پالا، وہ اتنا زیادہ ہوا کہ اس کے لئے مدینہ تنگ پڑ گیا، پھر انہوں نے اس کے معاملے کی خبر دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ثعلبہ کا ناس ہو، ثعلبہ کا ناس ہو، ثعلبہ کا ناس ہو۔

راوی فرماتے ہیں: اللہ تعالی نے آیت "خُذۡ مِنۡ أَمۡوَٰلِهِمۡ صَدَقَةً" (آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے) کو نازل فرمایا، اور آپ ﷺ پر صدقہ کے فرائض نازل ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے دو آمیوں کو مسلمانوں سے صدقہ لینے بھیجا، ایک شخص جہینہ کا تھا اور ایک سُلیم سے تھا، اور انہیں لکھ کر دیا کہ مسلمانوں سے کس طرح صدقہ وصول کیا جائے، اور ان سے فرمایا: جب تم دونوں ثعلبہ اور بنی سلیم کے فلاں شخص کے پاس سے گزرو تو ان سے بھی صدقہ وصول کرو، وہ دونوں شخص ثعلبہ کے پاس آئے صدقہ کا مطالبہ کیا، اور رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھ کر سنایا، ثعلبہ نے کہا: یہ تو جزیہ ہے یا جزیہ جیسا ہے، میں نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے؟ تم جاؤ، فارغ ہو کر میرے پاس آنا، وہ چلے گئے، اور بنو سُلیم کے شخص نے بھی ان کی بات سنی اور اپنے اونٹوں میں سے بہترین اونٹ نکال کر انہیں پیش کر دیا، ان دونوں شخصوں

نے کہا کہ آپ پر یہ واجب نہیں ہے، ہم یہ نہیں لیں گے، اس نے کہا: کیوں نہیں؟ لے لو، یہ میں خوشی سے دے رہا ہوں، یہ میری طرف سے ہے، تو انہوں نے لے لیا، جب وہ صدقات لینے سے فارغ ہوئے تو ثعلبہ کے پاس دوبارہ آئے، ثعلبہ نے ان سے کہا کہ مجھے وہ خط دکھاؤ، اس نے خط دیکھا اور کہا یہ تو جزیہ جیسا ہی ہے، تم جاؤ، یہاں تک کہ میری رائے بن جائے، وہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔

آپ نے انہیں دیکھا تو بات کرنے سے قبل فرمایا: اے ثعلبہ! تیرا ناس ہو، اور سلمی کے لئے برکت کی دعا فرمائی، انہوں نے جو ثعلبہ نے کیا وہ، اور جو سلمی نے کیا وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتا دیا، اس پر آیت: "وَمِنْهُم مَّنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِن فَضْلِهِ" (اور ان میں بعض آدمی ایسے ہیں کہ خدا تعالی سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالی ہم کو اپنے فضل سے عطا فرما وے) "وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ" (اور اس سبب سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے) تک نازل ہوئی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ثعلبہ کے ایک عزیز بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے یہ سنا تو وہاں سے نکلے اور ثعلبہ کے پاس آئے اور کہا: ثعلبہ! تیرا ناس ہو، اللہ نے تیرے بارے میں اس اس طرح نازل فرمایا ہے، ثعلبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: میرا صدقہ قبول کیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے مجھے تیرا صدقہ قبول کرنے سے منع فرمایا ہے، ثعلبہ اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: یہ تیرا معاملہ ہے، میں نے تجھے حکم دیا تھا تو نے اطاعت نہ کی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کچھ قبول نہیں فرمایا تو ثعلبہ اپنے گھر لوٹ آئے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا، لیکن کوئی چیز ان سے قبول نہ فرمائی۔

جب ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ثعلبہ ان کے پاس آئے اور کہا: آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں میرا کیا مقام تھا، اور انصار میں میرا کیا مرتبہ ہے، میرے صدقہ کو قبول کریں، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول نہیں کیا، اور میں قبول کرلوں؟ یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وصال تک کچھ قبول نہیں کیا، جب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ثعلبہ آئے اور کہا: اے امیر المؤمنین! میرے صدقہ کو قبول فرمایئے، انہوں نے کہا: جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قبول نہیں کیا، پھر تو میں بھی اسے قبول نہیں کرتا، ان کا بھی انتقال ہو گیا اور انہوں نے کچھ قبول نہ کیا، جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ثعلبہ آئے اور کہا: میرے صدقہ کو قبول فرمایئے، انہوں نے کہا: اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور ابو بکر اور عمر رضوان اللہ علیہما نے قبول نہیں کیا، اور میں بھی اسے قبول نہیں کرتا، اور انہوں نے کچھ قبول نہیں کیا، اور ثعلبہ کا خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں انتقال ہو گیا۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن ابی خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الکبیر"[۱] میں، حافظ ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے "الآحاد"[۲] میں، حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بغدادی بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے "معجم الصحابۃ"[۳] میں، حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی

---

[۱] التاريخ الكبير المعروف بتاريخ ابن أبي خيثمة: ١١٧/١، رقم: ٣١٩، ت: صلاح بن فتحي هلل، الفاروق الحديثة للطباعة والنشر ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[۲] الآحاد والمثاني: ٢٥٠/٤، رقم: ٢٢٥٣، ت: باسم فيصل أحمد الجوابرة، دار الراية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

[۳] معجم الصحابة: ٤١٨/١، رقم: ٢٦٧، ت: محمد الأمين بن محمد الجكني، مكتبة دار البيان ـ الكويت.

"تفسیر"[1] میں، حافظ ابو الحسین عبد الباقی بن قانع رحمۃ اللہ علیہ نے "معجم الصحابة"[2] میں امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الكبير"[3] اور "الأحاديث الطوال"[4] میں، اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے علامہ یحیی بن حسین شجری رحمۃ اللہ علیہ نے "الأمالي"[5] میں تخریج کی ہے۔

اسی طرح یہی روایت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر "بحر العلوم"[6] میں، حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "معرفة الصحابة"[7] میں، حافظ ابن حزم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے "المحلی"[8] میں، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "دلائل النبوة"[9] اور

---

[1] تفسير ابن أبی حاتم:١٨٤٧/٦،رقم:١٠٤٠٦،ت:أسعد محمد الطيب،مكتبة نزار مصطفي الباز ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] معجم الصحابة:١٢٤/١،رقم:١٢٧،ت:صلاح بن سالم المصراتي،مكتبة الغرباء الأثرية .

[3] المعجم الكبير:٢٦٠/٨،رقم:٧٨٧٣،ت:حمدي بن عبدالمجيد السلفي،مكتبة ابن تيمية ـ مصر،الطبعة ١٤٠٤هـ .

[4] الأحاديث الطوال:ص:٤٦،رقم: ٢٠،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٩هـ .

[5] الأمالي:٢٦١/١،رقم:٨٩٧،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[6] بحر العلوم:٦٣/٢،ت:علي محمد معوض،عادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

[7] معرفة الصحابة:٤٩٥/١،رقم:١٤٠٤،ت:عادل بن يوسف العزازي،دار الوطن للنشر ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[8] المحلى بالآثار:١٣٧/١٢،ت:عبد الغفار سليمان البنداري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[9] دلائل النبوة:٢٨٩/٥،ت:عبد المعطي قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

"شعب الإيمان"[1] میں، حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے "الاستیعاب"[2] میں، علامہ ابو الحسن علی بن احمد نیشاپوری واحدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الوسیط"[3] اور "أسباب النزول"[4] میں، امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے "معالم التنزیل"[5] میں، حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[6] میں اور حافظ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "أسد الغابة"[7] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی مُعان بن رِفاعہ پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ مذکورہ بعض مصادر میں زیر بحث قصہ اختصار کے ساتھ مذکور ہے۔

---

[1] شعب الإيمان:۱۹۸/۶،رقم:٤٠٤٨،ت:مختار أحمد الندوي،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] الاستيعاب في معرفة الأصحاب:۲۱۰/۱،رقم:۲۷۰،ت:علي محمد البجاوي،دار الجيل ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

[3] الوسيط في تفسير القرآن المجيد:٥١٣/٢،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[4] أسباب النزول:ص:٢٥٢،ت:عصام بن عبد المحسن الحميدان،دار الاصلاح ـ الدمام،الطبعة الثانية ١٤١٢هـ.

[5] معالم التنزيل:٧٦/٤،ت:محمد عبد الله النمر وعثمان جمعة وسليمان مسلم الحرش،دار طيبة ـ الرياض، الطبعة ١٤١١هـ.

[6] تاريخ مدينة دمشق:٩/١٢،رقم:٢٨٨٩،ت:عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٥هـ.
"تاریخ دمشق" کی عبارت ملاحظہ ہو: "أخبرنا أبو الفتح يوسف بن عبد الواحد، أنبأنا شجاع بن علي، أنبأنا أبو عبد الله بن مندة، أنبأنا محمد بن أحمد بن أبي حامد البخاري، نبأنا حامد بن سهل الثغري، نبأنا هشام بن عمار، نبأنا محمد بن شعيب بن شابور، أخبرني معاذ بن رفاعة، عن أبي عبد الملك يعني علي بن يزيد، عن القاسم، عن أبي أمامة، عن حمزة، عن ثعلبة بن حاطب الأنصاري، أنه قال: يا رسول الله! ادع الله أن يرزقني مالا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: قليل تؤدي شكره خير من كثير لا تطيقه. ثم ذكر الحديث بطوله لم يزد عليه".

[7] أسد الغابة في معرفة الصحابة:٤٦٣/١،رقم:٥٩٠،ت:علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ "المحلی "[1] میں زیر بحث قصہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"قد روينا أثرا لا يصح، وفيه أنها نزلت في ثعلبة بن حاطب، وهـذا باطـل، لأن ثعلبة بدري معروف". ہمیں ایک اثر روایت کیا گیا ہے جو "لا یصح" ہے، جس میں ہے کہ یہ آیت ثعلبہ بن حاطب کے بارے میں نازل ہوئی، یہ اثر باطل ہے کیونکہ ثعلبہ کا بدری ہونا معروف ہے۔

اس کے بعد زیر بحث روایت کی تخریج کر کے فرماتے ہیں:

"وهذا باطل بلا شك، لأن الله تعالى أمر بقبض زكوات أموال المسلمين، وأمر عليه السلام عند موته أن لا يبقى في جزيرة العرب دينان، فلا يخلو ثعلبة من أن يكون مسلما، ففرض على أبي بكر وعمر قبض زكاته ولا بد، ولا فسحة في ذلك، وإن كان كافرا، ففرض أن لا يقر في جزيرة العرب، فسقط هذا الأثر بلا شك، وفي رواته: مُعان بن رفاعة والقاسم بن عبد الرحمن وعلي بن يزيد، وهو أبو عبد الملك الألهاني، وكلهم ضعفاء، ومسكين بن بكير ليس بالقوي".

بلاشبہ یہ باطل ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسلمانوں کے اموال سے زکوۃ لینے کا حکم دیا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت یہ حکم بھی دے دیا کہ دو دین جزیرہ عرب میں باقی نہ رہیں، تو یہاں دو باتیں ہو سکتی ہیں: ثعلبہ یا تو مسلمان

---

[1] المحلی بالآثار:۱۳۷/۱۲،ت:عبد الغفار سليمان البنداري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

ہیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ پر لازم اور ضروری تھا کہ وہ ان سے زکوۃ وصول کرتے، اور اس میں کسی کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے، اور اگر ثعلبہ کافر ہیں تو فرض تھا کہ وہ جزیرہ عرب میں نہ رہیں، الحاصل بلاشبہ یہ اثر ساقط ہو گیا، اس روایت میں مُعان بن رفاعہ، قاسم بن عبد الرحمن اور علی بن یزید ابو عبد الملک الہانی ہیں، یہ تمام ضعفاء ہیں، اور مسکین بن بکیر "لیس بالقوی" ہے۔

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "الدرر"[1] میں لکھتے ہیں:

"وقيل: إن ثعلبة بن حاطب هو الذي نزلت فيه: " وَمِنْهُم مَّنْ عَـٰهَدَ ٱللَّهَ لَئِنْ ءَاتَىٰنَا مِن فَضْلِهِۦ لَنَصَّدَّقَنَّ " الآيات، إذ منع الزكاة والله أعلم، وما جاء فيمن شهد بدرا يعارضه قوله تعالى:" فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِى قُلُوبِهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ يَلْقَوْنَهُۥ بِمَآ أَخْلَفُوا۟ ٱللَّهَ مَا وَعَدُوهُ " الآية، ولعل قول من قال في ثعلبة: إنه مانع الزكاة الذي نزلت فيه الآية، غير صحيح، والله أعلم".

اور کہا گیا ہے کہ ثعلبہ بن حاطب وہ شخص ہے کہ جب اس نے زکوۃ دینے سے انکار کیا تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: "اور ان میں بعض آدمی ایسے ہیں کہ خدا تعالی سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالی ہم کو اپنے فضل سے عطا فرماوے تو ہم خوب خیرات کریں"، اس لئے کہ وہ مانع زکوۃ تھے، واللہ اعلم، اور بدر میں شریک افراد کے بارے میں نازل ہونے والا اللہ تعالی کا ارشاد اس قول کے معارض ہے: "سو اللہ تعالی نے ان کی سزا میں ان کے دلوں میں نفاق کر دیا، جو خدا کے پاس جانے کے

---

[1] الدرر في اختصار المغازي والسير: ص:۱۱۹، ت:شوقي ضيف، دار المعارف ـ القاهرة، الطبعة الثانية ۱۴۰۳هـ.

دن تک رہے گا، اس سبب سے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ سے اپنے وعدہ میں خلاف کیا"، شاید کسی کہنے والے کا ثعلبہ کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ مانع زکوۃ تھے جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، یہ صحیح نہیں ہے، واللہ اعلم۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تفسیر"[1] میں حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "شعب الإيمان"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وفي إسناد هذا الحديث نظر، وهو مشهور فيما بين أهل التفسير، والله أعلم". اور اس حدیث کی سند میں نظر ہے، اور یہ اہل تفسیر کے درمیان مشہور ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] الجامع لأحكام القرآن: ۳۰۷/۱۰، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧.

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "قال ابن عبد البر: قيل: إن ثعلبة بن حاطب هو الذي نزل فيه "ومنهم من عاهد الله" الآية، إذ منع الزكاة، فالله أعلم، وما جاء فيمن شاهد بدرا يعارضه قوله تعالى في الآية: "فأعقبهم نفاقا في قلوبهم" الآية، قلت: وذكر عن ابن عباس في سبب نزول الآية: أن حاطب بن أبي بلتعة أبطأ عنه ماله بالشام، فحلف في مجلس من مجالس الأنصار: إن سلم ذلك لأتصدقن منه ولأصلن منه، فلما سلم بخل بذلك فنزلت، قلت: وحاطب بن أبي بلتعة بدري أنصاري وممن شهد الله له ورسوله بالإيمان، حسب ما يأتي بيانه في أول "الممتحنة"، فما روي عنه غير صحيح، قال أبو عمر: ولعل قول من قال في ثعلبة: إنه مانع الزكاة الذي نزلت فيه الآية، غير صحيح، والله أعلم، وقال الضحاك: إن الآية نزلت في رجال من المنافقين نبتل بن الحارث، وجد بن قيس، ومعتب بن قشير، قلت: وهذا أشبه بنزول الآية فيهم، إلا أن قوله "فأعقبهم نفاقا" يدل على أن الذي عاهد الله لم يكن منافقا من قبل، إلا أن يكون المعنى: زادهم نفاقا ثبتوا عليه إلى الممات، وهو قوله تعالى: "إلى يوم يلقونه" على ما يأتي".

[2] شعب الإيمان: ۲۰۰/٦، رقم: ٤٠٤٨، ت: مختار أحمد الندوي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

نیز امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "دلائل النبوة"[1] میں تخریجِ روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث مشهور فيما بين أهل التفسير، وإنما يروى موصولا بأسانيد ضعاف، فإن كان امتناعه من قبول توبته وقبول صدقته محفوظا فكأنه عرف نفاقه قديما، ثم زيادة نفاقه وموته عليه، ثم أنزل الله تعالى عليه من الآية حديثا، فلم ير كونه من أهل الصدقة، فلم يأخذها منه، والله أعلم".

اہلِ تفسیر کے مابین یہ حدیث مشہور ہے، اور یہ موصولاً ضعیف سندوں کے ساتھ ہی مروی ہے، چنانچہ اگر اس کی توبہ کی قبولیت اور اس کے صدقہ کی قبولیت کا ممتنع ہونا محفوظ ہے تو گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی سے اس کے نفاق کو جان رکھا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے نفاق میں اضافہ اور نفاق پر اس کی موت کو پہچان لیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر اب حالیہ طور پر آیت بھی نازل فرمادی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سچا ہونے کو نہیں جانا، سو اس سے کچھ بھی نہیں لیا، واللہ اعلم۔

حافظ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ "أسد الغابة"[2] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"أخرجه الثلاثة، ونسبوه كما ذكرناه، وكلهم قالوا: إنه شهد بدرا، وقال ابن الكلبي: ثعلبة بن حاطب بن عمرو بن عبيد بن أمية يعني ابن زيد بن

---

[1] دلائل النبوة:٢٩٢/٥،ت:عبد المعطي قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[2] أسد الغابة في معرفة الصحابة:٤٦٤/١،رقم:٥٩٠،ت:علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

مالك بن عوف بن عمرو بن عوف الأنصاري من الأوس، شهد بدرا، وقتل يوم أحد، فإن كان هذا الذي في الترجمة، فإما أن يكون ابن الكلبي قد وهم في قتله، أو تكون القصة غير صحيحة، أو يكون غيره، وهو هو لا شك فيه“.

اس روایت کو تین حضرات (یعنی حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ) نے تخریج کیا ہے اور ان حضرات نے ثعلبہ کا نسب اس طرح لکھا ہے جس طرح ہم نے ذکر کیا ہے (یعنی ثعلبہ بن حاطب بن عمرو بن عبید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو عوف بن مالک بن اوس انصاری)، اور وہ تمام کہتے ہیں: وہ (یعنی ثعلبہ) بدر میں شریک ہوئے ہیں، ابن کلبی فرماتے ہیں: ثعلبہ بن حاطب بن عمرو بن عبید بن امیہ یعنی ابن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف انصاری من الاوس، بدر میں حاضر ہوئے اور احد میں شہید ہوئے، اگر ابن کلبی نے ان ہی کا ذکر کیا ہے جن کا ترجمہ ہم ذکر کر رہے ہیں تو کہا جائے گا کہ ابن کلبی کو وہم ہوا ہے کہ یہ احد میں شہید ہوئے ہیں، یا یہ (سابقہ ذکر کردہ) قصہ صحیح نہیں ہے، یا یہ کوئی دوسرے ہیں، حالانکہ یہ بعینہ وہی ہیں (کوئی دوسرے نہیں)۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ ”المغني“[1] میں روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:
”الطبراني بسند ضعيف“. اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف سند سے تخریج کیا ہے۔

---

[1] المغني عن حمل الأسفار: ۹۱۹/۲، رقم: ۳۳٦۰، أبو محمد أشرف بن عبد المقصود، مكتبة دار طبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[1] میں روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"رواه الطبراني، وفيه علي بن يزيد الألهاني، وهو متروك". طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے، اور اس میں علی بن یزید الہانی ہے، اور وہ متروک ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تجريد أسماء الصحابة"[2] میں فرماتے ہیں:

"ثعلبة بن حاطب بن عمرو الأنصاري الأوسي بدري قال: يا رسول الله! صلى الله عليه وسلم ادع الله أن يرزقني مالا، فذكر حديثا طويلا منكرا بمرة، وقيل: قتل يوم أحد، "ب د ع".

ثعلبہ بن حاطب بن عمرو انصاری اوسی بدری نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ اللہ سے دعا فرمادیں کہ وہ مجھے مال سے نواز دے، اس کے بعد لمبی "منکر بمرۃ" حدیث ذکر کی، اور کہا گیا ہے کہ یہ احد کے دن شہید ہوئے، ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ، ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں اسے ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "فتح الباري"[3] میں مذکورہ قصہ ذکر کرنے

---

[1] مجمع الزوائد:٣٢/٧،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربى ـ بيروت.

[2] تجريد أسماء الصحابة:٦٦/١،رقم:٦٢٣،دار المعرفة ـ بيروت.

[3] فتح الباري:٢٦٦/٣،ت:عبد العزيز بن عبد الله بن باز،المكتبة اسلفية.

کے بعد تحریر فرماتے ہیں: ”لكنه حديث ضعيف، لا يحتج به“. لیکن یہ حدیث ضعیف ہے، اس سے احتجاج نہیں کر سکتے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ”الكافي الشاف“[1] میں فرماتے ہیں:

”وهذا إسناد ضعيف جدا، وقال السهيلي عن ابن إسحاق: ثعلبة بن حاطب من البدريين، وعن ابن إسحاق أيضا: في المنافقين، وذكر هذه الآية التي نزلت فيه، فلعلهما اثنان“.

اور یہ سند ضعیف جداً ہے، سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ ثعلبہ بن حاطب بدر والوں میں سے ہیں، اور ابن اسحاق ہی سے یہ بھی منقول ہے کہ یہ منافقین میں سے ہیں، اور انہوں نے ذکر کیا ہے کہ یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے، تو ممکن ہے کہ یہ دو افراد ہوں۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الإصابة“[2] میں ”ثعلبہ بن حاطب او ابن ابی حاطب انصاری“ کے الفاظ سے ترجمہ قائم کیا، پھر زیر بحث قصہ کو نقل

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: ”وجزم ابن الأثير في التاريخ بأن ذلك كان في التاسعة، وفيه نظر، فقد تقدم في حديث ضمام بن ثعلبة، وفي حديث وفد عبد القيس، وفي عدة أحاديث ذكر الزكاة، وكذا مخاطبة أبي سفيان مع هرقل وكانت في أول السابعة، وقال فيها: يأمرنا بالزكاة، لكن يمكن تأويل كل ذلك كما سيأتي في آخر الكلام، وقوى بعضهم ما ذهب إليه بن الأثير بما وقع في قصة ثعلبة بن حاطب المطولة، ففيها: لما أنزلت آية الصدقة، بعث النبي صلى الله عليه وسلم عاملا فقال: ما هذه إلا جزية، أو أخت الجزية، والجزية إنما وجبت في التاسعة، فتكون الزكاة في التاسعة، لكنه حديث ضعيف، لا يحتج به“.

[1] الكافي الشاف في تخريج أحاديث الكشاف:ص:١٣٢،رقم:٤٧٥،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

[2] الإصابة في تمييز الصحابة: ٥١٦/١،رقم:٩٣١،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”وفي كون صاحب هذه القصة إن صح الخبر، ولا أظنه يصح، هو البدري المذكور قبله نظر، وقد تأكدت المغايرة بينهما بقول ابن الكلبي: إن البدري استشهد بأحد، ويقوي ذلك أيضا أن ابن مردويه روى في تفسيره من طريق عطية عن ابن عباس في الآية المذكورة، قال: وذلك أن رجلا يقال له ثعلبة بن أبي حاطب من الأنصار أتى مجلسا فأشهدهم، فقال: ”لَئِنۡ ءَاتَىٰنَا مِن فَضۡلِهِۦ“ الآية، فذكر القصة بطولها، فقال: إنه ثعلبة بن أبي حاطب، والبدري اتفقوا على أنه ثعلبة بن حاطب.

وقد ثبت أنه صلى الله عليه و سلم قال: لا يدخل النار أحد شهد بدرا والحديبية، وحكى عن ربه أنه قال لأهل بدر: اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم، فمن يكون بهذه المثابة كيف يعقبه الله نفاقا في قلبه، وينزل فيه ما نزل؟ فالظاهر أنه غيره، والله أعلم“.

اگر خبر صحیح ہو، اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہ صحیح ہے، صاحبِ قصہ کا بدری ہونا میرے نزدیک قابل نظر ہے، ان دونوں افراد کے درمیان مغایرت ابن کلبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے ثابت ہوتی ہے کہ بدری تو اُحد میں شہید ہو چکے تھے (حالانکہ صاحبِ قصہ کا انتقال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوا ہے، معلوم ہوا کہ یہ قصہ، ثعلبہ بدری کے علاوہ کسی اور کا ہے) اور اس بات کو (کہ یہ دو مختلف افراد ہیں) اس سے بھی تقویت ملتی ہے کہ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”تفسیر“ میں آیت مذکورہ کے تحت عطیہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے نقل کیا ہے،

وہ فرماتے ہیں: ایک شخص جسے ثعلبہ بن ابی حاطب کہا جاتا تھا ایک مجلس میں آئے اور قسم کھائی: ''اگر اللہ تعالی ہم کو اپنے فضل سے عطا فرماوے''، آگے طویل قصہ نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: اس شخص کا نام ثعلبہ بن ابی حاطب ہے (نہ کہ ثعلبہ بن حاطب)، اور بدری کے بارے میں اتفاق ہے کہ وہ ثعلبہ بن حاطب ہے (ثابت ہوا کہ یہ دو علیحدہ علیحدہ افراد ہیں)۔

اور یہ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا وہ آگ میں داخل نہیں ہوگا''، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر والوں کے بارے میں باری تعالی کا ارشاد نقل کرتے ہیں: ''(اہل بدر) جو چاہو کرو میں نے تمہاری مغفرت کردی ہے''، لہذا جو اس فضیلت کا حامل ہے باری تعالی اس کے دل میں نفاق کی سزا کیوں کر دیں گے؟ اور جن کی یہ فضیلت ہو ان کے بارے میں اس طرح کی آیت کیسے نازل کی جاسکتی ہے؟ سو بظاہر یہ ثعلبہ بن ابی حاطب، بدری صحابی ثعلبہ بن حاطب کے علاوہ کوئی اور ہے، واللہ اعلم۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ''السر المکتوم''[1] میں زیر بحث روایت سے متعلق فرماتے ہیں:

''أخرجه الطبراني والبيهقي في الدلائل والشعب، وابن أبي حاتم، والطبري، وابن مردويه، والباوردي، وابن السكن وابن شاهين، والعسكري،

[1] السر المكتوم في الفرق بين المالين المحمود والمذموم:ص:١٤٦،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان، مكتبة وتسجيلات دار الإمام مالك ــ أبو ظبي، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

وآخرون من حديث علي بن يزيد، عن القاسم أبي عبد الرحمن، عن أبي أمامة الباهلي رضي الله عنه، وسنده ضعيف جدا".

اس کی تخریج طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "دلائل" اور "شعب" میں، اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ، ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ، باوردی رحمۃ اللہ علیہ، ابن سکن رحمۃ اللہ علیہ، ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ، عسکری رحمۃ اللہ علیہ اور دوسروں نے علی بن یزید، عن القاسم ابی عبد الرحمن، عن ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کے طریق سے کی ہے، اور اس کی سند شدید ضعیف ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "لباب النقول"[1] میں فرماتے ہیں:

"أخرج الطبراني، وابن مردويه، وابن أبي حاتم، والبيهقي في الدلائل بسند ضعيف". طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "دلائل" میں اس کی تخریج ضعیف سند کے ساتھ کی ہے۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الموضوعات"[2] میں زیر بحث روایت کو "ضعیف" کہا ہے۔

شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ "التعليقات الحافلة"[3] میں مذکورہ روایت

---

[1] لباب النقول في أسباب النزول:ص:١٣٨،رقم:٤٩٢،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] تذكرة الموضوعات:ص:١٧٨،دار إحياء التراث العربي ـبيروت،الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

[3] التعليقات الحافلة على الأجوبة الفاصلة بذيل الأجوبة الفاضلة للأسئلة العشرة الكاملة:ص:١٠٧،دار السلام ـالقاهرة،الطبعة السابعة ١٤٣٧هـ.

پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ومع هذا فقد ند منه بعض الأحاديث فأورده بسنده دون أن ينبه إلى علته ونكارته، ومن ذلك ما أورده في تفسيرسورة التوبة عند قوله تعالى: ”وَمِنْهُم مَّنْ عَٰهَدَ ٱللَّهَ ...“ فذكرقصة ثعلبة بن حاطب الأنصاري ومنعه الزكاة حين أغناه الله، بسندها من رواية ابن جرير وابي حاتم، دون أن ينتقد سندها كعادته رحمه الله تعالى، وهي قصة تالفة مريضة ، وفي سندها معان بن رفاعة بالنون ، وهولين الحديث، كثير الإرسال، عامة ما يرويه لا يتابع عليه، قال البخاري فيه: منكر الحديث، أي: لا تحل الرواية عنه، كما جاء تفسير هذه الجملة منقولا عن البخاري نفسه في ميزان الاعتدال للذهبي، وفي الرفع والتكميل للكنوي، ولذلك قال الحافظ ابن حجر في تخريج أحاديث الكشاف: بعد خبر ثعلبة: وهذا إسناد ضعيف جدا“.

اور اس کے باوجود ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ سے بعض احادیث چھوٹ گئی ہیں، جن کو وہ ان کی سند کے ساتھ، ان کی علت و نکارت پر تنبیہ کئے بغیر لے آئے ہیں، اور ان میں سے ایک حدیث وہ ہے جسے ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ”سورہ توبہ“ کی تفسیر میں اللہ تعالی کے ارشاد: ”وَمِنْهُم مَّنْ عَٰهَدَ ٱللَّهَ“ کے موقع پر ذکر کیا ہے، چنانچہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے قصہ ثعلبہ بن حاطب انصاری اور اللہ تعالی کے ان کو غنی کرنے کے زمانہ میں زکوۃ سے منع کرنے کو بسند ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ وابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ ذکر کر دیا، اس کی سند پر نقد کئے بغیر، جیسا کہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی عادت (نقد کی) ہے، حالانکہ یہ قصہ ”تالف مریض“ ہے، اور اس کی سند میں مُعان (نون کے ساتھ) بن رِفاعہ ہے،

اور یہ لین الحدیث، کثیر الارسال ہے، اس کی اکثر روایات میں متابعت نہیں ہوتی، بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں منکر الحدیث کہا ہے[1]، یعنی اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے، جیسا کہ اس جملہ (منکر الحدیث) کی وضاحت خود بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی ''میزان الاعتدال'' اور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''الرفع والتکمیل'' میں منقول ہے، اور یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ''تخریج احادیث کشاف'' میں خبر ثعلبہ کے بعد فرماتے ہیں: اور اس کی اسناد شدید ضعیف ہے۔

سند میں موجود راوی ابو محمد مُعان بن رِفاعہ سَلامی دمشقی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے[2]۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ثقة، قد روى الناس عنه''[3]. یہ ثقہ ہے، لوگ اس سے روایت نقل کرتے ہیں۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: '' كان شيخا ضعيفا''[4]. یہ ضعیف شیخ تھا۔

حافظ دحیم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''ثقة'' کہا ہے[5]۔

---

[1] واضح رہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مُعان بن رِفاعہ کے بارے میں منکر الحدیث نہیں کہا، بلکہ سند کے راوی علی بن یزید کے بارے میں منکر الحدیث کہا ہے، اس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آرہی ہے، واللہ اعلم۔

[2] الكامل: ٣٧/٨، رقم: ١٨٠٨، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] تهذيب الكمال: ١٥٨/٢٨، رقم: ٦٠٤٣، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.

[4] سؤالات ابن أبي شيبة: ص: ١٥٨، رقم: ٢٢٥، ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[5] تهذيب الكمال: ١٥٨/٢٨، رقم: ٦٠٤٣، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.

حافظ ابو زرعہ دمشقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "شيخان، معناهما واحد: عثمان بن أبي العاتكة، ومُعان بن رفاعة، وأخبرني دحيم أن مُعانا أرفعهما وأرجحهما"[1]. دو شیخ ہیں، جن کا ایک ہی معنی ہے: عثمان بن ابی عاتکہ اور مُعان بن رِفاعہ، اور مجھے دُحیم رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ مُعان ان میں زیادہ بلند اور زیادہ راجح ہے۔

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ليس بحجة" کہا ہے[2]۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "منكر الحديث، يروي مراسيل كثيرة، ويحدث عن أقوام مجاهيل، لا يشبه حديثه حديث الأثبات، فلما صار الغالب على روايته ما تنكر القلوب استحق ترك الاحتجاج به"[3]. منکر الحدیث ہے، کثرت سے مرسل روایات اور مجہول راویوں سے روایت بیان کرتا ہے، اس کی حدیث اثبات کے مشابہ نہیں ہوتی، جب اس کی روایت پر اس چیز کا غلبہ ہو گیا جن کا قلوب انکار کرتے ہیں تو یہ احتجاج میں ترک کئے جانے کا مستحق ہو گیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاريخ الكبير"[4] میں مُعان بن رِفاعہ کا ترجمہ بلا جرح و تعدیل ذکر کیا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے مُعان کو "ليس به بأس" کہا ہے[5]۔

---

[1] تهذيب الكمال:۱۵۸/۲۸، رقم:۶۰۴۳، ت:بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة۔ بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۰۷ھ۔

[2] الكامل في ضعفاء الرجال:۳۷/۸، رقم:۱۸۰۸، ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ۔ بيروت.

[3] المجروحين:۳/ ۳۶، ت:محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة۔ بيروت، الطبعة ۱۴۱۲ھ۔

[4] التاريخ الكبير:۳۷۳/۷، رقم:۲۱۹۴، ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۲۹ھ۔

[5] سؤالات أبي عبيد الآجري:۲۳۱/۲، رقم:۱۶۹۲، ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي، مؤسسة الريان ۔ بيروت،

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے **مُعان بن رِفاعہ** کو "لم یکن به بأس" کہا ہے[1]۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یکتب حدیثه، ولا یحتج به"[2]. اس کی حدیث لکھی جائے گی، اور اس سے احتجاج نہیں کیا جائے گا۔

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "لیس بحجة" کہا ہے[3]۔

حافظ یعقوب بن سفیان فسوی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعرفة والتاریخ"[4] میں اسے "لین الحدیث" کہا ہے۔

حافظ ابو الفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا یحتج به"[5]. اس سے احتجاج نہیں کیا جائے گا۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[6] میں فرماتے ہیں: "ومُعان بن رِفاعة عامة ما یرویه لا یتابع علیه، وله غیر ما ذکرت من روایة الشامیین عنه، مثل الولید بن مسلم، وأبو حیوة شریح بن یزید، ومبشر بن إسماعیل، وبقیة وغیرهم". **عام طور پر مُعان بن رِفاعہ کی روایات میں اس کی متابعت نہیں ہوتی، اس کی اور بھی روایتیں ہیں جنہیں میں نے ذکر نہیں کیا جو اہل شام ان سے نقل**

الطبعة الأولی ١٤١٨ھـ.

[1] الجرح والتعدیل: ٤٢٢/٨، رقم: ١٠١٩، دار الکتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الأولی ١٣٧٢ھـ.

[2] الجرح والتعدیل: ٤٢٢/٨، رقم: ١٠١٩، دار الکتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الأولی ١٣٧٢ھـ.

[3] تهذیب الکمال: ١٥٩/٢٨، رقم: ٦٠٤٣، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بیروت، الطبعة الثانیة ١٤٠٧ھـ.

[4] المعرفة والتاریخ: ٥٤١/٢، ت: أکرم ضیاء العمري، مکتبة الدار ـ المدینة المنورة، الطبعة الأولی ١٤١٠ھـ.

[5] تهذیب التهذیب: ٢٠٢/١٠، رقم: ٣٧٤، دائرة المعارف ـ الهند، الطبعة الأولی ١٣٢٧ھـ.

[6] الکامل في ضعفاء الرجال: ٣٨/٨، رقم: ١٨٠٨، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الکتب العلمیة ـ بیروت.

کرتے ہیں، مثلاً ولید بن مسلم، ابو حیوہ شریح بن یزید، مبشر بن اسماعیل اور بقیہ بن ولید وغیرہ۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں فرماتے ہیں: "هو صاحب حديث، ليس بمتقن". یہ صاحبِ حدیث ہے، متقن نہیں ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الموضوعات"[2] میں ایک حدیث کے تحت مُعان بن رِفاعہ کو "متروك" کہا ہے۔

اسی طرح حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے مُعان کو "سير أعلام النبلاء"[3] میں "ليس بذاك القوي" اور "ميزان"[4] میں ابراہیم بن عبدالرحمن عذری کے ترجمہ میں "ليس بعمدة" کہا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تفسیر"[5] میں مُعان بن رِفاعہ کو کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تقريب التهذيب"[6] میں فرماتے ہیں: "لين الحديث كثير الإرسال". یہ لین الحدیث، کثیر الارسال ہے۔

---

[1] ميزان الاعتدال: ١٣٤/٤، رقم: ٨٦١٩، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] تلخيص كتاب الموضوعات: ص: ٣٥٥، رقم: ٩٧٢، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[3] سير أعلام النبلاء: ٢٩٢/١٧، ت: شعيب الأرنؤوط ومحمد نعيم العرقسوسي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

[4] ميزان الاعتدال: ٤٥/١، رقم: ١٣٧، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[5] تفسير ابن كثير: ٤١٨/٢، ت: محمد حسين شمس الدين، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[6] تقريب التهذيب: ص: ٥٣٧، رقم: ٦٧٤٧، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ سوريا، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

سند میں موجود راوی ابو عبد الملک علی بن یزید اَلْہَانِیُ دمشقی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاريخ الكبير"[1] میں اسے "منكر الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المسند المستخرج"[2] میں اور حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء الكبير"[3] میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر علی بن یزید کو "ذاهب الحديث" کہا ہے[4]۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[5] میں اسے "متروك الحديث" اور ایک دوسرے مقام پر "ليس بثقة" کہا ہے[6]۔

امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ذاهب الحديث" کہا ہے[7]۔

---

[1] التاريخ الكبير:۱۲۷/٦،رقم:۲٤۷۰،ت:مصطفى عبد القادر،دار الكتب العلمية ۔ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۲۹ھـ.

[2] المسند المستخرج على صحيح مسلم:۷٤/۱،رقم:۱٦۰،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ۔بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۷ھـ.

[3] الضعفاء الكبير:۲٥٤/۳،رقم:۱۲٥۹،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ۔ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰٤ھـ.

[4] علل الترمذي الكبير للترمذي:ص:۱۹۰،ت:صبحي السامرائي،عالم الكتب ۔ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰۹ھـ.

[5] الضعفاء والمتروكين:ص:۱۸۰،رقم:٤٥٥،ت:بوران الضناوي،كمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية ۔بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰٥ھـ.

[6] تاريخ دمشق:۲۸۱/٤۳،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ۔بيروت،الطبعة ۱٤۱٥ھـ.

[7] تاريخ دمشق:۲۸۱/٤۳،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ۔بيروت،الطبعة ۱٤۱٥ھـ.

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] میں علی بن یزید کا ترجمہ قائم کرکے فرماتے ہیں: "من أهل دمشق، يروي عن القاسم أبي عبد الرحمن، روى عنه عبيد الله بن زَحْر ومُطَرِّح بن يزيد، منكر الحديث جدا، فلا أدري التخليط في روايته ممن هؤلاء؟ في إسناده ثلاثة ضعفاء سواه، وأكثر روايته عن القاسم أبي عبد الرحمن، وهو ضعيف في الحديث جدا، وأكثر من روى عنه عبد الله بن زَحْر ومُطَرِّح بن يزيد، وهما ضعيفان واهيان، فلا يتهيأ إلزاق الجرح من علي بن يزيد وحده، لأن الذي يروي عنه ضعيف، والذي روى عنه واه، ولسنا ممن يستحل إطلاق الجرح على مسلم من غير علم، عائذ بالله من ذلك، وعلى جميع الأحوال يجب التنكب عن روايته، لما ظهر لنا عمن فوقه ودونه من ضد التعديل، ونسأل الله جميل الستر بمنه".

یہ دمشقی ہے، ابو عبد الرحمن قاسم سے روایت کرتا ہے، اور قاسم سے عبید اللہ بن زَحر اور مُطرِّح بن یزید روایت کرتے ہیں، یہ (علی بن یزید) منکر الحدیث جداً ہے، معلوم نہیں کہ اس روایت میں تخلیط ان میں سے کس کی طرف سے ہے؟ اس سند میں اس علی بن یزید کے علاوہ تین ضعیف راوی ہیں، اور اس علی بن یزید کی اکثر روایات عن القاسم ابی عبد الرحمن کے طریق سے ہیں، اور وہ احادیث میں شدید ضعیف ہے، اور یہ قاسم اکثر جن سے روایت کرتا ہے وہ عبید اللہ بن زَحر اور مُطرِّح بن یزید ہیں، اور یہ دونوں ضعیف واہی ہیں، لہذا صرف علی بن یزید پر جرح

---

[1] المجروحين: ۱۱۰/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

کو چسپاں کرنا درست نہیں ہے، اس لئے کہ علی بن یزید جس سے روایت کر رہا ہے وہ ''ضعیف'' ہے، اور جو علی بن یزید سے روایت کر رہا ہے وہ ''واہی'' ہے، اور ہمارے لئے کسی مسلمان پر بغیر علم کے جرح کا اطلاق کرنا حلال نہیں ہے، ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، اس تمام صورتِ حال میں اس علی بن یزید کی روایت سے اجتناب کرنا واجب ہے، اس لئے کہ اس سے اوپر جو راوی ہے اور جو اس سے نیچے ہے وہ تعدیل کی ضد ہیں، اور ہم اللہ تعالی سے اس کے احسان کے وسیلے سے حسنِ ستر کا سوال کرتے ہیں۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ضعيف الحديث، حديثه منكر، فإن كان ما روى علي بن يزيد عن القاسم على الصحة فيحتاج أن ننظر في أمر علي بن يزيد''[1]. ضعیف الحدیث ہے، اس کی حدیث منکر ہے، اگر علی بن یزید قاسم سے صحیح روایت نقل کرے تو بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم علی بن یزید کے معاملہ میں غور کریں۔

حافظ حرب بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''قلت لأحمد بن حنبل: علي بن يزيد؟ قال: هو دمشقي، كأنه ضعفه''[2]. میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے علی بن یزید کے متعلق پوچھا، انہوں نے کہا کہ وہ دمشقی ہے، گویا کہ انہوں نے اس کی تضعیف کی۔

امام ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''ليس بقوي'' کہا ہے[3]۔

---

[1] الجرح التعديل:٢٠٩/٦،رقم:١١٤٢،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.
[2] الجرح التعديل:٢٠٩/٦،رقم:١١٤٢،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.
[3] الجرح التعديل:٢٠٩/٦،رقم:١١٤٢،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اتفق أهل العلم على ضعفه"[1]. **اہل علم اس کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں۔**

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "علي بن يزيد عن القاسم عن أبي أمامة هي ضعاف كلها"[2]. **علی بن یزید کی عن القاسم عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے تمام روایات ضعیف ہیں۔**

حافظ ابو زکریا یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "وأحاديث عبيد الله بن زحر، وعلي بن يزيد عن القاسم عن أبي أمامة مرفوعة ضعيفة"[3]. **عبید اللہ بن زحر اور علی بن یزید کی مرفوع احادیث عن القاسم، عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے ضعیف ہیں۔**

حافظ مفضل بن غسان غلابی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "علي بن يزيد الهلالي صاحب القاسم منكر الحديث"[4]. **صاحبِ قاسم، علی بن یزید ہلالی منکر الحدیث ہے۔**

حافظ یعقوب بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "علي بن يزيد واهي الحديث،

---

[1] تهذيب التهذيب:٦٦٥/٤،رقم:٤١٥٤،ت:عادل أحمد،علي محمد معوض،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[2] تهذيب الكمال:١٧٩/٢١،رقم:٤١٥٤،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٣هـ.

[3] تاريخ دمشق:٢٨٣/٤٣،رقم:٥١١٨،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمري،دارالفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

[4] تاريخ دمشق:٢٨٤/٤٣،رقم:٥١١٨،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمري،دارالفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

کثير المنكرات"[1]. علی بن یزید واہی الحدیث، کثیر المنکرات ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[2] **میں فرماتے ہیں:** "ولعلي بن يزيد أحاديث ونسخ غير ما ذكرت، و عبيد الله بن زحر يروي عن علي بن يزيد، عن القاسم، عن أبي أمامة. ويروي عنه يحيى بن أيوب بن أبي مريم، وله غير هذه النسخة، وهو في نفسه صالح إلا أن يروي عنه ضعيف، فيؤتى من قبل ذلك الضعيف".

علی بن یزید کی جو روایات میں نے ذکر کی ہیں ان کے علاوہ بھی اس کی احادیث اور نسخے ہیں، اور عبید اللہ بن زحر عن علی بن یزید عن القاسم عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کرتا ہے، اور اس عبید اللہ بن زحر سے یحی بن ایوب بن ابی مریم روایت کرتا ہے، اور علی بن یزید کے اس نسخے کے علاوہ بھی نسخے ہیں، اور یہ علی بن یزید بذاتِ خود صالح ہے، مگر اس سے جو ضعیف روایت کرے، اس ضعیف کی جانب سے ایسی اشیاء لائی جاتی ہیں۔

علامہ تقی الدین مقریزی رحمۃ اللہ علیہ "إمتاع الأسماع"[3] **میں زیرِ بحث روایت کے علاوہ ایک دوسری روایت کے تحت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں:** "أبو عبد الملك هذا علي بن يزيد الشامي، وليس بالقوي إلا أنه معه ما يؤكد حديثه". **ابو عبد الملک یہ علی بن یزید شامی ہے، اور یہ "لیس بالقوی"**

---

[1] تاريخ دمشق:٢٨٣/٤٣،رقم:٥١١٨،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمري،دارالفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

[2] الكامل:١٤٣/٦،رقم:١٣٤٣،ت:محمدأنس مصطفى الخن،دارالرسالة العالمية ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

[3] إمتاع الأسماع:٨٩/١٢،ت:محمدعبد الحميد النميسي،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعةالأولى ١٤٢٠هـ.

ہے، الا یہ کہ اس کے ساتھ ایسی چیز ہو جو اس کی حدیث کو مؤکد کر دے۔

حافظ ابراہیم بن یعقوب سعدی رحمۃ اللہ علیہ ”أحوال الرجال“[1] میں فرماتے ہیں:
”علي بن يزيد أبو عبد الملك، رأيت غير واحد ينكر أحاديثه التي يرويها عنه عبيد الله بن زَحْر وعثمان بن أبي العاتكة، ثم رأينا أحاديث جعفر بن الزبير وبشر بن نمير يرويان عن القاسم أبي عبد الرحمن أحاديث تشبه تلك الأحاديث، وكان القاسم خيارا فاضلا ممن أدرك أربعين رجلا من المهاجرين والأنصار، وأظننا أتِيْنَا [كذا في الأصل] من قبل علي بن يزيد، على أن جعفر بن الزبير وبشر بن نمير ليسا ممن يحتج بهما على أحد من أهل العلم“.

میں نے کئی لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ اس علی بن یزید کی ان روایات کا انکار کرتے ہیں جو روایتیں اس سے عبید اللہ بن زحر اور عثمان بن ابی عاتکہ نے نقل کی ہیں، پھر ہم نے جعفر بن زبیر اور بشر بن نمیر کی وہ احادیث دیکھیں جنہیں وہ قاسم ابو عبد الرحمن سے نقل کرتے ہیں تو اِن کی یہ احادیث اُن کی احادیث کے مشابہ تھیں، اور قاسم نیک فضیلت والا تھا، ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے مہاجرین اور انصار میں سے چالیس مردوں کو پایا تھا، اور ہمارا گمان یہ ہے کہ یہ اشیاء علی بن یزید کی جانب سے لائی گئی ہیں، تاہم اہل علم کے نزدیک جعفر بن زبیر اور بشر بن نمیر بھی ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن سے احتجاج کیا جائے۔

علامہ محمد بن یزید مُسْتَمْلِی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ”قلت لأبي مسهر: فعلي بن

---

[1] أحوال الرجال: ۲/۲۸۵، رقم: ۳۰۱، ت: عبدالعليم عبدالعظيم البستوي، حديث أكادمي۔ فيصل آباد، باكستان.

يزيد؟ قال: ما أعلم إلا خيرا، وانظر من يروي عنه، ابن أبي العاتكة، ليس من أهل الحديث ونظرائه"[1]. میں نے ابو مسہر رحمۃ اللہ علیہ سے علی بن یزید کے بارے میں پوچھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اس میں خیر ہی دیکھی ہے، اور آپ دیکھیں اس کو جو اس سے روایت کرتا ہے (جیسے) ابن ابی عاتکہ ہے، یہ اہلِ حدیث اور ان جیسوں میں سے نہیں ہے۔

حافظ ابو الفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ، امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابو بکر بَرقَانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "متروك" کہا ہے[2]۔

حافظ محمد بن ابراہیم کنانی اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قلت لأبي حاتم: ما تقول في أحاديث علي بن يزيد عن القاسم عن أبي أمامة؟ قال: ليست بالقوية، هي ضعاف"[3]. میں نے ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ علی بن یزید احادیث کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو عن القاسم عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ احادیث قوی نہیں ہیں، ضعیف ہیں۔

حافظ ابو علی حسن بن علی طوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وقد تكلم بعض أهل العلم في علي بن يزيد وضعفه"[4]. اور بعض اہلِ علم نے علی بن یزید کے بارے میں کلام کیا ہے، اور اسے ضعیف کہا ہے۔

---

[1] الكامل: ٣٠٥/٦، رقم: ١٣٣٧، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] تهذيب الكمال: ١٨٢/٢١، رقم: ٤١٥٤، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٣هـ.

[3] تهذيب الكمال: ١٨١/٢١، رقم: ٤١٥٤، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٣هـ.

[4] تاريخ مدينة دمشق: ٢٨٥/٤٣، رقم: ٥١١٨، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

امام ابو سعید بن یونس رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ"[1] میں فرماتے ہیں: "فيه نظر".

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخيرة الحفاظ"[2] میں ایک حدیث کے تحت علی بن یزید کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ الإسلام"[3] میں فرماتے ہیں: "وله مناكير، وضعفه جماعة". اور اس کی مناکیر ہیں، اور ایک جماعت نے اس کی تضعیف کی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "الكاشف"[4] میں علی بن یزید کے بارے میں فرماتے ہیں: "ضعفه جماعة، ولم يترك". اسے ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے، اور یہ متروک نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تقريب التهذيب"[5] میں اسے "ضعیف" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "نتائج الأفكار"[6] میں علی بن یزید کو

---

[1] تاريخ ابن يونس:١٥٦/٢،رقم:٤١٤،ت:عبدالفتاح فتحي عبد الفتاح،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

[2] ذخيرة الحفاظ:ص:٣١١،رقم:٢٨٧،ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

[3] تاريخ الإسلام:٤٦٦/٣،رقم:٢٣٨،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[4] الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة:٤٩/٢،رقم:٣٩٨٣،ت:محمد عوامة،دار القبلة للثقافة الإسلاميه ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[5] تقريب التهذيب:ص:٤٠٦،رقم:٤٨١٧،ت:محمد عوامه،دار الرشيد ـ حلب،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[6] نتائج الأفكار:١٢٨/١،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

"ضعیف جدا" کہا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو "لا یصح" اور "باطل" کہا ہے، اور حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "غیر صحیح" کہا ہے، اور امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، نیز حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے "غیر صحیح" کہا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "منکر بمرۃ" قرار دیا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند کو "شدید ضعیف" قرار دیا ہے، شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ قصہ تالف مریض ہے"، الحاصل اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
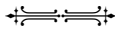
روایت نمبر ②

روایت: ”حضرت موسی علیہ السلام کا ایک واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر بیان فرمایا: موسی علیہ السلام کے دل میں خیال گزرا کہ اللہ تعالی کبھی سوتا ہے؟ تو اللہ تعالی نے ایک فرشتہ ان کے پاس بھیجا، جس نے موسی علیہ السلام کو تین دن تک سونے نہ دیا، پھر موسی علیہ السلام کے ایک ایک ہاتھ میں بوتل دی اور حکم دیا کہ ان کی حفاظت کرو، یہ ٹوٹیں نہیں، حضرت موسی علیہ السلام انہیں لے کر حفاظت کرنے لگے، لیکن نیند غالب آگئی اور بوتلیں ہاتھ سے گر کر چورا چورا ہو گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس پر اللہ تعالی نے مثال بیان کی: اگر اللہ تعالی سو جائیں تو زمین و آسمان نہیں رک سکتے“۔

حکم: ائمہ حدیث و مفسرین کی ایک بڑی جماعت کے نزدیک اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، اسی طرح جن اسرائیلی روایات میں مذکورہ سوال حضرت موسی علیہ السلام کی جانب منسوب ہے وہ ”منکر“ ہیں، اسے بھی بیان نہ کریں، تاہم جن اسرائیلی روایات میں مذکورہ سوال قوم کے جاہل افراد کی جانب منسوب ہے، صرف اسے ”اسرائیلی روایت“ کہہ کر بیان کرنے کی گنجائش ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

حافظ ابو یعلی موصلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ”مسند“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”حدثنا إسحاق، حدثنا هشام بن يوسف، عن أمية بن شبل، عن الحكم

[1] مسند أبي يعلى الموصلي: ۲۱/۱۲، رقم: ٦٦٦٩، ت: حسين سليم أسد، دار المأمون للتراث ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

بن أبان، عن عكرمة، عن أبي هريرة، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يحكي [عن] موسى عليه السلام على المنبر، قال: وقع في نفسه: هل ينام الله عز وجل؟ فأرسل الله إليه ملكا، فأرقه ثلاثا، ثم أعطاه قارورتين، في كل يد قارورة، وأمره أن يحتفظ بها، قال: فجعل ينام، وتكاد يداه تلتقيان، ثم استيقظ، فيحبس إحداهما على الأخرى حتى نام نومة، فاصطفقت يداه، فانكسرت القارورتان، قال: ضرب الله له مثلا، أن الله عز وجل لو كان ينام، لم تستمسك السماء والأرض".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر موسی علیہ السلام کے بارے میں حکایت کرتے ہوئے سنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موسی علیہ السلام کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیا اللہ عز وجل کو نیند آتی ہے؟ اللہ تعالی نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، جس نے موسی علیہ السلام کو تین دن تک سونے نہ دیا، پھر ان کو دو بوتلیں دیں، ہر ہاتھ میں ایک بوتل دی، اور موسی علیہ السلام کو ان بوتلوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: موسی علیہ السلام کو اونگھ آنے لگی اور ان کے دونوں ہاتھ ٹکرانے لگے، پھر آپ بیدار ہوئے، اور ایک بوتل سے دوسری بوتل کو روکا، آخر کار وہ گہری نیند سوگئے، چنانچہ ان کے ہاتھ آپس میں ٹکرائے، اور دونوں بوتلیں ٹوٹ گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی نے ان کے سامنے مثال بیان کی کہ اگر اللہ تعالی سو جائیں تو زمین اور آسمان نہیں رک سکتے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن محب صامت رحمۃ اللہ علیہ نے "صفات رب

العالمین "[1] میں حافظ ابو یعلی موصلی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے، نیز امام ابو جعفر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تفسیر "[2] میں، حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تفسیر "[3] میں، امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الأفراد "[4] میں، اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق "[5] میں، اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "العلل المتناهية "[6] میں تخریج کی ہے، نیز امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "الأسماء والصفات "[7] میں اور حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ بغداد "[8] میں، اور حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "العلل المتناهية "[9] میں تخریج کی ہے، اور حافظ قوام السنہ رحمۃ اللہ علیہ نے "الحجة "[10] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی ہشام بن یوسف پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

---

[1] صفات رب العالمين: ٢٢٥/٢، رقم: ٨٣٢، ت: فواز بن فرحان بن راضي الشمري، جامعة أم القرى ـ مكة المكرمة.

[2] جامع البيان: ٣٩٤/٥، رقم: ٥٧٨٠، ت: محمود محمد شاكر وأحمد محمد شاكر، دار ابن الجوزي ـ القاهرة، الطبعة ٢٠٠٨ء.

[3] تفسير ابن أبي حاتم: ٣١٨٦/١٠، رقم: ١٨٠١٥، ت: أسعد محمد الطيب، مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[4] الأفراد: ١٠٤/١، رقم: ٢٧، مخطوط من الشاملة.

[5] تاريخ دمشق: ١٥٧/٦١، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٨هـ.

[6] العلل المتناهية: ٢٦/١، رقم: ٢٣، ت: إرشاد الحق الأثري، إدارة ترجمان السنة – لاهور، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[7] كتاب الأسماء والصفات: ١٣٢/١، رقم: ٧٩، ت: عبد الله بن محمد الحاشدي، مكتبة السوادي ـ جدة، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[8] تاريخ مدينة السلام: ٨٦/٢، رقم: ٥٢، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[9] العلل المتناهية: ٢٦/١، رقم: ٢٣، ت: إرشاد الحق الأثري، إدارة ترجمان السنة – لاهور، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[10] الحجة في بيان المحجة وشرح عقيدة أهل السنة: ٤٤٠/٢، رقم: ٤٦١، ت: محمد بن محمود أبو رحيم، دار الراية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

روایت پر ائمہ کا کلام

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ "الأفراد"[1] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث غريب من حديث عكرمة مولى ابن عباس، عن أبي هريرة، تفرد به الحكم بن أبان عنه، وتفرد به أمية بن شبل، عن الحكم، وتفرد به هشام بن يوسف الصنعاني، عن أمية بن شبل".

یہ حدیث عکرمہ مولی ابن عباس عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما کے طریق سے غریب ہے، حکم بن ابان عکرمہ سے اس روایت کو نقل کرنے میں متفرد ہے، امیہ بن شبل حکم سے اس روایت کو نقل کرنے میں متفرد ہے اور ہشام بن یوسف صنعانی اس روایت کو امیہ بن شبل سے نقل کرنے میں متفرد ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "الأسماء"[2] میں پہلے زیر بحث روایت بقول ابو بردہ بن موسی اشعری رحمۃ اللہ علیہ تخریج کی، پھر یہی روایت بطریق ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً تخریج کر کے فرماتے ہیں: "متن الإسناد الأول أشبه أن يكون هو المحفوظ". پہلی (روایت کی) اسناد کا متن محفوظ ہونے میں "اشبہ" ہے[3]۔

---

[1] الأفراد: ١٠٤/١، رقم: ٢٧، مخطوط من الشاملة.

[2] كتاب الأسماء والصفات: ١٣٤/١، رقم: ٧٩، ت: عبد الله بن محمد الحاشدي، مكتبة السوادي ـ جدة، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[3] امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "أخبرنا محمد بن عبد الله الحافظ، حدثنا أبو العباس محمد بن

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الدر المنثور“[1] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ”تاریخ بغداد“[2] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

”قلت: هكذا رواه أمية بن شبل، عن الحكم بن أبان موصولا مرفوعا، وخالفه معمر بن راشد، فرواه عن الحكم، عن عكرمة قوله، لم يذكر فيه النبي صلى الله عليه وسلم، ولا أبا هريرة“.

يعقوب، حدثنا محمد بن إسحاق الصاغاني، حدثنا عاصم بن علي، حدثنا المسعودي، عن سعيد بن أبي بردة، عن أبيه قال: إن موسى عليه السلام قال له قومه: أ ينام ربنا؟ قال: اتقوا الله إن كنتم مؤمنين، فأوحى اللّه عز وجل إلى موسى أن خذ قارورتين واملأهما ماء، ففعل فنعس، فنام، فسقطتا من يده، فانكسرتا، فأوحى الله عز وجل إلى موسى عليه السلام، إني أمسك السموات والأرض أن تزولا، ولو نمت، لزالتا.
”وأخبرنا أبو عبد الله الحافظ، ثنا أبو العباس، ثنا محمد بن إسحاق، ثنا يحيى بن معين ح وأخبرنا أبو جعفر العزائمي، أنا بشر بن أحمد، ثنا عبد الله بن محمد بن ناجية، حدثنا إسحاق بن أبي إسرائيل، ثنا هشام بن يوسف، عن أمية بن شبل، قال: أخبرني الحكم بن أبان، عن عكرمة، قال: أبو عبد الله، عن أبي هريرة، وقال العزائمي: عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يحكي عن موسى على المنبر، قال: وقع في نفس موسى عليه السلام: هل ينام الله تعالى؟ فبعث الله عز وجل إليه ملكا، فأرقه ثلاثا، ثم أعطاه قارورتين في كل يد قارورة، وأمره أن يحتفظ بهما، فجعل ينام وتكاد يداه أن تلتقيا، ثم يستيقظ، فينحي إحداهما عن الأخرى، حتى (نام نومة، فاصطكت يداه فانكسرتا)، وقال العزائمي: (فاصطفقت يداه وانكفأت القارورتان، فضرب له مثلا أن الله سبحانه وتعالى لو كان ينام لم تستمسك السماوات والأرض)، متن الإسناد الأول أشبه أن يكون هو المحفوظ“. (كتاب الأسماء والصفات: ۱۳۲/۱، رقم: ۷۸۔۷۹، ت: عبد الله بن محمد الحاشدي، مكتبة السوادي ـ جدة، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ).

[1] الدر المنثور في التفسير بالمأثور: ۳۰۵/۱۲، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[2] تاريخ مدينة السلام: ۸۷/۲، رقم: ۵۲، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

میں کہتا ہوں: اسی طرح یہ روایت امیہ بن شبل نے حکم بن ابان سے موصولاً مرفوعاً نقل کی ہے، اور معمر بن راشد نے امیہ بن شبل کی مخالفت کی ہے، اور اس کو حکم عن عکرمہ کے طریق سے عکرمہ کے قول کے طور پر نقل کیا ہے، اس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

اس کے بعد حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو عکرمہ کے قول کے طور پر تخریج کیا ہے، جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ دمشق"[1] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"تابعه يحيى بن معين عن هشام، ورواه معمر عن الحكم، فجعله من قول عكرمة". یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ہشام سے نقل کرنے میں اسرائیل کی متابعت کی ہے، اور معمر نے اسے حکم سے روایت کر کے عکرمہ کا قول قرار دیا ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت عکرمہ کے قول کے طور پر تخریج کی ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "العلل المتناهية"[2] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

---

[1] تاريخ دمشق: ١٥٨/٦١، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر - بيروت، الطبعة ١٤١٨هـ.

[2] العلل المتناهية: ٢٧/١، رقم: ٢٢،٢٣، ت: إرشاد الحق الأثري، إدارة ترجمان السنة - لاهور، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

نقل کر کے فرماتے ہیں:

"ولا يثبت هذا الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وغلط من رفعه، والظاهر أن عكرمة رأى هذا في كتب اليهود فرواه، فما يزال عكرمة يذكر عنهم أشياء، لا يجوز أن يخفى هذا على نبي الله عز وجل، وقد روى عبد الله بن أحمد بن حنبل في كتاب السنة عن سعيد بن جبير، قال: إن بني إسرائيل قالوا لموسى عليه السلام: هل ينام ربنا، وهذا هو الصحيح، فإن القوم كانوا جهالا بالله عز وجل".

یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے، اور اس کو مرفوع نقل کرنے والے سے غلطی ہوئی ہے، اور بظاہر عکرمہ نے اس کو یہود کی کتابوں میں دیکھ کر روایت کر دیا ہے، اور عکرمہ یہود سے بہت سی چیزیں ذکر کرتے رہتے ہیں، اس امر کا اللہ عزوجل کے نبی پر مخفی ہونا ممکن نہیں ہے، عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ "کتاب السنہ" میں سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "بنی اسرائیل نے موسی علیہ السلام سے پوچھا: کیا ہمارے رب کو نیند آتی ہے؟"، اور یہی صحیح ہے، کیونکہ موسی علیہ السلام کی قوم اللہ عزوجل کے بارے میں جاہل تھی۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تفسیر"[1] میں فرماتے ہیں:

"واعلم أن مثل هذا لا يمكن نسبته إلى موسى عليه السلام، فإن من جوز النوم على الله أو كان شاكا في جوازه كان كافرا، فكيف يجوز

[1] مفاتيح الغيب: ٩/٧، دار الفكر - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

نسبة هذا إلى موسى؟ بل إن صحت الرواية، فالواجب نسبة هذا السؤال إلى جهال قومه".

جان لو کہ ایسی چیزیں موسی علیہ السلام کی جانب منسوب کرنا ممکن نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالی کی طرف نیند کی نسبت کو جائز سمجھنے والا یا اس کے جواز کا شک رکھنے والا کافر ہے، سو موسی علیہ السلام کی جانب اسے کیسے منسوب کیا جا سکتا ہے؟ بلکہ اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تو بھی اس سوال کی نسبت ان کی قوم کے جاہل افراد کی طرف کرنا واجب ہے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تفسیر"[1] میں روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ولا يصح هذا الحديث، ضعفه غير واحد، منهم البيهقي". یہ حدیث صحیح نہیں ہے، کئی ائمہ نے اس کو ضعیف کہا ہے جن میں سے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ "تفسير الخازن"[2] زیر بحث روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"قال بعض العلماء: إن صح هذا الحديث فيحمل على أن هذا

---

[1] الجامع لأحكام القرآن:٢٧١/٤،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.

[2] تفسير الخازن:١٨٩/١،ت:عبد السلام محمد علي شاهين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

السؤال كان من جهال قوم موسى، كطلب الرؤية من موسى، لأن الأنبياء عليهم السلام هم أعلم بالله من غيرهم، فلا يجوز أن ينسب لموسى مثل هذا السؤال، والله تعالى أعلم".

بعض علماء فرماتے ہیں: اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اسے اس پر حمل کیا جائے گا کہ یہ سوال موسی علیہ السلام کی قوم کے بعض جاہل افراد کی جانب سے تھا، جیسا کہ موسی علیہ السلام سے رؤیت باری کا مطالبہ کرنا، کیوں کہ اور لوگوں کی بنسبت انبیاء علیہم السلام کو اللہ کی معرفت زیادہ حاصل ہوتی ہے، چنانچہ اس طرح کے سوال کی نسبت موسی علیہ السلام کی طرف جائز نہیں ہے، واللہ تعالی اعلم۔

علامہ ابو حیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ "البحر المحیط"[1] میں زیر بحث روایت نقل کر کے فرماتے ہیں:

"قال بعض معاصرينا: هذا حديث وضعه الحشوية، ومستحيل أن سأل موسى ذلك عن نفسه أو عن قومه، لأن المؤمن لا يشك في أن الله ينام أو لا ينام، فكيف الرسل؟ انتهى كلامه". ہمارے بعض معاصرین کا کہنا ہے کہ یہ حدیث حشویہ نے گھڑی ہے، اور یہ ناممکن ہے کہ موسی علیہ السلام بذاتِ خود یا قوم کی جانب سے یہ سوال کریں، کیوں کہ مؤمن کو اس میں شک نہیں ہوتا کہ اللہ سوتے ہیں یا نہیں سوتے، تو رسولوں کو شک کیسے ہوگا؟ انتہی کلامہ۔

---

[1] البحر المحيط في التفسير: ٦٠٩/٢، ت: زهير جعيد، دار الفكر - بيروت، الطبعة ١٤٣١هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان"[1] میں امیہ بن شبل کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

"له حديث منكر، رواه عن الحكم بن أبان، عن عكرمة، عن أبي هريرة مرفوعا، قال: وقع في نفس موسى هل ينام الله ... الحديث، رواه عنه هشام بن يوسف، وخالفه معمر، عن الحكم، عن عكرمة قوله، وهو أقرب، ولا يسوغ أن يكون هذا وقع في نفس موسى، وإنما روي أن بني إسرائيل سألوا موسى عن ذلك".

اس کی ایک منکر حدیث ہے، جسے اس نے حکم بن ابان، عن عکرمہ، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے مرفوعاً روایت کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: موسی علیہ السلام کے دل میں خیال گزرا کہ کیا اللہ سوتا ہے۔۔۔الحدیث، ہشام بن یوسف نے اس سے روایت کیا ہے، جبکہ معمر نے امیہ بن شبل کی مخالفت کرتے ہوئے حکم، عن عکرمہ کے طریق سے عکرمہ کے قول کے طور پر اسے تخریج کیا ہے، اور یہی اقرب ہے، اور موسی علیہ السلام کے دل میں اس خیال کے آنے کی گنجائش نہیں ہے، اور صرف یہ مروی ہے کہ بنی اسرائیل نے اس کے بارے میں موسی علیہ السلام سے پوچھا تھا۔

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ "تخريج أحاديث الكشاف"[2] میں زیر بحث روایت

---

[1] ميزان الاعتدال: ۲۷٦/۱، رقم: ۱۰۳۲، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في تفسير الكشاف: ۱۵۹/۱، رقم: ۱٦۱، ت: سلطان بن فهد، دار ابن خزيمة ـ

کو مختلف مصادر سے ذکر کرنے کے بعد امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام لائے ہیں، پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے طور پر بحوالہ عبد الرزاق اسے نقل کر کے فرماتے ہیں:

"والظاهر أن هذا الخبر من الإسرائيليات المنكرة، وإلا فكيف يجوز موسى عليه السلام النوم على الله عز وجل، وهو يقول: "لَا تَأْخُذُهُۥ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ". اور بظاہر یہ خبر اسرائیلیات منکرہ میں سے ہے، ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ موسی علیہ السلام اللہ عز وجل کے بارے میں نیند کو جائز سمجھیں؟ حالانکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے اور نہ نیند"۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تفسیر"[1] میں فرماتے ہیں:

"وقد أورد ابن أبي حاتم هاهنا حديثا غريبا بل منكرا". اس مقام پر ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے غریب بلکہ منکر حدیث روایت کی ہے۔

اس کے بعد زیر بحث مرفوع روایت نقل کر کے فرماتے ہیں:

"والظاهر أن هذا الحديث ليس بمرفوع، بل من الإسرائيليات المنكرة، فإن موسى عليه السلام أجل من أن يجوز على الله سبحانه وتعالى النوم، وقد أخبر الله تعالى في كتابه العزيز: "ٱلْحَىُّ ٱلْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُۥ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَّهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ". اور بظاہر یہ حدیث مرفوع نہیں ہے، بلکہ اسرائیلیات

الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

[1] تفسير ابن كثير: ٥٥٨/٦، ت: سامي بن محمد السلامة، دار طيبة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

منکرہ میں سے ہے، کیونکہ موسی علیہ السلام اس بات سے بزرگ تر ہیں کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالی کی طرف نیند کی نسبت کو جائز سمجھیں، نیز اللہ تعالی نے اپنی "کتاب عزیز" میں خبر دی ہے: "زندہ ہے، سنبھالنے والا ہے، نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے اور نہ نیند، اسی کے مملوک ہیں سب جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے"۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تفسیر"[1] ہی میں ایک دوسرے مقام پر زیر بحث روایت بقول عکرمہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وهو من أخبار بني إسرائيل، وهو مما يعلم أن موسى عليه السلام لا يخفى عليه مثل هذا من أمر الله عز وجل، وأنه منزه عنه، وأغرب من هذا كله الحديث الذي رواه ابن جرير".

اور یہ بنی اسرائیل کی اخبار میں سے ہے، اور معلوم امر ہے کہ موسی علیہ السلام پر اللہ عزوجل کے ایسے امور مخفی نہیں ہو سکتے، اور موسی علیہ السلام اس سے منزہ

---

[1] تفسير ابن كثير: ٦٧٨/١، ت:سامي بن محمد السلامة، دار طيبة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "وقال عبد الرزاق: أخبرنا معمر، أخبرني الحكم بن أبان، عن عكرمة مولى ابن عباس في قوله: "لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ"، أن موسى عليه السلام سأل الملائكة هل ينام الله عز وجل؟ فأوحى الله إلى الملائكة، وأمرهم أن يؤرقوه ثلاثا، فلا يتركوه ينام، ففعلوا، ثم أعطوه قارورتين فأمسكهما، ثم تركوه وحذروه أن يكسرهما، قال: فجعل ينعس وهما في يده، في كل يد واحدة، قال: فجعل ينعس وينبه، وينعس وينبه، حتى نعس نعسة، فضرب إحداهما بالأخرى، فكسرهما، قال معمر: إنما هو مثل ضربه الله عز وجل، يقول: فكذلك السموات والأرض في يديه، هكذا رواه ابن جرير عن الحسن بن يحيى، عن عبد الرزاق، فذكره، وهو من أخبار بني إسرائيل، وهو مما يعلم أن موسى عليه السلام لا يخفى عليه مثل هذا من أمر الله عز وجل، وأنه منزه عنه، وأغرب من هذا كله الحديث الذي رواه ابن جرير:
حدثنا إسحاق بن أبي إسرائيل، حدثنا هشام بن يوسف، عن أمية بن شبل، عن الحكم بن أبان، عن عكرمة، عن أبي هريرة، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يحكي عن موسى عليه السلام على المنبر، قال: وقع في نفس موسى...".

ہیں، اور ان تمام سے غریب تر وہ حدیث ہے جسے ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث مرفوع روایت نقل کی، پھر فرماتے ہیں:

"وهذا حديث غريب جدا، والأظهر أنه إسرائيلي، لا مرفوع، والله أعلم"[1]. اور یہ حدیث شدید غریب ہے، اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہ اسرائیلی روایت ہے، مرفوع نہیں ہے، واللہ اعلم۔

نیز حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "البداية"[2] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وهذا حديث غريب رفعه، والأشبه أن يكون موقوفا، وأن يكون أصله إسرائيليا". اس حدیث کا مرفوع ہونا غریب ہے، اور اشبہ یہ ہے کہ یہ موقوف ہے، اور یہ کہ اس کی اصل یہ ہے کہ یہ اسرائیلی ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[3] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"رواه أبو يعلى، وفيه أمية بن شبل، ذكره الذهبي في الميزان، ولم يذكر أن أحدا ضعفه، وإنما ذكر له هذا الحديث، وضعفه به، والله

---

[1] تفسير ابن كثير: ٦٧٩/١، ت: سامي بن محمد السلامة، دار طيبة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] البداية والنهاية: ١٦٢/٢، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[3] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ٨٣/١، ت: حسام الدين القدسي، دار الكتاب العربي ـ بيروت.

أعلم، قلت: ذكره ابن حبان في الثقات".

اسے ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، اور اس میں امیہ بن شبل ہے، جس کو ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان" میں ذکر کیا ہے، اور یہ ذکر نہیں کیا کہ کسی نے اس کو ضعیف کہا ہے، اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اس کی یہ حدیث ذکر کر کے، اس کی وجہ سے امیہ بن شبل کو ضعیف کہا ہے، واللہ اعلم، میں (حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے امیہ بن شبل کو "ثقات" میں شمار کیا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو بردہ بن ابو موسی اشعری رحمۃ اللہ علیہ کی اسناد سے منقول غیر مرفوع متن کو بمقابلہ مرفوع کے محفوظ ہونے میں "اشبہ" قرار دیا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، اور اس کو مرفوع نقل کرنے والے سے غلطی ہوئی ہے، اور بظاہر عکرمہ نے اس کو یہود کی کتابوں میں دیکھ کر روایت کر دیا ہے، اور عکرمہ یہود سے بہت سی چیزیں ذکر کرتے رہتے ہیں، اس امر کا اللہ عزوجل کے نبی پر مخفی ہونا ممکن نہیں ہے، عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ "کتاب السنہ" میں سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "بنی اسرائیل نے موسی علیہ السلام سے پوچھا: کیا ہمارے رب کو نیند آتی ہے؟"، اور یہی صحیح ہے، کیونکہ موسی علیہ السلام کی قوم اللہ عزوجل کے بارے میں جاہل تھی"۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جان لو کہ ایسی چیزیں موسی علیہ السلام کی جانب منسوب کرنا ممکن نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالی کی طرف نیند کی نسبت کو جائز سمجھنے والا

یااس کے جواز کا شک رکھنے والا کافر ہے، سو موسی علیہ السلام کی جانب اسے کیسے منسوب کیا جا سکتا ہے؟ بلکہ اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تو بھی اس سوال کی نسبت ان کی قوم کے جاہل افراد کی طرف کرنا واجب ہے"۔

علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "بعض علماء فرماتے ہیں: اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اسے اس پر حمل کیا جائے گا کہ یہ سوال موسی علیہ السلام کی قوم کے بعض جاہل افراد کی جانب سے تھا، جیسا کہ موسی علیہ السلام سے رؤیت باری کا مطالبہ کرنا، کیونکہ اور لوگوں کی بنسبت انبیاء علیہم السلام کو اللہ کی معرفت زیادہ حاصل ہوتی ہے، چنانچہ اس طرح کے سوال کی نسبت موسی علیہ السلام کی طرف جائز نہیں ہے، واللہ تعالی اعلم"۔

علامہ ابو حیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ہمارے بعض معاصرین کا کہنا ہے کہ یہ حدیث حشویہ نے گھڑی ہے، اور یہ ناممکن ہے کہ موسی علیہ السلام بذاتِ خود یا قوم کی جانب سے یہ سوال کریں، کیوں کہ مؤمن کو اس میں شک نہیں ہوتا کہ اللہ سوتے ہیں یا نہیں سوتے، تو رسولوں کو شک کیسے ہوگا؟ انتہی کلامہ"۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث مرفوع روایت کو "منکر" کہنے کے بعد، اسے بقول عکرمہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "اور یہی اقرب ہے، اور موسی علیہ السلام کے دل میں اس خیال کے آنے کی گنجائش نہیں ہے، اور صرف یہ مروی ہے کہ بنی اسرائیل نے اس کے بارے میں موسی علیہ السلام سے پوچھا تھا"۔

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اور بظاہر یہ خبر اسرائیلیات منکرہ میں سے ہے، ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ موسی علیہ السلام اللہ عزوجل کے بارے میں نیند کو جائز سمجھیں؟ حالانکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے اور نہ نیند"۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اور بظاہر یہ حدیث مرفوع نہیں ہے، بلکہ اسرائیلیات منکرہ میں سے ہے، کیونکہ موسیٰ علیہ السلام اس بات سے بزرگ تر ہیں کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالی کی طرف نیند کی نسبت کو جائز سمجھیں، نیز اللہ تعالی نے اپنی ”کتاب عزیز“ میں خبر دی ہے: ”زندہ ہے، سنبھالنے والا ہے، نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے اور نہ نیند، اسی کے مملوک ہیں سب جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہیں“۔

الحاصل ائمہ حدیث ومفسرین کی ایک بڑی جماعت کے نزدیک اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، اسی طرح جن اسرائیلی روایات میں مذکورہ سوال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب منسوب ہے وہ ”منکر“ ہیں، اسے بھی بیان نہ کریں، تاہم جن اسرائیلی روایات میں مذکورہ سوال قوم کے جاہل افراد کی جانب منسوب ہے، صرف اسے ”اسرائیلی روایت“ کہہ کر بیان کرنے کی گنجائش ہے، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ: موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی جانب منسوب اسرائیلی روایت کے الفاظ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ”الأسماء“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”أخبرنا محمد بن عبد الله الحافظ، حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، حدثنا محمد بن إسحاق الصاغاني، حدثنا عاصم بن علي، حدثنا المسعودي، عن سعيد بن أبي بردة، عن أبيه قال: إن موسى

[1] كتاب الأسماء والصفات:ص:١٣٢،رقم:٧٨،ت:عبد الله بن محمد الحاشدي،مكتبة السوادي ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

عليه السلام قال له قومه: أ ينام ربنا؟ قال: اتقوا الله إن كنتم مؤمنين، فأوحى الله عز وجل إلى موسى أن خذ قارورتين واملأهما ماء، ففعل فنعس فنام، فسقطتا من يده، فانكسرتا، فأوحى الله عز وجل إلى موسى عليه السلام: إني أمسك السموات والأرض أن تزولا، ولو نمت لزالتا".

ابو بردہ بن ابو موسی اشعری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: موسی علیہ السلام سے ان کی قوم نے کہا: کیا ہمارا رب سوتا ہے؟ تو موسی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالی سے ڈرو اگر تم مؤمن ہو، اللہ عزوجل نے موسی علیہ السلام کی جانب وحی بھیجی کہ دو بوتلیں لے کر ان کو پانی سے بھر دو، موسی علیہ السلام نے ایسے ہی کیا، پھر موسی علیہ السلام کو اونگھ آئی، وہ سو گئے، تو وہ دونوں بوتلیں موسی علیہ السلام کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گئیں، اللہ عزوجل نے موسی علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی: میں نے آسمان وزمین کو گرنے سے تھامے رکھا ہے، اگر میں سو جاؤں تو یہ دونوں ہلاک جائیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو بردہ بن ابو موسی اشعری رحمۃ اللہ علیہ کی اسناد سے منقول اس سابقہ غیر مرفوع متن کو بمقابلہ مرفوع کے محفوظ ہونے میں "اشبہ" قرار دیا ہے [1]۔

اہم نوٹ:

حافظ ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کی "المختارة" [2] میں بنی اسرائیل کے

---

[1] كتاب الأسماء والصفات:ص:١٣٤،رقم:٧٨،ت:عبد الله بن محمد الحاشدي،مكتبة السوادي ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[2] حافظ ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو:"وبه أخبرنا أحمد بن موسى بن مردويه، ثنا محمد بن عبد الله بن إبراهيم، ثنا محمد بن الفضل بن موسى، ثنا أحمد بن عبد الرحمن الدَشْتَكِي، حدثني أبي، عن أبيه،

موسی علیہ السلام سے سوال کرنے پر مشتمل روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل کی گئی ہے، جبکہ اس روایت کا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع ہونا بظاہر محل نظر اور نسخہ کی تصحیف ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت موقوف ہے، مرفوع نہیں۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ حافظ ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت بطریق ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ تخریج کی ہے، اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدر المنثور"[1] میں یہی روایت ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ اور ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کی "المختارہ" کے حوالہ سے ذکر کی ہے، اور اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً نقل کیا ہے، واللہ اعلم۔
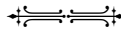
عن أشعث بن إسحاق، عن جعفر بن أبي المغيرة، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس، أن نبي الله صلى الله عليه وسلم قال: إن بني إسرائيل سألوا موسى عليه السلام، هل ينام ربك؟ فخذ زجاجتين بيدك، فقم الليل، ففعل موسى، فلما ذهب من الليل ثلثاه، نعس، فوقع لركبتيه، ثم انتعش فضبطها، حتى إذا جاء آخر الليل، نعس، فسقطت الزجاجتان فانكسرتا، فقال: يا موسى! لو كنت أنام لسقطت السموات على الأرض، وهلكوا كما هلكت الزجاجتان بيدك، فأنزل الله على نبيه آية الكرسي". (الأحاديث المختارة: ١١٣/١٠، رقم: ١١١، ت: عبد الملك بن عبد الله بن دهيش، دار خضر ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢٠هـ).

[1] حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "وأخرج ابن أبي حاتم، وأبو الشيخ في العظمة، وابن مردويه والضياء في المختارة، عن ابن عباس، أن بني إسرائيل قالوا: يا موسى! هل ينام ربك؟ قال: اتقوا الله! فناداه ربه: يا موسى! سألوك، هل ينام ربك؟ فخذ زجاجتين في يديك، فقم الليل، ففعل موسى، فلما ذهب من الليل ثلث، نعس، فوقع لركبتيه ثم انتعش، فضبطهما، حتى إذا كان آخر الليل نعس، فسقطت الزجاجتان فانكسرتا، فقال: يا موسى! لو كنت أنام لسقطت السموات والأرض، فهلكن كما هلكت الزجاجتان في يديك، وأنزل الله على نبيه آية الكرسي". (الدر المنثور في التفسير بالمأثور: ١٨٦/٣، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ).

روایت نمبر③

روایت: "آپ ﷺ کا ارشاد ہے: دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کی صفائی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قران کی تلاوت"۔

حکم: منکر، شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

زیر بحث روایت عبد العزیز بن ابی رواد سے تین راویوں نے نقل کی ہے:
① روایت بطریق عبد الرحیم بن ہارون ② روایت بطریق ابراہیم بن عبد السلام
③ روایت بطریق عبد اللہ بن عبد العزیز

روایت بطریق عبد الرحیم بن ہارون غسانی

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن نصر مروزی رحمۃ اللہ علیہ "مختصر قيام الليل"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا عبد الله بن أيوب المخرمي، ثنا عبد الرحيم بن هارون الغساني، ثنا عبد العزيز بن أبي رواد، عن نافع، عن ابن عمر رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن هذه القلوب تصدأ كما يصدأ الحديد، قالوا: يا رسول الله! فما جلاؤها؟ قال: تلاوة القرآن".

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے

---

[1] مختصر قيام الليل: ص: ١٧٢، حديث أكادمي - فيصل آباد، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کی صفائی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن کی تلاوت۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت "جزء فيه من حديث عبد الله المخرمي"[1] میں بھی تخریج کی گئی ہے، نیز حافظ خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اعتلال القلوب"[2] میں، اور حافظ خرائطی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابن بشران رحمۃ اللہ علیہ نے "أمالي"[3] میں اور حافظ ابن بشران رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذم الهوى"[4] میں تخریج کی ہے۔

نیز زیر بحث روایت حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكامل"[5] میں اور حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابو الفضل عبد الرحمن بن احمد بن حسن رازی رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائل القران"[6] میں تخریج کی ہے۔

---

[1] انظر مجموع فيه مصنفات أبي الحسن ابن الحمامي:ص:٢٤٠،رقم:٣٣،ت:نبيل سعد الدين جرار، مكتبه أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[2] اعتلال القلوب:٣٣/١،رقم:٥٠،ت:حمدي الدمرداش،مكتبه نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٠هـ.

[3] الأمالي:١١٠/١،رقم ٢٣١،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن يوسف العزازي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الاولى ١٤١٨هـ.

[4] ذم الهوى:ص:٩٣،رقم:٢٢٣،خالد عبد اللطيف السبع العلمي،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[5] الكامل في ضعفاء الرجال:٤٩٦/٦،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[6] كتاب فضائل القران وتلاوته وخصائص تلاته وحملته:ص:١١٧،رقم:٨٢،ت،عامر حسن صبري،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

اسی طرح زیر بحث روایت حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "حلیة الأولياء"[۱] میں، حافظ قضاعی رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند الشھاب"[۲] میں، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "شعب الإيمان"[۳] میں، حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ بغداد"[۴] میں، علامہ ابو الحسن علی بن حسن بن اسماعیل عبدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک "جزء"[۵] میں، امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے "التذكار"[۶] میں اور حافظ شمس الدین محمد بن عبد الرحیم مقدسی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے "المنتقى"[۷] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی عبد الرحیم بن ہارون پر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت بطریق عبد الرحیم بن ہارون غسانی پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[۸] میں عبد الرحیم کی زیر بحث روایت دیگر روایات کے ساتھ تخریج کرکے فرماتے ہیں:

"وهذه الأحاديث التي ذكرتها يحدث بها عبد الرحيم عن ابن أبي

---

۱ حلية الاولياء:۱۹۷/۸،دار الفكر،الطبعة۱٤۱٦هـ.

۲ مسند الشهاب:۱۹۹/۲،رقم:۱۱۷۹،مؤسسة الرسالة – بيروت الطبعة الاول۱٤۰۵هـ.

۳ شعب الإيمان:۳۹۲/۳،رقم:۱۸۵۹،ت:عبد العلي عبد الحميد حامد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى۱٤۲۳هـ.

۴ تاريخ بغداد:۳۷۰/۱۲،رقم:۵۷۱۹،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الاولى ۱٤۲۲هـ.

۵ جزء فيه من تخريج الشيخ علي بن الحسن العبدي:ص:۱۵۹،مخطوط،مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي.

۶ التذكار في أفضل الأذكار:ص:۸۵،ناشره محمد أمين الخانجي،الطبعة الأولى ۱۳۵۵هـ.

۷ المنتقى من سماعات محمد بن عبد الرحيم المقدسي:۱۳/۱،رقم:۱۲،مخطوط من الشاملة.

۸ الكامل:٤۹۷/٦،ت:عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

رواد، وهشام بن حسان، وعطية، وله غير ما ذكرت، ولم أر للمتقدمين فيه كلاما، وإنما ذكرته لأحاديث رواها مناكير عن قوم ثقات".

یہ احادیث جو میں نے ذکر کی ہیں ان کو عبد الرحیم عن ابن رواد، ہشام بن حسان اور عطیہ کے طریق سے روایت کرتا ہے، اور اس کے علاوہ بھی اس کی احادیث ہیں، اور میں نے اس کے بارے میں متقدمین کا کلام نہیں دیکھا، اور میں نے اس کا تذکرہ اس کی ان منکر روایات کی بنا پر کیا ہے، جو اس نے ثقہ راویوں کے انتساب سے روایت کی ہیں۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "ذخيرة الحفاظ"[1] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "هذا منكر". یہ منکر روایت ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "حلية الأولياء"[2] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"غريب من حديث نافع، وعبد العزيز، تفرد به أبو هشام، واسمه عبد الرحيم بن هارون الواسطي". نافع اور عبد العزیز کی یہ حدیث غریب ہے، اس میں ابو ہشام متفرد ہے، اور ابو ہشام کا نام عبد الرحیم بن ہارون واسطی ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد"[3] میں عبد الرحیم بن ہارون

---

[1] ذخيرة الحفاظ: ص: ۹۸٦، رقم: ۲۰۵۲، ت: عبد الرحمن الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة ١٤١٦هـ.

[2] حلية الاولياء: ١٩٧/٨، دار الفكر، الطبعة ١٤١٦هـ.

[3] تاريخ بغداد: ٣٧٠/١٢، رقم: ٥٧١٩، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الاولى

کے ترجمہ میں زیر بحث روایت تخریج کر کے فرماتے ہیں:

"أخبرنا البرقاني، قال: سمعت أبا الحسن الدارقطني، يقول: عبد الرحيم بن هارون الغساني متروك، يكذب، واسطي إن شاء الله، وكان ببغداد". مجھے برقانی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ میں نے دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: عبدالرحیم بن ہارون غسانی متروک ہے، جھوٹ بولتا ہے، ان شاءاللہ یہ واسطی ہے، اور یہ بغداد میں تھا۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "العلل"[1] میں زیر بحث روایت بطریق ابراہیم بن عبدالسلام تخریج کر کے فرماتے ہیں:

"هذا حديث مشهور بعبد العزيز، معروف برواية عبد الرحيم بن هارون الغساني عنه، وقد سرقه منه إبراهيم، فأما عبد العزيز فقال ابن حبان: كان يحدث على التوهم والنسيان فسقط الاحتجاج به، وأما عبد الرحيم فقال الدارقطني: متروك الحديث، وكان يكذب، وأما إبراهيم فقال ابن عدي: كان يحدث بالمناكير، قال: وعندي أنه يسرق الحديث".

یہ روایت عبدالعزیز سے مشہور ہے، اور عبدالرحیم بن ہارون غسانی، عن عبدالعزیز کے طریق سے معروف ہے، اور یہ حدیث عبدالرحیم سے ابراہیم نے

۱۴۲۲ھ۔

[1] العلل المتناهية:۳۴۷/۲،رقم:۱۳۹۰،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان، الطبعة الأولى ۱۳۹۹هـ.

سرقہ کی ہے، جہاں تک بات عبد العزیز کی ہے تو ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: یہ وہم اور نسیان کے ساتھ حدیث بیان کرتا تھا، چنانچہ اس سے احتجاج ساقط ہو گیا ہے، اور عبد الرحیم کے بارے میں دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ وہ متروک الحدیث ہے، جھوٹ بولتا تھا، اور ابراہیم کے بارے میں ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مناکیر روایت کرتا ہے، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بھی کہنا ہے: میرے نزدیک یہ حدیث میں سرقہ کرتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخیص العلل المتناهية"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"فيه إبراهيم بن عبد السلام غير ثقة، وعبد الرحيم بن هارون متروك، عن عبد العزيز بن أبي رواد، عن نافع، عن ابن عمر".

اس میں ابراہیم بن عبد السلام ہے، جو کہ غیر ثقہ ہے، اور عبد الرحیم بن ہارون متروک ہے، یہ دونوں عبد العزیز بن ابی رواد، عن نافع، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے اسے روایت کرتے ہیں۔

سند میں موجود راوی ابو ہشام عبد الرحیم بن ہارون غسانی واسطی (المتوفی نحو ۲۰۰ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هو مجهول، لا أعرفه، قال أبو محمد:

---

[1] تلخيص العلل:۱۱٤٦/۳، رقم:۸۷٦، ت:أبي عبيد محفوظ الرحمن زين الله، الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة ۱٤۰۰هـ.

وكتب لأبي رحمه الله إبراهيم بن أُورمَة بخطه عن شيخ بسامرا، يقال له: ابراهيم بن جابر المروزی، عن عبد الرحيم بن هارون نحو ورقة، فلم يأته، ولم يسمع منه"[1] یہ مجہول ہے، میں اس کو نہیں پہچانتا، ابو محمد (یعنی عبد الرحمن بن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: ابراہیم بن اورمہ نے اپنی تحریر سے سامرا کے ایک شیخ جن کو ابراہیم بن جابر مروزی کہا جاتا تھا، اس کے واسطے سے عبد الرحیم بن ہارون سے تقریباً ایک ورقہ کے بقدر میرے والد کی جانب لکھا، پھر بھی میرے والد نہ ان کے پاس گئے اور نہ ان سے سنا۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "الثقات"[2] میں فرماتے ہیں: "يعتبر حديثه إذا روى عن الثقات من كتابه، فإن فيما حدث من غير كتابه بعض المناكير". جب یہ ثقات سے اپنی کتاب سے روایت کرے تو ان کا اعتبار کیا جائے گا، کیونکہ اس کی اپنی کتاب کے علاوہ بیان کردہ احادیث میں بعض مناکیر ہیں۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[3] میں عبد الرحیم کی زیر بحث روایت دیگر روایات کے ساتھ تخریج کرکے فرماتے ہیں: "وهذه الأحاديث التي ذكرتها يحدث بها عبد الرحيم عن ابن أبي رواد، وهشام بن حسان، وعطية، وله غير ما ذكرت، ولم أر للمتقدمين فيه كلاما، وإنما ذكرته لأحاديث رواها مناكير عن قوم ثقات". یہ احادیث جو میں نے ذکر کی ہیں ان کو عبد الرحیم عن ابن رواد،

---

[1] الجرح والتعديل:٣٤٠/٥،رقم: ١٦٠٤،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] كتاب الثقات:٤١٣/٨،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد،الطبعة الأولى ١٣٩٣هـ.

[3] الكامل في الضعفاء:٤٩٧/٦،ت:عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

ہشام بن حسان اور عطیہ کے طریق سے روایت کرتا ہے، اور اس کے علاوہ بھی اس کی احادیث ہیں، اور میں نے اس کے بارے میں متقدمین کا کلام نہیں دیکھا، اور میں نے اس کا تذکرہ اس کی ان منکر روایات کی بنا پر کیا ہے، جو اس نے ثقہ راویوں کے انتساب سے روایت کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وعبد الرحيم بن هارون الغساني متروك، يكذب"[1]. عبدالرحیم بن ہارون غسانی متروک ہے، جھوٹ بولتا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخيرة الحفاظ"[2] میں ایک روایت کے تحت عبدالرحیم کو "منكر الحديث" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص العلل المتناهية"[3] میں عبد الرحیم بن ہارون کو "متروك" کہا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "الكاشف"[4] میں فرماتے ہیں: "قال الدارقطني: يكذب، وحسن الترمذي له". دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جھوٹ بولتا ہے، اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی روایت کو حسن کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "التقريب"[5] میں فرماتے ہیں: "ضعيف،

---

[1] سؤالات البرقاني للدارقطني:ص:٤٦،رقم:٣١٥،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،كتب خانه جميلي ـ لاهور ـ باكستان،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] ذخيرة الحفاظ:١١٧١/٢،رقم:٢٤٩١،ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

[3] تلخيص العلل المتناهية:١١٤٦/٣،رقم:٨٧٦ ،ت:أبي عبيد محفوظ الرحمن زين الله،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة ١٤٠٠هـ.

[4] الكاشف: ٦٥١/١،رقم: ٣٣٦٠،ت:محمد عوامه،دار القبلة للثقافة الإسلاميه ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.

[5] تقريب التهذيب:ص: ٣٥٤،رقم: ٤٠٦٠،ت:محمد عوامه،دار الرشيد ـ حلب،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

كذبه الدارقطني ". یہ ضعیف ہے، دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔

روایت بطریق ابو ہشام عبد الرحیم بن ہارون کا حکم

زیر بحث روایت کو حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الرحیم بن ہارون کی منکر روایات میں شمار کیا ہے، حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے اس قول کی موافقت کی ہے، نیز حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اتباع میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کے "ضعف شدید" کی جانب اشارہ کیا ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق ابراہیم بن عبد السلام قرشی

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"أخبرنا الحسن بن سفيان، حدثنا محمد بن عبد الله بن سابور الرقي، [قال:] حدثنا إبراهيم بن عبد السلام، حدثنا عبد العزيز بن أبي رواد، عن نافع، عن ابن عمر، عن النبي صلى الله عليه و سلم قال: إن القلوب لتصدأ كما يصدأ الحديد إذا أصابه الماء، قالوا: يا رسول الله! فما جلاؤها؟ قال: كثرة ذكر الله".

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض

[1] الكامل في ضعفاء الرجال: ٤١٩/١، ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

کیا: اے اللہ کے رسول! اس کی صفائی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "العلل"[1] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

روایت بطریق ابراہیم بن عبد السلام پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[2] میں زیر بحث روایت بطریق ابراہیم بن عبد السلام تخریج کر کے فرماتے ہیں:

"وهذا الحديث رواه غير إبراهيم بن عبد السلام هذا عن عبد العزيز بن أبي رواد، عن أبيه، وهو معروف بعبد الرحيم بن هارون الغساني عن عبد العزيز بن أبي رواد، وهو مشهور، وإبراهيم هذا هو مجهول، ولجهله سرقه منه".

یہ حدیث اس ابراہیم بن عبد السلام کے علاوہ نے بھی عبد العزیز بن ابی رواد عن ابیہ کی سند سے روایت کی ہے، اور یہ روایت عبد الرحیم بن ہارون غسانی عن

---

[1] العلل المتناهية في الأحاديث الواهية: ٣٤٧/٢، رقم: ١٣٩٠، ت: إرشاد الحق الأثري، إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد، باكستان، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[2] الكامل في الضعفاء: ٤٢٠/١، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

عبد العزیز بن ابی رواد کی سند سے معروف ہے، اور یہی مشہور ہے، اور یہ ابراہیم مجہول ہے، اور اپنے مجہول ہونے کی وجہ سے اس نے اس روایت کا عبد الرحیم سے سرقہ کیا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخیرۃ الحفاظ"[1] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "العلل"[2] میں زیر بحث روایت بطریق ابراہیم بن عبد السلام تخریج کر کے فرماتے ہیں:

"هذا حديث مشهور بعبد العزيز معروف برواية عبد الرحيم بن هارون الغساني عنه، وقد سرقه منه إبراهيم، فأما عبد العزيز فقال ابن حبان: كان يحدث على التوهم والنسيان فسقط الاحتجاج به، وأما عبد الرحيم فقال الدارقطني: متروك الحديث، وكان يكذب، وأما إبراهيم فقال ابن عدي: كان يحدث بالمناكير، قال: وعندي أنه يسرق الحديث".

یہ روایت عبد العزیز سے مشہور ہے، اور عبد الرحیم بن ہارون غسانی، عن عبد العزیز کے طریق سے معروف ہے، اور یہ حدیث عبد الرحیم سے ابراہیم نے سرقہ کی ہے، جہاں تک بات عبد العزیز کی ہے تو ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: یہ

[1] ذخيرة الحفاظ: ٥٦٦/١، رقم: ٩١٢، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[2] العلل المتناهية: ٣٤٧/٢، رقم: ١٣٩٠، ت: إرشاد الحق الأثري، إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد، باكستان، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

وہم اور نسیان کے ساتھ حدیث بیان کرتا تھا، چنانچہ اس سے احتجاج ساقط ہو گیا ہے، اور عبد الرحیم کے بارے میں دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ وہ متروک الحدیث ہے، جھوٹ بولتا تھا، اور ابراہیم کے بارے میں ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مناکیر روایت کرتا ہے، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بھی کہنا ہے: میرے نزدیک یہ حدیث میں سرقہ کرتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص العلل المتناهية"[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"فيه إبراهيم بن عبد السلام غير ثقة، وعبد الرحيم بن هارون متروك، عن عبد العزيز بن أبي رواد، عن نافع، عن ابن عمر".

اس میں ابراہیم بن عبد السلام ہے، جو کہ غیر ثقہ ہے، اور عبد الرحیم بن ہارون متروک ہے، یہ دونوں عبد العزیز بن ابی رواد، عن نافع، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے اسے روایت کرتے ہیں۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[2] میں ابراہیم بن عبد السلام کے ترجمہ میں زیر بحث روایت کو "منکر" کہا ہے۔

---

[1] تلخيص العلل: ١١٤٦/٣، رقم: ٨٧٦، ت: أبي عبيد محفوظ الرحمن زين الله، الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٠هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٤٦/١، رقم: ١٤٠، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

سند میں موجود راوی ابراہیم بن عبد السلام بن عبد اللہ بن باباہ قرشی مخزومی مکی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "الثقات"[1] میں ابراہیم بن عبد السلم نامی کا ترجمہ قائم کرکے "شیخ" کہا ہے۔

واضح رہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول "تہذیب التہذیب" میں ابراہیم بن عبد السلام مخزومی کے ترجمہ میں نقل کیا ہے، لیکن اس بات کی تعیین نہیں ہو سکی کہ ابراہیم بن عبد السلام مخزومی اور ابراہیم بن عبد السلم "شیخ" ایک ہی راوی ہے یا الگ الگ راوی ہیں، واللہ اعلم[2]۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[3] میں فرماتے ہیں: "ليس بمعروف، حدث بالمناكير، وعندي أنه يسرق الحديث". یہ معروف نہیں ہے، مناکیر بیان کرتا ہے، اور میرے نزدیک یہ حدیث میں سرقہ کرتا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[4] میں مزید فرماتے ہیں: "وإبراهيم بن عبد السلام هذا هو في جملة الضعفاء من الرواة". اور یہ ابراہیم بن عبد السلام من جملہ ضعیف راویوں میں سے ہے۔

---

[1] كتاب الثقات: ٦٠/٨، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد، الطبعة الأولى ١٣٩٣هـ.

[2] تهذيب التهذيب: ١٤١/١، رقم: ٢٥١، دائرة المعارف ـ الهند، الطبعة الأولى ١٣٢٥هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال: ٤١٩/١، رقم: ٩١، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] الكامل في ضعفاء الرجال: ٤٢١/١، رقم: ٩١، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ نے "تھذیب الکمال"[1] عبد اللہ بن میمون کے ترجمہ میں ابراہیم بن عبد السلام کو "أحد الضعفاء المتروکین" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "الکاشف"[2] میں ابراہیم بن عبد السلام کے بارے میں فرماتے ہیں: "قیل: إنه یسرق الحدیث". کہا گیا ہے کہ یہ حدیث میں سرقہ کرتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "دیوان الضعفاء"[3] میں فرماتے ہیں: "ضعیف، متهم". ضعیف، متہم ہے۔

حافظ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ "التذکرة"[4] میں ایک روایت کے تحت ابراہیم بن عبد السلام کے بارے میں فرماتے ہیں: "وهو ضعیف، یسرق من الحدیث". اور یہ ضعیف ہے، حدیث میں سرقہ کرتا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التقریب"[5] میں ابراہیم بن عبد السلام کو "ضعیف" کہا ہے۔

روایت بطریق ابراہیم بن عبد السلام کا حکم

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ روایت عبد الرحیم بن ہارون غسانی، عن

---

[1] تھذیب الکمال:۲۰۲/۱٦،رقم:۳٦۰٤،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بیروت،الطبعة الثانیة ۱٤۰۷ھـ.

[2] الکاشف:۲۱۷/۱،رقم:۱٦۸،ت:محمد عوامه،دار القبلة للثقافة الإسلامیه ـ بیروت،الطبعة الأولی ۱٤۱۳ھـ.

[3] دیوان الضعفاء:ص:۱۷،رقم:۲۰۹،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مکتبة النهضة الحدیثیة ـ مکة المکرمة،الطبعة ۱۳۸۷ھـ.

[4] التذکرة في الأحادیث المشتهرة:ص:۱٤۷،ت:مصطفی عبد القادر عطا،دار الکتب العلمیة ـ بیروت،الطبعة ۱٤۰٦ھـ.

[5] تقریب التهذیب:ص:۹۱،رقم:۲۰۹،ت:محمد عوامه،دار الرشید ـ حلب،الطبعة الثالثة ۱٤۱۱ھـ.

عبدالعزیز بن ابی رواد کی سند سے معروف ہے، اور ابراہیم بن عبدالسلام نے عبدالرحیم بن ہارون سے سرقہ کیا ہے"، اور طریق عبدالرحیم بن ہارون کی تفصیل گزر چکی ہے، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے "ضعف شدید" کی جانب اشارہ کیا ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق عبداللہ بن عبدالعزیز بن ابی رواد

حافظ قضاعی رحمۃ اللہ علیہ "مسند الشهاب"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"أخبرنا سهل بن أبي بكر الشجاعي، ثنا محمد بن الحسين الصوفي، ثنا حامد بن محمد الرفاء، ثنا محمد بن صالح الأشج، ثنا عبد الله بن عبد العزيز بن أبي رواد، عن أبيه، عن نافع، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن هذه القلوب تصدأ كما يصدأ الحديد؟ قيل: يا رسول الله! فما جلاؤها؟ قال: ذكر الموت وتلاوة القرآن".

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کی صفائی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: موت کی یاد اور قرآن کی تلاوت۔

---

[1] مسند الشهاب: ١٩٨/٢، رقم: ١١٧٨، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإیمان"[1] میں اور حافظ شمس الدین محمد بن عبد الرحیم مقدسی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے "المنتقی"[2] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی عبد اللہ بن عبد العزیز بن ابی رواد پر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[3] میں فرماتے ہیں: "البيهقي في الشعب من حديث ابن عمر بسند ضعيف". بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب" میں اسے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ضعیف سند کے ساتھ تخریج کیا ہے۔

سند میں موجود راوی عبد اللہ بن عبد العزیز بن ابی رواد کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو الحسن علی بن حسین بن جنید مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا يسوي فلسا، يحدث بأحاديث كذب"[4]. ایک پیسے کے برابر بھی نہیں ہے، جھوٹی احادیث بیان کرتا ہے۔

---

[1] شعب الإيمان: ۳۹۲/۳، رقم: ۱۸۵۹، ت: عبد العلي عبد الحميد حامد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] المنتقى من سماعات محمد بن عبد الرحيم المقدسي: ١٤/١، رقم: ١٣، مخطوط من الشاملة .

[3] المغني عن حمل الأسفار: ص: ٢٢٢، رقم: ٨٦٦، ت: أبو محمد أشرف بن عبد المقصود، مكتبة دار طبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[4] انظر الجرح والتعديل: ١٠٤/٥، رقم: ٤٧٨، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعدیل"[1] میں لکھتے ہیں: "سمعت أبي يقول: كنا نأتي عفان، وكان بالقرب منه عبد الله بن عبد العزيز بن أبي رواد، فنظرت في [بعض] حديثه، فرأيت أحاديثه أحاديثا [كذا في الأصل] منكرة، ولم أكتب عنه، ولم يكن محله عندي الصدق". میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم عفان کے پاس حاضر ہوتے تھے، عبداللہ بن عبدالعزیز بن ابی رواد ان کے قریب میں تھا، جب میں نے اس کی بعض روایات کو دیکھا تو میں نے اس کی حدیث میں منکر احادیث پائیں، اور میں نے اس سے نہیں لکھا، میرے نزدیک وہ "محلہ الصدق" نہیں ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الکبیر"[2] میں فرماتے ہیں: "عن أبيه أحاديثه مناكير، غير محفوظة، ليس ممن يقيم الحديث". یہ اپنے والد کے انتساب سے منکر، غیر محفوظ احادیث روایت کرتا ہے، یہ مقیم الحدیث لوگوں میں سے نہیں ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "الثقات"[3] میں فرماتے ہیں: "يعتبر حديثه إذا روى عن غير أبيه، وفي روايته عن إبراهيم بن طهمان بعض المناكير". یہ جب اپنے والد کے علاوہ سے روایت کرے تو اس کی حدیث کا اعتبار کیا جائے گا، اور اس کی ابراہیم بن طہمان سے منقول روایات میں بعض مناکیر ہیں۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[4] میں فرماتے ہیں: "يحدث عن أبيه

---

[1] الجرح والتعديل:١٠٤/٥،رقم:٤٧٨،دار الكتب العلمية۔ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] الضعفاء الكبير:٢٧٩/٢رقم:٨٤٢،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية۔بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] الثقات:٣٤٧/٨،دائرة المعارف العثمانية ۔ حيدر آباد الدكن، الطبعة الأولى ١٣٩٣هـ.

[4] الكامل في الضعفاء:٣٣٥/٥،رقم:١٠١٢،ت:عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ۔ بيروت.

عن نافع، عن ابن عمر بأحاديث لا يتابعه أحد عليه". یہ عن ابیہ، عن نافع، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے ایسی روایات بیان کرتا ہے جن کی کوئی متابعت نہیں کرتا۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل" [1] میں مزید فرماتے ہیں: "وعبد الله بن عبد العزيز له غير ما ذكرت أحاديث لم يتابعه أحد عليها، ولم أر للمتقدمين فيه كلاما، والمتقدمون قد تكلموا فيمن هو أصدق من عبد الله بن عبد العزيز، وإنما ذكرته لما شرطت في أول كتابي [هذا]". اور عبد اللہ بن عبد العزیز کی میری ذکر کردہ روایات کے علاوہ بھی احادیث ہیں جن میں کسی ایک نے بھی اس کی متابعت نہیں کی، اور میں نے اس کے بارے میں متقدمین کا کلام نہیں دیکھا، حالانکہ متقدمین عبد اللہ بن عبد العزیز سے زیادہ سچے لوگوں پر کلام کر چکے ہیں، اور میں نے اسے اس لئے ذکر کیا کہ میں نے اپنی اس کتاب کے شروع میں اس کی شرط لگائی تھی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإيمان" [2] میں ایک روایت کے تحت عبد اللہ بن عبد العزیز کو "ضعیف" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المهذب" [3] اور "تنقيح التحقيق" [4] میں ایک روایت کے تحت عبد اللہ بن عبد العزیز کو "واہ" کہا ہے۔

---

[1] الكامل في الضعفاء:٣٣٦/٥،رقم:١٠١٢،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] شعب الإيمان:٥٠٣/١١،رقم:٨٩٠٩ ،ت:عبد العلي عبد الحميد حامد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] المهذب في اختصار السنن الكبير:ص:٢٣،رقم:٦٧،ت:أبي تميم ياسر بن إبراهيم،دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] تنقيح التحقيق في أحاديث التعليق:٣٢/١،ت:مصطفى أبو الغيط عبد الحي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد"[1] میں ایک روایت کے تحت عبد اللہ بن عبد العزیز کو "ضعیف جدا" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزیه الشریعة"[2] میں عبد اللہ بن عبد العزیز کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شامل کر کے لکھتے ہیں: "قال ابن الجنید: یحدث بأحادیث کذب". ابن جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جھوٹی احادیث بیان کرتا ہے۔

روایت بطریق عبد اللہ بن عبد العزیز بن ابی رواد کا حکم

سند میں موجود راوی عبد اللہ بن عبد العزیز بن ابی رواد کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"ایک پیسے کے برابر بھی نہیں ہے، جھوٹی احادیث بیان کرتا ہے" (حافظ ابن جنید رحمۃ اللہ علیہ)، "میرے نزدیک یہ محلہ الصدق نہیں ہے" (حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ)، "واہی ہے" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، "ضعیف جداً ہے" (حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ)۔

الحاصل زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

آپ ما قبل میں زیر بحث روایت کی تینوں سندیں تفصیل سے دیکھ چکے ہیں،

---

[1] مجمع الزوائد: ۱۲۰/۱، ت: حسام الدین القدسي، دار الکتاب العربي ـ بیروت.

[2] تنزیه الشریعة: ۷۳/۱، رقم: ٦٣، ت: عبد الوهاب عبد اللطیف، عبد الله محمد صدیق، دار الکتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الثانیة ۱٤۰۱هـ.

جس کا حاصل یہ ہے کہ زیر بحث روایت ”منکر، شدید ضعیف“ ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

اس سے ملتی جلتی ایک روایت آگے آرہی ہے۔
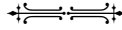
روایت نمبر④

روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے، جیسے لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے، اور اس کی صفائی استغفار ہے“۔

حکم: شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

روایت کا مصدر

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ”نوادر الأصول“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”حدثنا الفضل بن محمد، قال: حدثنا إبراهيم بن الوليد بن سلمة الدمشقي، قال: حدثني أبي، قال: حدثنا النضر بن محرز، عن محمد بن المنكدر، عن أنس بن مالك رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن للقلوب صدأ كصدإ الحديد، وجلاؤها الاستغفار“.

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے، جیسے لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے، اور اس کی صفائی استغفار ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الدعاء“[2]، ”المعجم الأوسط“[3] اور ”المعجم الصغير“[4] میں، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الکامل“ میں نضر

---

[1] نوادر الأصول:٤١٢/٣،رقم:٧٧٣،ت:توفيق محمود تكله،دار النوادر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[2] كتاب الدعاء:ص:٥٠٦،رقم:١٧٩١،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[3] المعجم الأوسط:٧٤/٧،رقم:٦٨٩٤،ت:طارق بن عوض الله بن محمد،دار الحرمين ـ القاهرة، الطبعة ١٤١٥هـ.

[4] المعجم الصغير:٣٠٧/١،رقم:٥٠٩،ت:محمد شكور محمود،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

بن محرز[1] اور ولید بن سلمہ طبرانی[2] کے ترجمہ میں، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإیمان"[3] میں، حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[4] میں اور حافظ ابو منصور دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند الفردوس"[5] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی ولید بن سلمہ پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "المعجم الأوسط"[6] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"لم یرو هذا الحدیث عن محمد بن المنكدر إلا النضْر بن محمد، تفرد به الولید بن سلمة". یہ روایت محمد بن منکدر سے صرف نضُر بن محمد نے روایت کی ہے، اور ولید بن سلمہ اس میں متفرد ہے۔

اور حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "المتفق والمفترق"[7] میں امام

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:۲۷۰/۸،رقم:۱۹٦۸،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] الكامل في ضعفاء الرجال:۳٦۰/۸،رقم:۱۹۹۹،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] شعب الإيمان:۱۵۳/۲،رقم: ٦٤۰،ت:عبد العلي عبد الحميد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

[4] تاريخ مدينة دمشق:۸۰/٦۲،رقم:۷۸۸۹،ت:عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ۱٤۱۵هـ.

[5] انظر الغرائب الملتقطة:۷۳٦/۲،رقم:۸٦۱،ت:محمد مرتضى سليمان يونس،جمعية دار البر ـ دبئي،الطبعة الأولى ۱٤۳۹هـ.

[6] المعجم الأوسط:۷٤/۷،رقم:٦۸۹٤،ت:طارق بن عوض الله بن محمد وعبد المحسن بن إبراهيم الحسيني،دار الحرمين ـ القاهرة، الطبعة ۱٤۱۵هـ.

[7] كتاب المتفق والمفترق:ص:۳۲۹،رقم:۱۵۸،ت:محمد صادق آيدن الحامدي،دار القادري ـ بيروت،الطبعة

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں نضر بن محرز کے ترجمہ میں زیر بحث روایت کے ساتھ چند دیگر روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وهذه الأحاديث بأسانيدها غير محفوظة، وليس للنضْر كثير حديث".

یہ احادیث اپنی اسانید سے غیر محفوظ ہیں، اور نضر کی مرویات زیادہ نہیں ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[2] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

نیز حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[3] میں ولید بن سلمہ کے ترجمہ میں زیر بحث روایت اور چند دیگر روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وهذه الأحاديث بهذه الأسانيد غير محفوظة كلها". یہ تمام احادیث ان اسانید سے غیر محفوظ ہیں۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "ذخیرۃ الحفاظ"[4] میں زیر بحث روایت ذکر

الأولى ١٤١٧هـ.

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:٢٧١/٨،رقم:١٩٦٨،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] ميزان الاعتدال: ٢٦٢/٤،رقم: ٩٠٨٥،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال:٣٥٩/٨،رقم:١٩٩٩،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] ذخيرة الحفاظ:ص:٩٥٣،رقم:١٩٧٨،ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"رواه الوليد بن سلمة الطراز عن النضْر بن محرز، عن محمد بن المنكدر، عن أنس، وهذا وإن كان النضْر فيه، لكنه أورده في ترجمة الوليد هذا، وأحاديثه غير محفوظة، وأورده في ترجمة النضر بن محرز من أهل البَثَنِيَّة، عن محمد بن المنكدر، عن أنس، والنضر هذا يكنى بأبي الفرج، والحديث غير محفوظ، ولم يتكلم فيه".

اس کو ولید بن سلمہ طراز نے نضُر بن محرز، عن محمد بن منکدر، عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے، اور یہ حدیث اگرچہ اس میں نضُر ہے، لیکن حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو اس ولید کے ترجمہ میں لائے ہیں، اور ولید کی احادیث محفوظ نہیں ہیں، اور نضر بن محرز جو کہ اہل بَثَنِیَّہ میں سے ہے، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اس کے ترجمہ میں یہی حدیث محمد بن المنکدر، عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے لائے ہیں، اور اس نضُر کی کنیت ابوالفرج ہے، اور یہ حدیث غیر محفوظ ہے، تاہم حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کلام نہیں کیا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"رواه الطبراني في الصغير والأوسط، وزاد فيه، قالوا: يا رسول الله! فما جلاؤها؟ قال: الاستغفار، وفيه الوليد بن سلمة الطبراني، وهو كذاب".

[1] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ۲۰۷/۱۰،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربى ـ بيروت.

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو "صغیر" اور "اوسط" میں روایت کیا ہے، اور اس میں اس کا اضافہ کیا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی صفائی کا کیا طریقہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: استغفار، اور اس کی سند میں ولید بن سلمہ طبرانی ہے، اور وہ کذاب ہے۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "فیض القدیر"[1] میں اور علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التنویر"[2] میں حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو العباس ولید بن سلمہ طبرانی اردنی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو مسہر غسانی رحمۃ اللہ علیہ نے ولید بن سلمہ کو "کذاب" کہا ہے[3]۔

حافظ دحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قال شعيب بن اسحاق: كذابا هذه الامة، وهب بن وهب والوليد بن سلمة الأردني"[4]. شعیب بن اسحاق کہتے ہیں: اس امت کے دو کذاب ہیں، وہب بن وہب اور ولید بن سلمہ۔

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ ولید بن سلمہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "آه آه! أتينا ابنه، وكان صدوقا، وكان يحدث بأحاديث مستقيمة، فلما أخذ في أحاديث أبيه جاء [يعني] بالأوابد"[5]. آہ آہ! ہم ولید بن سلمہ کے بیٹے کے

---

[1] فيض القدير:٥٠٢/٢،رقم:٢٣٨٩،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

[2] التنوير:٧٢/٤،رقم:٢٣٧٣،ت:محمد إسحاق محمد إبراهيم،مكتبة دار السلام ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

[3] لسان الميزان:٣٨٤/٨،رقم:٨٣٥٧،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[4] الجرح التعديل:٦/٩،رقم:٢٧،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[5] الجرح التعديل:٧/٩،رقم:٢٧،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

پاس گئے، وہ صدوق تھا، اور مستقیم احادیث بیان کرتا تھا، لیکن جب اس نے اپنے والد کی احادیث بیان کرنا شروع کیں تو عجائبات لے آیا۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ولید بن سلمہ کو "ذاهب الحديث"[1] کہا ہے۔

قاضی وکیع محمد بن خلف ضبی رحمۃ اللہ علیہ "أخبار القضاة"[2] میں ولید بن سلمہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "ضعيف الحديث جدا". حدیث میں شدید ضعیف ہے۔

اس کے بعد قاضی وکیع محمد بن خلف نے ولید بن مسلم کی چند احادیث نقل کر کے ان کو باطل کہا ہے، پھر فرماتے ہیں: "والوليد بن سلمة، ضعيف مهين، مثل أبي البختري". ولید بن سلمہ، ابوالبختری کی طرح ضعیف حقیر ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[3] میں ولید بن سلمہ کے بارے میں فرماتے ہیں: " كان ممن يضع الحديث على الثقات، لا يجوز الاحتجاج به بحال". یہ ان لوگوں میں سے تھا جو ثقہ راویوں کے انتساب سے احادیث گھڑتے تھے، اس سے کسی بھی طرح احتجاج درست نہیں ہے۔

علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے " الكشف الحثيث "[4] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

---

[1] الجرح التعديل: ۷/۹، رقم: ۲۷، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

[2] أخبار القضاة: ۲۱۵/۳، عالم الكتب ـ بيروت.

[3] المجروحين: ۸۰/۳، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[4] الكشف الحثيث: ص: ۲۷۵، رقم: ۸۲۵، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۷هـ.

نیز حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے" الثقات "[1] میں ابراہیم بن ولید بن سلمہ طبرانی کے ترجمہ میں ولید بن سلمہ کو"ليس بشيء في الحديث " کہا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين "[2] میں حماد بن ولید کے ترجمہ میں ایک دوسری حدیث کے تحت ولید بن سلمہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "الوليد يسرق الحديث، ويظفر عليه". "ولید حدیث میں سرقہ کرتا ہے۔۔۔"۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل "[3] میں ولید بن سلمہ کے ترجمہ میں زیر بحث حدیث اور چند دیگر احادیث تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:"وهذه الأحاديث للوليد مع ما لم أذكر من حديثه، عامتها غير محفوظة". ولید کی یہ احادیث اس کی ان احادیث سمیت جن کو میں نے ذکر نہیں کیا، ان میں سے اکثر غیر محفوظ ہیں۔

حافظ ابو الفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " كذاب، يضع الحديث "[4]: جھوٹا ہے، حدیث گھڑتا ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے"العلل الواردة "[5] میں ایک حدیث کے تحت ولید بن سلمہ کو "متروك الحديث "اور"ذاهب الحديث " کہا ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ ولید بن سلمہ کے بارے میں فرماتے

---

[1] الثقات:٨/٨٤،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آبالدكن،الطبعة الأولى ١٣٩٣هـ.

[2] المجروحين:١/٢٥٥،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال:٨/٣٦٠،رقم:١٩٩٩،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] الضعفاء والمتروكين:٣/١٨٤،رقم:٣٦٥١،ت:عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[5] العلل الواردة:١/٢١٣،رقم:٢٠،ت:محفوظ الرحمن زين الله السلفي،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

ہیں: "كذاب، يضع الحديث"[۱]. ولید بن سلمہ جھوٹا ہے، حدیث گھڑتا ہے۔

نیز امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "ورد خراسان، وحدث بنيسابور قبل المائتين بأحاديث موضوعة، وهو متروك الحديث"[۲]. ولید بن سلمہ ازدی خراسان آیا، اور دو سو ہجری سے پہلے نیشاپور میں من گھڑت احادیث بیان کیں، اور وہ متروک الحدیث ہے۔

حافظ تمام بن محمد رازی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد"[۳] میں ایک حدیث کے تحت ولید بن سلمہ کو "منكر الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ دمشق"[۴] میں حافظ تمام بن محمد رازی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "شعب الإيمان"[۵] میں ایک دوسری روایت کے تحت فرماتے ہیں: "تفرد به الوليد بن سلمة الأردني، وله من أمثال هذا أفراد لم يتابع عليها، والله أعلم". ولید بن سلمہ اس میں متفرد ہے، اور اس کی اس جیسی بہت سی افراد ہیں جن پر متابعت نہیں ہوئی، واللہ اعلم۔

---

۱ سؤلات مسعود بن علي السجزي:ص:١٥٦،رقم:١٦٦،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.

۲ سؤلات مسعود بن علي السجزي:ص:١٨٧،رقم:٢٢٩،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.

۳ الفوائد:٤٥/٢،رقم:١٠٩٥،ت:حمدي بن عبد المجيد السلفي،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

۴ تاريخ مدينة دمشق:٣٤٠/٦٦،ت:عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٥هـ.

۵ شعب الإيمان:٤٩٨/١٠،رقم:٧٨٧٠،ت:عبد العلي عبد الحميد حامد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المسند المستخرج"[1] میں ولید بن سلمہ کو "لا شيء" کہا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الحفاظ"[2] میں اور "ذخيرة الحفاظ"[3] میں "كذاب" کہا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد"[4] میں ایک دوسری حدیث کے تحت ولید بن سلمہ اردنی کو "كذاب" کہا ہے۔

سند میں موجود راوی نضر بن محرز بن بعیث ابو الفرج ازدی یمنی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے نضر بن محرز کو "مجهول"[5] کہا ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[6] میں فرماتے ہیں: "عن محمد بن المنكدر، لا يتابع على حديثه، ولا يعرف إلا به". یہ محمد بن منکدر سے روایت کرتا ہے، اس کی حدیث پر متابعت نہیں کی جاتی، اور اسی حدیث سے اس کی

---

[1] المسند المستخرج على صحيح مسلم:١/٨٥،رقم:٢٦٠،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] تذكرة الحفاظ:ص:٢٠٧،رقم:٤٩٣،ت:حمدي بن عبد المجيد بن إسماعيل السلفي،دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[3] ذخيرة الحفاظ:ص:٣٣٩،رقم:٣٥٤،ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[4] مجمع الزوائد:٥/١٦٦،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربي ـ بيروت.

[5] الجرح التعديل:٨/٤٨٠،رقم:٢١٩٨،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[6] الضعفاء الكبير:٤/٢٨٨،رقم:١٨٨٢،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

معرفت ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] میں فرماتے ہیں: "منکر الحدیث جدا، لا یجوز الاحتجاج به". منکر الحدیث جداً ہے، اس سے احتجاج کرنا جائز نہیں ہے۔

علامہ شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ حموی رحمۃ اللہ علیہ نے "معجم البلدان"[2] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[3] میں نضر بن محرز کے ترجمہ میں زیر بحث روایت اور چند دیگر احادیث تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وهذه الأحاديث بأسانيدها غير محفوظة، وليس للنضْر كثير حديث". یہ احادیث ان اسانید سے محفوظ نہیں ہیں، اور نضُر کی احادیث زیادہ نہیں ہیں۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "المؤتلف والمختلف"[4] میں اسے "منکر الحدیث" کہا ہے۔

حافظ ابو محمد عبد الغنی بن سعید ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے نضر بن محرز کو "ضعیف" کہا ہے[5]۔

---

[1] المجروحين:۵۰/۳،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[2] معجم البلدان:۳۳۸/۱،دار صادر ـ بيروت،الطبعة ۱۳۹۷هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال:۲۷۱/۸،رقم:۱۹٦۸،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] المؤتلف والمختلف:ص:۲۲۱۹،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.

[5] انظر تاريخ مدينة دمشق:۸۲/٦۲،رقم:۷۸۸۹،ت:عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ۱٤۱۵هـ.

حافظ ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ نے نضر بن محرز کو "منکر الحدیث"[1] کہا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ذخیرة الحفاظ"[2] میں ایک دوسری حدیث کے تحت "ضعیف" کہا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرة الحفاظ"[3] میں ایک دوسری حدیث کے تحت نضر بن محرز کو "منکر الحدیث" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الموضوعات"[4] میں ایک حدیث کے تحت نضر بن محرز کو "هالك" کہا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

سند میں موجود راوی ولید بن سلمہ کے بارے میں ائمہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"اس امت کے دو کذاب ہیں، وہب بن منبہ اور ولید بن سلمہ اردنی" (حافظ شعیب بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ)، "جھوٹا ہے" (حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو مسہر غسانی رحمۃ اللہ علیہ)، "جھوٹا ہے، حدیث گھڑتا ہے" (حافظ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ،

---

[1] انظر تاريخ مدينة دمشق: ٨٢/٦٢، رقم: ٧٨٨٩، ت: عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

[2] ذخيرة الحفاظ: ص: ١٢٩٠، رقم: ٢٧٧٦، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[3] تذكرة الحفاظ: ص: ١٥٠، رقم: ٣٥٠، ت: حمدي بن عبد المجيد بن إسماعيل السلفي، دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[4] تلخيص كتاب الموضوعات: ص: ٣١٨، رقم: ٨٦٢، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

حافظ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ)، ”یہ ان لوگوں میں سے تھا جو ثقات کے انتساب سے احادیث گھڑتے ہیں“ (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)، ”حدیث میں سرقہ کرتا ہے“(حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ)، ”متروک الحدیث“، ”ذاہب الحدیث“ (حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ)، ”ذاہب الحدیث“(حافظ ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ)، ”حدیث میں شدید ضعیف ہے“ (قاضی وکیع محمد بن خلف ضبی رحمۃ اللہ علیہ)۔

نیز حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کے بعد ولید بن سلمہ کو ”کذاب“ کہہ کر اس روایت کے ”ضعف شدید“ کی جانب اشارہ کیا ہے اور علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اور اس خاص تناظر میں کہ ولید بن سلمہ اس روایت کے نقل میں متفرد بھی ہے، یہ روایت کسی بھی طرح ”ضعفِ شدید“ سے خالی نہیں ہو سکتی، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

اس روایت سے ملتی جلتی ایک روایت ماقبل میں گزر چکی ہے، نیز ایک روایت آگے بھی آرہی ہے۔
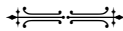
روایت نمبر⑤

روایت: ”نبی ﷺ نے فرمایا: ”إن لكل شيء سقالة، وإن سقالة القلوب ذكر الله“. ہر چیز کی ایک چمک ہوتی ہے، اور دلوں کی چمک اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے“۔

حکم: شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

روایت کا مصدر

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ”شعب الإيمان“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”أخبرناه أبو بكر أحمد بن الحسن القاضي، حدثنا أبو العباس الأصم، حدثنا محمد بن إسحاق، حدثنا علي بن عياش، حدثنا سعيد بن سنان، حدثني أبو الزاهرية، عن أبي شجرة واسمه كثير بن مرة، عن عبد الله بن عمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم، أنه كان يقول: إن لكل شيء سقالة، وإن سقالة القلوب ذكر الله، وما من شيء أنجى من عذاب الله من ذكر الله، قالوا: ولا الجهاد في سبيل الله؟ قال: ولو أن تضرب بسيفك حتى ينقطع“.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: بے شک ہر چیز کی ایک چمک ہوتی ہے، اور دلوں کی چمک اللہ کا ذکر ہے، اور کوئی چیز اللہ کے ذکر سے بڑھ کر عذاب الٰہی سے نجات دینے والی نہیں ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے

[1] الجامع لشعب الإيمان:٦٢/٢،رقم:٥١٩،ت:عبد العلي عبد الحميد حامد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

عرض کیا: اللہ کے راستہ میں جہاد بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگرچہ آپ تلوار سے وار کریں یہاں تک کہ تلوار ٹوٹ جائے۔

یہی روایت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدعوات"[1] میں بھی تخریج کی ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ ہماری تحقیق کا تعلق روایت کے ابتدائی ٹکڑے (إن لكل شيء سقالة، وإن سقالة القلوب ذكر الله) سے ہے، تاہم روایت کا باقی حصہ دیگر صحیح روایات سے ثابت ہے[2]۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ "الترغيب والترهيب"[3] میں صیغہ "عن" سے روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "رواه ابن أبي الدنيا والبيهقي من رواية سعيد

---

[1] الدعوات الكبير: ۸۰/۱، رقم: ۱۹، ت: بدر بن عبد الله البدر، غراس للنشر والتوزيع ـ الكويت، الطبعة الأولى ۱٤۲۹هـ.

[2] چنانچہ امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "مستدرک" میں تخریج فرماتے ہیں: "أخبرنا بكر بن محمد بن حمدان الصيرفي بمرو، ثنا عبد الصمد بن الفضل البلخي، ثنا مكي بن إبراهيم، ثنا عبد الله بن سعيد بن أبي هند، عن زياد بن أبي زياد مولى ابن عياش، وأبي بحرية، عن أبي الدرداء رضي الله عنه، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: ألا أنبئكم بخير أعمالكم، وأزكاها عند مليككم، وأرفعها في درجاتكم، وخير لكم من إعطاء الذهب والورق، وأن تلقوا عدوكم فتضربوا أعناقهم، ويضربوا أعناقكم، قالوا: وما ذاك يا رسول الله؟ قال: ذكر الله عز وجل، وقال معاذ بن جبل: ما عمل آدمي من عمل أنجى له من عذاب الله من ذكر الله عز وجل. هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه". (المستدرك على الصحيحين: ٦۷۳/۱، رقم: ۱۸۲٥، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۲هـ.)

[3] الترغيب والترهيب من الحديث الشريف: ۲٥٤/۲، رقم: ۱۰، ت: إبراهيم شمس الدين، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲٤هـ.

بن سنان، واللفظ له". اسے ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت سعید بن سنان تخریج کیا ہے، اور حدیث کے الفاظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ الفاظ میں موجود زیر بحث روایت کے علاوہ حصہ (وما من شيء أنجى من عذاب الله من ذكر الله) دوسری صحیح سند سے ثابت ہے، تاہم زیر بحث حصہ (إن لكل شيء سقالة، وإن سقالة القلوب ذكر الله) میں سعید بن سنان متروک، متہم راوی متفرد ہے، اور اس کا تفصیلی ترجمہ آگے آرہا ہے۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ "التيسير"[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "ضعيف لضعف سعيد بن سنان". یہ روایت سعید بن سنان کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

سند میں موجود راوی ابو مہدی سعید بن سنان حنفی حمصی (المتوفی ۱۶۸ھ) کے بارے میں ائمہ کا کلام

حافظ دحیم رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن سنان کو "ليس بشيء" کہا ہے[2]۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن سنان کے بارے میں "لیس

---

[1] التيسير بشرح الجامع الصغير: ۳٤۱/۱، مكتبة الإمام الشافعي ـ الرياض.

[2] الجرح والتعديل: ۲۸/٤، رقم: ۱۱٤، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

بشيء"[۱]، "ليس بثقة"[۲] اور "متروك الحديث" کہاہے[۳]۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا أعرفه"[۴]. میں سعید کو نہیں جانتا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن سنان کو "ضعیف" کہاہے[۵]۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "عيسى بن إبراهيم وسعيد بن سنان، ليسا بشيء"[۶]. **عیسی بن ابراہیم اور سعید بن سنان دونوں "لیس بشیء" ہیں۔**

حافظ احمد بن صالح مصری رحمۃ اللہ علیہ سعید بن سنان کے بارے میں فرماتے ہیں: "منكر الحديث، ما أعرف من حديثه إلا حديثين أو ثلاثة"[۷]. **منکر الحدیث ہے، مجھے اس کی احادیث میں سے صرف دو یا تین احادیث ہی کی معرفت ہے۔**

---

[۱] سؤالات ابن الجنيد:ص:٣٩٦،رقم:٥١٢،ت:أحمد محمد نور،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ. وكذا في تاريخ ابن معين برواية الدارمي:ص:١١٨،رقم:٣٦٦،ت:أحمد محمد نور،درا المامون للتراث ـ بيروت.

[۲] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري:٣٢٥/٢،رقم:٥٠٧٨،ت:عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـ بيروت.

[۳] انظر إكمال تهذيب الكمال:٣١١/٥،رقم:١٩٨٨،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[۴] تهذيب التهذيب:٤٧/٤،رقم:٧٤،دائرة المعارف النظامية ـ الهند،الطبعة الأولى ١٣٢٥هـ.

[۵] الكامل في ضعفاء الرجال:٣٩٩/٤،رقم:٨٠١،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[۶] العلل ومعرفة الرجال:ص:١١٧،رقم:٢٧١،ت:صبحي البدري السامرايئ،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[۷] تهذيب التهذيب:٤٧/٤،رقم:٧٤،دائرة المعارف النظامية ـ الهند،الطبعة الأولى ١٣٢٥هـ.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاریخ الصغیر"[1] میں فرماتے ہیں: "صاحب مناکیر". یہ مناکیر والا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر سعید بن سنان کو "متروك الحديث" کہا ہے[2]۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہی نے "التاريخ الكبير"[3] اور "الضعفاء"[4] میں سعید بن سنان کو "منكر الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابو اسحاق ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[5] میں فرماتے ہیں: "أحاديثه أخاف أن تكون موضوعة، لا تشبه أحاديث الناس، كان أبو اليمان يثني عليه في فضله وعبادته، قال كنا نستمطر به، فنظرت في حديثه فإذا أحاديثه معضلة، فأخبرت أبا اليمان بذلك، فقال: أما إن يحيى بن معين لم يكتب منها شيئا، فلما رجعت إلى العراق ذكرت أبا المهدي ليحيى بن معين، وقلت ما منعك يا أبا زكريا أن تكتبها، قال: من يكتب تلك الأحاديث؟ من أين وقع عليها؟ لعلك كتبت منها يا أبا

---

[1] التاريخ الصغير:١٧١/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

[2] انظر الكامل في ضعفاء الرجال:٤٠٠/٤،رقم:٨٠١ ،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت .

[3] التاريخ الكبير:٣٩٣/٣،رقم:١٥٩٨،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[4] الضعفاء الصغير:ص:٥٢،رقم:١٣٥،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[5] أحوال الرجال:ص:٢٨٩،رقم:٣٠٦،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث إكادمي ـ فيصل آباد باكستان، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

إسحاق! قلت: كتبت منها شيئا يسيرا لأعتبر به، قال: تلك لا يعتبر بها، هي بواطيل".

اس کی احادیث کے بارے میں مجھے من گھڑت ہونے کا خدشہ ہے، اس کی احادیث لوگوں کی احادیث کی طرح نہیں ہیں، اس کے فضل اور عبادت کی وجہ سے ابوالیمان اس کی تعریف کیا کرتے تھے، فرماتے ہیں کہ ہم ان کے وسیلہ سے بارش مانگا کرتے تھے، (حافظ ابو اسحاق ابراہیم بن یعقوب بن ابراہیم جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) پھر جب میں نے اس کی احادیث دیکھیں تو اس کی احادیث معضل نکلیں، میں نے اس کی خبر ابوالیمان کو دی، انہوں نے فرمایا: یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے کوئی ایک حدیث بھی نہیں لکھی، (حافظ ابو اسحاق ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) جب میں عراق لوٹ آیا، تو میں نے یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے ابومہدی کا ذکر کیا اور کہا: اے ابوزکریا! ان احادیث کے لکھنے سے آپ کو کس چیز نے روکا؟ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ان احادیث کو کون لکھے، اسے یہ احادیث کہاں سے حاصل ہوئیں؟ اے ابو اسحاق! شاید آپ نے وہ احادیث لکھی ہیں؟ میں نے کہا: میں نے ان میں سے تھوڑی سی احادیث لکھی ہیں، تاکہ میں ان کا "اعتبار" کرسکوں، یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ان کا "اعتبار" نہیں ہوسکتا، یہ باطل ہیں۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[1] میں فرماتے ہیں: "منكر الحديث، لا يعجبني الاحتجاج بخبره إذا انفرد". منکر الحدیث ہے، جب یہ متفرد ہو تو مجھے اس کی خبر سے احتجاج کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔

---

[1] المجروحين: ۳۲۲/۱، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة - بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ چند سطروں کے بعد زیر بحث روایت کے علاوہ ایک دوسری روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں: "ثناه الحسن بن سفيان، ثنا صفوان بن صالح، ثنا الوليد[كذا في الأصل، والصحيح: سعيد]، أبو مهدي في نسخة، كتبناها عنه بهذا الإسناد، أكثرها مقلوبة، لا يحل ذكرها في الكتب إلا على سبيل القدح في ناقليها [كذا في الأصل]". ہمیں یہ حدیث حسن بن سفیان نے صفوان بن صالح، عن سعید ابو مہدی کے طریق سے ایک ایسے نسخہ میں بیان کی ہے جس کو ہم نے حسن بن سفیان سے اسی سند سے لکھا ہے، اس نسخہ کا اکثر حصہ مقلوب ہے، کتابوں میں اس کا ذکر صرف اس کے ناقل پر بطور قدح کے حلال ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے "الكنى والأسماء"[1] میں سعید بن سنان کو "منكر الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سألت أبا زرعة عن سعيد بن سنان أبى مهدى، فأومأ بيده [أنه] ضعيف"[2]. میں نے ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے سعید بن سنان ابو مہدی کے بارے میں پوچھا تو ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ سعید بن سنان ضعیف ہے۔

حافظ ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف الحديث، منكر الحديث، يروي عن أبي الزاهرية، عن كثير بن مرة، عن ابن عمر، عن النبي صلى الله

---

[1] الكنى والأسماء:ص:۸۲۹،رقم:۳۳٤۹،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الجامعةالإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ .

[2] الجرح والتعديل:٢٨/٤،رقم:١١٤،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

عليه وسلم بنحو من ثلاثين حديثا أحاديث منكرة"[1]. **سعید بن سنان ضعیف الحدیث، منکر الحدیث ہے، یہ ابی الزاہریہ، عن کثیر بن مرۃ، عن ابن عمر، عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریق سے تقریبا تیس منکر احادیث روایت کرتا ہے۔**

حافظ ابو بکر ابن ابی خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أخبرني أبو محمد صاحب لي من بني تميم، ثقة، قال: قال: أبو مسهر: نا صدقة بن خالد قال: حدثني أبو مهدي سعيد بن سنان مؤذن أهل حمص، وكان ثقة مرضيا "[2]. **مجھے بنو تمیم کے میرے ایک ثقہ ساتھی ابو محمد نے بتایا: کہتے ہیں: ابو مسہر کا کہنا ہے: صدقہ بن خالد نے ہمیں حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا: مجھے ابو مہدی سعید بن سنان نے حدیث بیان کی ہے، اور وہ ثقہ، پسندیدہ شخص ہے۔**

حافظ ابو بکر بزار رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن سنان کو "سيء الحفظ "[3] **کہا ہے۔**

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء "[4] **میں سعید بن سنان کو** "متروك الحديث" **کہا ہے۔**

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "لا يكتب حديثه "[5]. **اس کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا۔**

---

[1] الجرح والتعديل: ٢٨/٤، رقم: ١١٤، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] الجرح والتعديل: ٢٨/٤، رقم: ١١٤، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[3] انظر إكمال تهذيب الكمال: ٣١٠/٥، رقم: ١٩٨٨، ت: أبو عبد الرحمن عادل بن محمد، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] الضعفاء والمتروكين: ص: ١٨٩، رقم: ٢٦٨، ت، محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[5] انظر إكمال تهذيب الكمال: ٣١١/٥، رقم: ١٩٨٨، ت: أبو عبد الرحمن عادل بن محمد، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

حافظ زکریا ساجی رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن سنان کو "منکر الحدیث" کہا ہے[1]۔

حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ "قبول الأخبار"[2] میں فرماتے ہیں:

"وسعيد بن سنان أبو المهدی ليس بذاك، يكثر الرواية عن أبی الزاهرية، عن كثير بن مرة، عن ابن عمر، عن النبی صلى الله عليه وسلم بالمناكير".

سعید بن سنان "لیس بذاک" ہے، یہ ابو الزاہریہ، عن کثیر بن مرہ، عن ابن عمر، عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریق سے کثرت سے مناکیر روایت کرتا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[3] میں سعید بن سنان کی چند روایات ذکر کرکے فرماتے ہیں: "ولأبي مهدي سعيد بن سنان هذا غير ما ذكرت من الأحاديث، وعامة ما يرويه وخاصة عن أبي الزاهرية غير محفوظة، ولو قلنا: إنه هو الذي يرويه، عن أبي الزاهرية لا غيره، جاز ذلك لي، وكان من صالحي أهل الشام وأفضلهم، إلا أن في بعض رواياته ما فيه". **اور اس ابو مہدی سعید بن سنان کی میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ بھی احادیث ہیں، اور اس کی اکثر روایات غیر محفوظ ہیں، خصوصاً وہ روایات جو ابو الزاہریہ سے مروی ہیں، اور اگر ہم یہ کہیں کہ ان روایات کو ابو الزاہریہ سے صرف سعید بن سنان ہی نقل کرتا ہے، اس کے علاوہ کوئی اور نقل نہیں کرتا، تو یہ کہنا میرے لئے جائز ہوگا،**

---

[1] انظر إكمال تهذيب الكمال:۳۱۱/۵،رقم:۱۹۸۸،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[2] قبول الأخبار ومعرفة الرجال:۲٤۲/۲،رقم:٤٤۷،ت:أبو عمرو الحسيني بن عمر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۱هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال:٤۰۳/٤،رقم:۸۰۱،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

اور سعید شام کے نیک اور افضل لوگوں میں سے تھا، البتہ اس کی بعض روایات میں کچھ ہے۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حديثه ليس بالقائم"[1]. اس کی حدیث "لیس بالقائم" ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "المؤتلف والمختلف"[2] میں سعید بن سنان کو "منكر الحديث" کہا ہے۔

علامہ عبد الرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "وسألته عن سعيد بنِ سنان؟ فقال: هما اثنان: سعيد بن سنان أبو مهدي حمصي، يضع الحديث..."[3]. "میں نے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سے سعید بن سنان کے بارے میں پوچھا، تو دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ دو ہیں، (ایک) سعید بن سنان ابو مہدی حمصی ہے، یہ حدیث گھڑتا ہے۔۔۔"۔

حافظ ابن جارود رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ليس بثقة" کہا ہے[4]۔

حافظ ابو یوسف بن یعقوب بن سفیان فسوی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعرفة والتاريخ"[5]

[1] انظر إكمال تهذيب الكمال:۳۱۱/۵،رقم:۱۹۸۸،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[2] المؤتلف والمختلف:ص:۱۲۱۲،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى۱٤۰٦هـ.

[3] سؤالات السلمي للدارقطني:ص:۱۸۱،رقم:۱۵۵،ت:سعد بن عبدالله الحميد وخالد بن عبدالرحمن الجريسى،مكتبة الملك فهد ـ الرياض، الطبعة الأولى۱٤۲۷هـ.

[4] انظر إكمال تهذيب الكمال:۳۱۱/۵،رقم:۱۹۸۸،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[5] المعرفة والتاريخ:٤٤۹/۲،ت:أكرم ضياء العمري،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱٤۱۰هـ.

میں سعید بن سنان کو "ضعيف الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ "المسند المستخرج"[1] میں فرماتے ہیں: "يروي عن أبي الزاهرية بالمناكير". سعید بن سنان ابو الزاہریہ سے مناکیر روایت کرتا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "شعب الإيمان"[2] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وأبو المهدي سعيد بن سنان ضعيف عند أهل العلم". اور ابو مہدی سعید بن سنان اہل علم کے ہاں ضعیف ہے۔

حافظ عبد الحق اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ "الأحكام الوسطى"[3] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "أبو المهدي كان رجلا صالحا، من صالحي أهل الشام، ولكن حديثه ضعيف، ولا يحتج به". ابو مہدی نیک شخص تھا، شام کے نیک لوگوں میں سے تھا، لیکن اس کی حدیث ضعیف ہے، اور اس سے احتجاج نہیں کیا جائے گا۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[4] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "هذا حديث لا يصح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم،

[1] المسند المستخرج: ٦٦/١، رقم: ٨١، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل الشافعي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] شعب الإيمان: ٤٧٦/٩، رقم: ٦٩٨٤، ت: مختار أحمد الندوي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] الأحكام الوسطى: ١١٦/٣، ت: حمدي السلفي صبيحي السامرئي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة ١٤١٦هـ.

[4] كتاب الموضوعات: ١٨٩/٣، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٨هـ.

وفيه كذابان، أحدهما أبو مهدي". یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں، اور اس میں دو جھوٹے ہیں، ایک ان میں سے ابو مہدی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[۱] میں سعید بن سنان کے ترجمہ میں زیر بحث روایت کے علاوہ سعید بن سنان کی دیگر چند روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ولأبي مهدي أحاديث كثيرة، وهو بين الضعف". ابو مہدی کی بہت سی احادیث ہیں، اور اس کا ضعف واضح ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الموضوعات"[۲] میں دو مقامات پر مختلف روایات کے تحت سعید بن سنان کو "متروك"، "الكاشف"[۳] میں "زاهد، ضعيف الحديث"، "ديوان الضعفاء"[۴] میں "هالك"، "المغني"[۵] میں "متروك، متهم" اور "تلخيص المستدرك" میں "متهم، ساقط"[۶] اور "متهم تالف"[۷] کہا ہے۔

---

[۱] ميزان الاعتدال:١٤٥/٢،رقم:٣٢٠٨،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[۲] تلخيص الموضوعات:ص:٢٩٢،رقم:٧٩٥،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ .وكذا في ص:٣٢٣،رقم:٨٧٢،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[۳] الكاشف:٤٣٨/١،رقم:١٩٠٥،ت:محمد عوامة،دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[۴] ديوان الضعفاء:ص:١٦٠،رقم:١٦١٩،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مطبعة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[۵] المغني في الضعفاء:٤٠٦/١،رقم:٢٤١١،ت:أبو الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[۶] تلخيص المستدرك بذيل المستدرك على الصحيحين:٥٠٨/٤،ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي، دار المعرفة ـ بيروت.

[۷] تلخيص المستدرك بذيل المستدرك على الصحيحين:٥١١/٤،ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي، دار المعرفة ـ بيروت.

حافظ علائی رحمۃ اللہ علیہ ، سعید بن سنان کے بارے میں فرماتے ہیں: "سعید بن سنان ضعیف جدا، بل متروك"[1]. سعید بن سنان شدید ضعیف ہے، بلکہ متروک ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع"[2] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وفيه أبو مهدي سعيد بن سنان، وهو ضعيف، متروك، قال صدقة بن خالد: حدثني أبو مهدي سعيد بن سنان مؤذن أهل حمص، وكان ثقة مرضيا، ولا يصح إسناد هذه الحكاية". اس روایت میں ابو مہدی سعید بن سنان ہے، اور وہ ضعیف، متروک ہے، اور صدقہ بن خالد فرماتے ہیں: مجھے حمص والے مؤذن ابو مہدی سعید بن سنان نے حدیث بیان کی، اور وہ ثقہ، پسندیدہ شخص ہے، (حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اور اس حکایت کی اسناد صحیح نہیں ہے۔

نیز حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع"[3] میں ایک روایت کے تحت ابو مہدی سعید بن سنان کو "ضعيف جدا" کہا ہے۔

علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ "الكشف الحثيث"[4] میں سعید بن سنان کا ترجمہ قائم کر کے فرماتے ہیں: "له ترجمة في الميزان، ولم يذكر فيها أنه وضع، ولكن ذكر عن الجوزجاني أنه قال: أخاف أن تكون أحاديثه موضوعة، وقد ذكر الحاكم في المستدرك حديثا في كتاب الفتن والملاحم قبل

---

[1] انظر فيض القدير:٥٠٩/٢،رقم:٢٤١٣،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

[2] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:١٥٥/٨،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربى ـ بيروت.

[3] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:١٨٩/٢،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربى ـ بيروت.

[4] الكشف الحثيث:ص:١٢٤،رقم:٣٠٦،ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

آخره نحو كراسة من القطع الكبير، رواه عن أبي الزاهرية، قال الحاكم فيه: صحيح، قال الذهبي عقيبه: بل سعيد متهم به، انتهى". **سعید بن سنان کا ترجمہ "میزان" میں موجود ہے، لیکن اس میں یہ مذکور نہیں کہ اس نے حدیث گھڑی ہے، تاہم جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے ذکر کیا گیا ہے کہ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے سعید بن سنان کی احادیث کے من گھڑت ہونے کا خدشہ ہے، اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "مستدرک" میں "کتاب الفتن والملاحم" میں اس کے آخر سے پہلے ایک بڑے حصے کے چھوٹے جزء کے بقدر حدیث ذکر کی ہے جسے انہوں نے ابوالزاہریہ سے روایت کیا ہے، حاکم رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ صحیح ہے، اس کے متصل بعد ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بلکہ سعید اس حدیث میں متہم ہے، انتہی۔**

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "التقريب"[1] **میں سعید بن سنان کے بارے میں فرماتے ہیں:** "متروك، ورماه الدارقطني وغيره بالوضع". **یہ متروک ہے، دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اسے حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا ہے۔**

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[2] **میں سعید بن سنان کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں:** "قال يحيى: أحاديثه بواطيل، وقال الجوزجاني: أخاف أن تكون أحاديثه موضوعة". **یحیی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی احادیث باطل ہیں، اور جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے اس کی احادیث**

---

[1] تقريب التهذيب: ص: ٢٣٧، رقم: ٢٣٣٣، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ سوريا، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ٦٣/١، رقم: ١٤، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

کے من گھڑت ہونے کا اندیشہ ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

سند میں موجود راوی ابو مہدی سعید بن سنان کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں: جیسے: "لیس بشیء" (حافظ دحیم رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)، "لیس بشیء"، "لیس بثقة"، "متروک الحدیث" (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ)، "منکر الحدیث" (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)، "مجھے اس کی احادیث کے من گھڑت ہونے کا خدشہ ہے" (حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث" (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ)، "حدیث گھڑتا ہے" (حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ)، "لیس بثقة" (حافظ ابن جارود رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک، متہم"، "ہالک" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، "سعید بن سنان شدید ضعیف ہے، بلکہ متروک ہے" (حافظ علائی رحمۃ اللہ علیہ)، "ضعیف، متروک"، "ضعیف جداً" (حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک" (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

اور خاص اس تناظر میں کہ ابو مہدی سعید بن سنان اس روایت کو نقل کرنے میں متفرد بھی ہے، یہ روایت کسی بھی طرح ضعف شدید سے خالی نہیں ہو سکتی، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

زیر بحث روایت سے ملتی جلتی دو روایات متصل پہلے گزر چکی ہیں۔

روایت نمبر⑥

روایت: "آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو اپنی بھول کے غم کی وجہ سے ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا تھا، اب اللہ رب العزت نے ان کو مہینے میں تین روزے رکھنے کے بارے میں فرمایا، توان تین دنوں کے روزے رکھنے کی وجہ سے ان کے چہرے کی سیاہی ان کے چہرے کے نور میں تبدیل ہو گئی"۔

حکم: باطل، من گھڑت۔

زیر بحث روایت تین طرق سے منقول ہے:

① روایت بطریق ہیثم بن جمیل، اس طریق سے روایت مرفوعاً (آپ ﷺ کا قول) وموقوفاً منقول ہے، پھر موقوف کے بھی دو طرق ہیں: روایت بطریق محمد بن صبح بن یوسف، روایت بطریق محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم یافونی ② روایت بطریق محمد بن تمیم

ذیل میں ہر طریق کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

روایت بطریق ہیثم بن جمیل مرفوعاً (آپ ﷺ کا قول)

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ دمشق"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"أخبرنا أبو محمد عبد الكريم بن حمزة، نا أبو بكر الخطيب إملاء، أنا أبو الحسن محمد بن أحمد بن محمد بن رزق البزاز، نا أبو الحسن محمد بن

[1] تاريخ دمشق: ٤١٩/٧، ت: عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

أحمد بن الخطاب البزاز، نا أبو عبد الله محمد بن يوسف بن بشر الهروي، حدثني عبد الأعلى بن سليمان بن بسطام الكناني من كنانة، نا الهيثم بن جميل الأنطاكي، نا حماد بن سلمة، عن عاصم بن أبي النجود، عن زر بن حبيش، قال: سألت ابن مسعود عن أيام البيض؟ فقال: سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: إن آدم لما عصى وأكل من الشجرة، أوحى الله إليه، يا آدم! اهبط من جواري، وعزتي! لا يجاورني من عصاني، قال: فهبط إلى الأرض مسودا، قال: فبكت الملائكة وضجت، وقالوا: يا رب! خلق خلقته بيدك، وأسكنته جنتك، وأسجدت له ملائكتك، في ذنب واحد حولت بياضه، فأوحى الله إليه، يا آدم! صم لي اليوم يوم ثلاثة عشر، فصامه فأصبح ثلثه أبيض، ثم أوحى الله تعالى إليه، يا آدم! صم لي هذا اليوم يوم أربعة عشر، فصامه فأصبح ثلثاه أبيض، ثم أوحى الله تبارك وتعالى إليه، يا آدم! صم لي هذا اليوم يوم خمسة عشر، فصامه فأصبح كله أبيض، فسميت الأيام البيض".

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایام بیض کے بارے میں پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب آدم علیہ السلام سے لغزش ہوگئی، اور درخت سے کھا لیا، تو اللہ تعالی نے ان کی طرف وحی کی، اے آدم! میرے پڑوس سے نکل جاؤ، میری عزت کی قسم! جو میری نافرمانی کرے گا وہ میرے پڑوس میں نہیں رہے گا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ زمین کی طرف اترے اس حال میں کہ وہ سیاہ ہو چکے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فرشتے روئے اور چیخ وپکار کی، اور ان فرشتوں نے کہا: اے ہمارے پروردگار! ایسی مخلوق جس کو آپ نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا اور اس کو آپ نے جنت میں ٹھہرایا، اور اس کے لئے

ملائکہ سے سجدہ کروایا، اور ایک گناہ کی وجہ سے آپ نے اس کی سفیدی کو بدل دیا، چنانچہ اللہ تعالی نے آدم کی طرف وحی کی، اے آدم! میرے لئے آج کے دن (یعنی) تیرہ تاریخ کا روزہ رکھو، چنانچہ انھوں نے روزہ رکھا، تو ان کا ایک ثلث سفید ہو گیا، پھر اللہ تعالی نے ان کی طرف وحی کی، اے آدم! میرے لئے اس دن (یعنی) چودہ تاریخ کا روزہ رکھو، چنانچہ ان کے دو ثلث سفید ہو گئے، پھر اللہ تعالی نے ان کی طرف وحی کی، اے آدم! میرے لئے اس دن (یعنی) پندرہ تاریخ کا روزہ رکھو، چنانچہ انھوں نے روزہ رکھا اور ان کا سارا جسم سفید ہو گیا، چنانچہ ان دنوں کا نام ایام بیض رکھ دیا گیا۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات"[1] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے، دونوں سندیں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ پر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ دمشق"[2] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں: "رواه غيره عن الهيثم فوقفه". عبد الاعلی بن سلیمان کے علاوہ دوسروں نے اسے ہیثم سے موقوفاً روایت کیا ہے۔

---

[1] الموضوعات:۷۲/۲،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية۔ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ.

[2] تاريخ دمشق:٤١٩/٧،ت:عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ۔بيروت،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

اس کے بعد حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی متصل سند سے اسے احمد بن ابی عبد الرحمن عسقلانی، عن ہیثم بن جمیل کے طریق سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً تخریج کیا ہے، جس کا ذکر آگے آرہا ہے، ان شاء اللہ۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[1] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث لا يشك في وضعه، وفي إسناده جماعة مجهولون، لا يعرفون، وإنما سميت أيام البيض لأن الليل كله يبيض بالقمر". اس حدیث کے من گھڑت ہونے میں کوئی شک نہیں، اس کی سند میں مجہول راویوں کی ایک جماعت ہے، جن کی معرفت نہیں ہے، اور ایام بیض نام رکھنے کی صرف یہ وجہ ہے کہ چاند کی وجہ سے پوری رات روشن رہتی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص الموضوعات"[2] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وهذا كذب، فيه مجهولان، [منهم]: عبد الأعلى بن سليمان، عن الهيثم بن جميل الأنطاكي، ثنا حماد، عن عاصم، عن زر، عن ابن مسعود،

[1] الموضوعات: ۷۳/۲، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية۔ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۳۸۶هـ.

[2] تلخيص الموضوعات: ص: ۱۶۷، رقم: ۳۶۷، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ۔ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ.

مرفوعا"۔ یہ جھوٹ ہے، اس میں دو مجہول راوی ہیں، ان میں سے ایک عبد الاعلی بن سلیمان ہے جو ہیثم بن جمیل انطاکی، عن حماد، عن عاصم، عن زر، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے طریق سے اسے مرفوعاً روایت کرتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني "[1] میں فرماتے ہیں: "عبد الأعلى بن سليمان، عن الهيثم بن جميل بخبر في أيام البيض كذب، لعله الآفة، وعنه ثقة".

عبد الاعلی بن سلیمان نے ہیثم بن جمیل کے طریق سے ایام بیض سے متعلق جھوٹی خبر نقل کی ہے، شاید یہی اس میں آفت ہے، اور اس سے نقل کرنے والا راوی ثقہ ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی "میزان الاعتدال "[2] میں فرماتے ہیں:

"عبد الاعلى بن سليمان، عن الهيثم بن جميل بخبر باطل في الأيام البيض، لعله آفته، لكن رواه عنه مجهول أيضا، عن الهيثم، عن حماد، عن عاصم، عن زر، عن عبد الله مرفوعا: إن آدم عصى فأهبط مسودا، فبكت الملائكة، فأوحى الله إليه صم لي يوم ثلاثة عشر، فصامه فابيض ثلثه، ثم صام يوم أربعة عشر فابيض ثلثه، ثم صام يوم خمسة عشر فابيض كله، فسميت أيام البيض".

عبد الاعلی بن سلیمان نے ہیثم بن جمیل سے ایام بیض سے متعلق باطل خبر نقل کی ہے، شاید یہی اس میں آفت ہے، لیکن اس سے نقل کرنے والا بھی مجہول ہے۔

---

[1] المغني في الضعفاء: ۵۸۲/۱، رقم: ۳٤٤۳، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ۵۳۰/۲، رقم: ٤۷۲۵، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت ذکر کی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان المیزان"[1] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وفي الثقات لابن حبان: عبد الأعلى بن سليمان الزرّاد من أهل البصرة، يروي عن هشام بن حسان، روى عنه عبد الله بن محمد الغُبَري. فهو هو، والآفة في الحديث المذكور ممن بعده".

اور ثقات لابن حبان رحمۃ اللہ علیہ میں ہے: عبد الاعلیٰ بن سلیمان زرّاد بصرہ والوں میں سے ہے، ہشام بن حسن سے روایت کرتا ہے، اس سے عبد اللہ بن محمد غُبَرِی روایت کرتا ہے، یہ وہی ہے، اور مذکورہ حدیث میں آفت عبد الاعلیٰ کے مابعد میں ہے۔

علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ "الكشف الحثيث"[2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ولا أشك أنا أنه موضوع، والله أعلم". مجھے اس میں شک نہیں ہے کہ وہ حدیث من گھڑت ہے، واللہ اعلم۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "جمع الجوامع"[3] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے

---

[1] لسان الميزان:٤٦/٥،رقم:٤٥٢٩،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] الكشف الحثيث:ص:١٦٢،رقم:٤٢١،ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت:١٤٠٧هـ.

[3] جمع الجوامع:٤٢٤/٢،رقم:٦٠٢٧،دار السعاده ـ الأزهر،الطبعة ١٤٢٦هـ.

فرماتے ہیں:

”الخطیب في أمالیه، وابن عساکر، عن ابن مسعود مرفوعا وموقوفا، وأورده ابن الجوزی في الموضوعات، وقال: في إسناده مجهولون“.

خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”امالی“ میں، ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً ومرفوعاً روایت نقل کی ہے، اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اس کو ”موضوعات“ میں لاکر فرماتے ہیں: اس کی سند میں مجہول راوی ہیں۔

نیز حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ہی ”الدر المنثور“[1] میں اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

”وأخرج الخطیب في أمالیه وابن عساکر بسند فیه مجاهیل، عن ابن مسعود، عن النبي صلی الله علیه وسلم قال: إن آدم لما أکل...“.

”اور خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”امالی“ میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی سند جس میں مجہول راوی ہیں، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے: جب آدم علیہ السلام نے کھایا۔۔۔“۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ ”تنزیه الشریعة“[2] میں فرماتے ہیں:

”(خط) في أمالیه، وفیه مجهولان، (تعقب) بأن ابن عساکر أخرجه

---

[1] الدر المنثور في التفسیر بالمأثور: ۳۲٤/۱، ت: عبد الله بن عبد المحسن الترکي، مرکز هجر - القاهرة، الطبعة الأولی ۱٤۲٤هـ.

[2] تنزیه الشریعة: ۵۵/۲، رقم: ۲۰، ت: عبد الوهاب عبد اللطیف وعبد الله محمد الصدیق، دار الکتب العلمیة - بیروت، الطبعة الثانیة ۱٤۰۱هـ.

من طريقين آخرين، وبأنه ورد من حديث ابن عباس بنحوه، أخرجه الديلمي، (قلت) في سند الديلمي محمد بن تميم، وفي كل من الثلاثة من لم أعرفه، وقد صرح السيوطي في الدر المنثور بأن في سندي ابن عساكر مجاهيل، والله أعلم".

خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی "امالی" میں تخریج کیا ہے، اوراس میں دو مجہول راوی ہیں، تعاقب کیا گیا ہے کہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی دواور طرق سے تخریج کی ہے، نیز حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں بھی اسی طرح آیا ہے، جس کی تخریج دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے، میں (علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں محمد بن تمیم ہے، اور تینوں روایتوں میں ایسے راوی ہیں جن کی مجھے معرفت نہیں ہے، اور سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "در منثور" میں وضاحت کی ہے کہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں سندوں میں مجاہیل ہیں، واللہ اعلم۔

حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ "الفتاوى الفقهية"[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "موضوع كما قاله ابن الجوزي، وإن خرجه جماعة". من گھڑت ہے جیسا کہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے، اگرچہ ایک جماعت نے اس کی تخریج کی ہے۔

علامہ محمد بن طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ محمد بن طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الموضوعات"[2] میں فرماتے ہیں:

---

[1] الفتاوى الفقهية: ٨٤/٢، مطبعة عبد الحميد أحمد حنفي ـ مصر، الطبعة ١٣٥٧هـ.

[2] تذكرة الموضوعات: ص: ٧١، إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٤٣هـ.

”حديث ابيضاض أيام البيض موضوع، قلت: له طرق“. **ایام بیض کی وجہ سے سفید ہونا، یہ حدیث من گھڑت ہے، میں کہتا ہوں: اس کے کئی طرق ہیں۔**

روایت بطریق ہیثم بن جمیل مرفوعاً کا حکم

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو ”من گھڑت“ کہا ہے، حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو ”باطل“ کہا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق ہیثم بن جمیل موقوفاً بسند محمد بن صبح بن یوسف

علامہ ابو الحسین ابن جمیع صیداوی رحمۃ اللہ علیہ ”معجم الشیوخ“[1] میں محمد بن یوسف بن صبح ابو الحسن صیداوی کے الفاظ سے ترجمہ قائم کرکے فرماتے ہیں:

”حدثنا محمد بن يوسف، حدثنا أحمد بن عبد الواحد بن سليمان، حدثنا الهيثم بن جميل، حدثنا حماد بن سلمة، عن عاصم بن أبي النجود، عن زر بن حُبَيْش، قال: سألت ابن مسعود عن أيام البيض: ما سببها وكيف سميت؟ قال: نعم، إن الله عز وجل لما عصاه آدم ناداه مناد من لدن العرش، يا آدم! اخرج من جواري، فإنه لا يجاورني من عصاني. وذكر الحديث“.

زر بن حُبَیش کہتے ہیں: میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایام بیض کے بارے

---

[1] معجم الشيوخ: ص: ١٤٨، رقم: ١٠٣، ت: عمر عبد السلام، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

میں پوچھا کہ ان کا کیا سبب ہے اور یہ نام کیسے رکھا گیا؟ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں، جب آدم علیہ السلام سے لغزش ہوگئی، تو ایک منادی نے عرش سے آواز دی: اے آدم! میرے پڑوس سے نکل جاؤ، جو میری نافرمانی کرے گا وہ میرے پڑوس میں نہیں رہے گا، اور بقیہ حدیث ذکر کی۔

زیر بحث روایت حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ دمشق"[1] میں علامہ ابو الحسین ابن جمیع صیداوی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے، لیکن حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں: "كذا في الأصل [يعني محمد بن يوسف هو ابن صبح أبو الحسين البزار]، والصواب ابن صبح بن يوسف". اصل میں اسی طرح ہے (یعنی محمد بن یوسف بن صبح)، اور درست ابن صبح بن یوسف ہے۔

اہم نوٹ:

سند میں موجود راوی ابو الحسن محمد بن صبح بن یوسف بزار صیداوی کا ترجمہ

---

[1] تاريخ دمشق: ٣١٨/٥٦، رقم: ٧١٣٧، ت: عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر-بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "محمد بن يوسف بن صبح، والصحيح: محمد بن صبح بن يوسف أبو الحسن البزار الصيداوي، حدث عن أحمد بن عبد الواحد بن سليمان، روى عنه أبو الحسين ابن جميع، وعبد الوهاب الكلابي.

أخبرنا أبو الحسن الفرضي وابو القاسم بن السمرقندي، قالا: أنا أبو نصر بن طلاب، أنا أبو الحسين بن جميع، نا محمد بن يوسف، هو ابن صبح أبو الحسين الصيداوي البزار، أنا أحمد بن عبد الواحد بن سليمان، نا الهيثم بن جميل، نا حماد بن سلمة، عن عاصم بن أبي النجود، عن زر بن حبيش، قال: سألت ابن مسعود عن أيام البيض ما سببها، وكيف سميت؟ قال: نعم، إن الله لما عصاه آدم، ناداه منادى من لدن العرش يا آدم! اخرج من جواري، فإنه لا يجاورني من عصاني. وذكر الحديث، [قال ابن عساكر:] كذا في الأصل، والصواب: ابن صبح بن يوسف، وقد تقدم ذكره في حرف الصاد من أسماء آباء المحمدين".

علامہ ابو الحسین ابن جمیع صیداوی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے قائم کر کے زیر بحث روایت ذکر کی ہے، لیکن اس کے بارے میں کوئی جرح وتعدیل ذکر نہیں کی ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق ہیثم بن جمیل موقوفاً بسند محمد بن صبح بن یوسف کا حکم

علامہ ابو الحسین ابن جمیع صیداوی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے سند میں موجود راوی ابو الحسن محمد بن صبح بن یوسف بزار صیداوی کا ترجمہ قائم کر کے کوئی جرح وتعدیل ذکر نہیں کی۔

نیز قطع نظر کسی خاص سند کے، متن حدیث کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت" کہا ہے، حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے متن حدیث کو "باطل" کہا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق ہیثم بن جمیل موقوفاً بسند محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم یافونی

یہ روایت حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[1] میں تخریج کی ہے:

"أخبرنا أبو الحسن الفقيه، نا عبد العزيز بن أحمد الكتاني وحيدرة بن

---

[1] تاريخ دمشق: ٤١٩/٧، ت: عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

علي الأنطاكي العابر، قالا: أنا أبو محمد بن أبي نصر، أنا عمي أبو بكر أحمد بن القاسم بن معروف، أنا أبو العباس محمد بن عبد الله بن إبراهيم اليافوني، نا أحمد بن أبي عبد الرحمن العسقلاني، نا الهيثم بن جميل، نا حماد بن سلمة، عن عاصم بن أبي النجود، عن زر بن حُبَيْش، قال: قلت لابن مسعود: ما هذه الأيام البيض، وكيف سميت الأيام البيض؟ قال: لأنه لما عصى آدم ربه نودي من لدنان العرش: يا آدم! اهبط من جواري، فإنه لا يجاورني من عصاني، قال: فأهبطه الله إلى الأرض مسودا، فلما رأته الملائكة ضجت، وبكت، وانتحبت إلى الله عز وجل، وقالوا: يا رب! خلق خلقته بيدك، ونفخت فيه من روحك، وأسجدت له ملائكتك، من ذنب واحد حولت بياضه سوادا.

قال: فنودي يا آدم! الصوم، فصام، فوافى ذلك اليوم يوم ثلاثة عشر في الشهر، فأصبح ثلث السواد قد ذهب، ثم نودي اليوم الثاني، وهو يوم أربعة عشر، يا آدم! صم لي اليوم، فأصبح وقذ ذهب ثلثا السواد، ثم نودي إليه اليوم الثالث وهو يوم خمسة عشر يا آدم! صم لي اليوم، فأصبح وقد ذهب السواد، ورد الله عليه البياض كله، فسميت أيام البيض التي رد الله عز وجل على آدم فيها بياضه.

وقال: يا آدم! هذه الأيام لولدك من بعدك، من صامها فكأنما صام الدهر، فقعد آدم حزينا قعدة القرفصاء، ورأسه بين ركبتيه، فبعث الله عز وجل إليه جبريل فزاره، وقال: يا آدم! ما هذا الجزع والفزع والهلع؟ قال: يا

جبريل! لا أزال هكذا حتى يأتي أمر الله، قال: فإن الله يقرئك السلام، ويقول: حياك الله يا آدم! وبياك، قال: قلت: يا جبريل! أما حياك الله فأعرفها، فما بياك؟ قال: أضحكك.

قال: فضحك آدم، ورفع رأسه إلى السماء وهو يمرح، قال: يا رب! زدني جمالا، قال: فأصبح له لحية سوداء شبر في شبر، قال: فضرب بيده ينظر إليها، ثم قال: يا رب! ما هذا؟ قال: هذا جمال لك، وهو لموسى بن عمران من ولدك، يعرف بها في الجنة، لا لأحد غيره، فتقول الملائكة والنبيون بعضهم لبعض: من هذا؟ فيقولون: كليم الله رب العالمين".

زر بن حُبَیش کہتے ہیں: میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ ایام بیض کیا ہیں، اور ان کا نام ایام بیض کیسے رکھا گیا؟ تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہو گئی تو انہیں عرش سے پکارا گیا: اے آدم! میرے پڑوس سے نکل جاؤ، جو میری نافرمانی کرے گا وہ میرے پڑوس میں نہیں رہے گا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے انہیں زمین کی طرف اتارا اس حال میں کہ وہ سیاہ ہو چکے تھے، جب فرشتوں نے یہ منظر دیکھا تو فرشتوں نے چیخ و پکار کی اور روئے، اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، اور کہا: اے ہمارے پروردگار! ایسی مخلوق جس کو آپ نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا، اور اس میں آپ نے اپنی روح پھونکی، اور آپ نے فرشتوں سے اس کو سجدہ کروایا، ایک گناہ کی وجہ سے اس کی سفیدی کو سیاہی سے بدل دیا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: چنانچہ آواز آئی: اے آدم! روزہ رکھو، چنانچہ

انھوں نے روزہ رکھا، اس دن مہینہ کی تیرہ تاریخ تھی، تو ان کی ایک ثلث سیاہی چلی گئی، پھر دوسرے دن جو کہ چودہ تاریخ تھی آواز آئی: اے آدم! میرے لئے آج کے دن روزہ رکھو، چنانچہ ان کی دو ثلث سیاہی چلی گئی، پھر تیسرے دن جو کہ پندرہ تاریخ تھی آواز آئی: اے آدم! میرے لئے آج کے دن روزہ رکھو، چنانچہ ان کے جسم سے سیاہی زائل ہوگئی، اور اللہ نے ان کے پورے جسم پر سفیدی لوٹادی، یہی وجہ ہے کہ ان دنوں کا نام ایام بیض رکھ دیا گیا جن میں اللہ نے آدم علیہ السلام پر سفیدی کو لوٹادیا تھا۔

اور اللہ نے فرمایا: اے آدم! یہ دن آپ کے بعد آپ کی اولاد کے لئے ہیں، جو ان دنوں میں روزہ رکھے گا گویا کہ اس نے پورا زمانہ روزہ رکھا، آدم علیہ السلام اکڑوں بیٹھ گئے، اور آپ کا سر گھٹنوں کے درمیان میں تھا، اللہ جل وعز نے آپ کی طرف جبریل علیہ السلام کو ملاقات کے لئے بھیجا، جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اے آدم! جزع وفزع اور غم کس لئے ہے؟ آدم علیہ السلام نے فرمایا: اے جبریل! میں مسلسل اسی حالت میں رہوں گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے، جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اللہ آپ کو سلام کہہ رہے ہیں، اور فرمارہے ہیں: حیاک اللہ (اللہ تمھیں زندگی دے) اور "بیاک"، حضرت آدم علیہ السلام فرماتے ہیں: میں نے کہا: اے جبریل! میں "حیاک اللہ" کو جانتا ہوں، "بیاک" کا کیا مطلب ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ آپ کو ہنسائے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آدم علیہ السلام ہنس پڑے اور انتہائی خوشی کے ساتھ اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا: اے رب! میرے جمال میں اضافہ فرما، ابن

مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان کی داڑھی ایک بالشت لمبی ایک بالشت چوڑی سیاہ رنگ کی ہو گئی، ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آدم علیہ السلام نے اپنی داڑھی کو چھو کر فرمایا: اے رب! یہ کیا ہے؟ اللہ نے فرمایا: یہ آپ کا جمال ہے، اور آپ کی اولاد میں موسیٰ بن عمران کی لمبی داڑھی ہو گی، جس سے وہ جنت میں پہچانے جائیں گے، جنت میں کسی دوسرے کی داڑھی نہ ہو گی، چنانچہ ملائکہ اور انبیاء آپس میں ایک دوسرے سے پوچھیں گے: یہ کون ہے؟ وہ کہیں گے کہ یہ رب العالمین کا کلیم اللہ ہے۔

اہم نوٹ:

سند میں موجود راوی احمد بن ابی عبد الرحمن عسقلانی کی تعیین نہیں ہو سکی کہ یہ کون ہے، نیز حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو العباس محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم یافونی کنانی کا ترجمہ قائم کیا ہے، لیکن اس کے بارے میں کوئی جرح و تعدیل ذکر نہیں کی ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق ہیثم بن جمیل موقوفاً بسند محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم یافونی کا حکم

سند میں موجود راوی احمد بن ابی عبد الرحمن عسقلانی کی تعیین نہیں ہو سکی کہ یہ کون ہے، اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو العباس محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم یافونی کنانی کا ترجمہ قائم کیا ہے، لیکن اس کے بارے میں کوئی جرح و تعدیل ذکر نہیں کی ہے۔

نیز قطع نظر کسی خاص سند کے، متن حدیث کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت" کہا ہے، حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے متن حدیث کو "باطل" کہا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے،اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق محمد بن تمیم مرفوعاً (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "الغرائب الملتقطة"[۱] میں فرماتے ہیں:

"قال: أخبرنا أبو منصور بنجير بن منصور بن علي الصوفي، عن أبي محمد جعفر بن محمد بن الحسين الأبهري، عن ابن لال، عن علي بن إبراهيم القطان، عن بكير بن الليث، عن خليفة، عن محمد بن تميم، عن حفص بن عمر، عن الحكم بن أبان، عن عكرمة، عن ابن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنما سمي البيض، لأن آدم لما أهبط إلى الأرض أحرقته الشمس واسود، فأوحى الله إليه أن صم البيض، فصام أول يوم فابيض ثلث جسده، فلما صام اليوم الثاني ابيض ثلثا جسده، فلما صام اليوم الثالث ابيض جسده كله، فسمي البيض يعني يوم ثلاث عشرة وأربع عشرة وخمس عشرة".

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیض نام اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ جب آدم علیہ السلام زمین کی طرف اتارے گئے تو سورج نے آپ کو جلا دیا اور جسم سیاہ ہو گیا، اللہ نے آدم علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ بیض کا

---

[۱] الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس:۱۱۹/۳،رقم:۹۳۹،ت:خسيري حسيني جميل،جمعية دار البر ــ دبئي، الطبعة الأولى ۱٤۳۹هـ.

روزہ رکھو، چنانچہ پہلے دن آدم علیہ السلام نے روزہ رکھا تو آپ کے جسم کا ایک ثلث سفید ہو گیا، جب دوسرے دن آدم علیہ السلام نے روزہ رکھا تو آپ کے جسم کے دو ثلث سفید ہو گئے، پھر جب تیسرے دن آدم علیہ السلام نے روزہ رکھا تو آپ کا پورا جسم سفید ہو گیا، چنانچہ بیض یعنی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کے ایام کا نام بیض رکھ دیا گیا۔

روایت پر ائمہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزیه الشریعة"[1] میں زیر بحث روایت کے متعلق فرماتے ہیں: "في سند الديلمي محمد بن تميم". دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں محمد بن تمیم ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیه الشریعة"[2] میں اس محمد بن تمیم سعدی فریابی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے ان الفاظ سے ذکر کیا ہے: "قال ابن حبان وغيره: كان يضع الحديث". ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا کہنا ہے کہ یہ حدیث گھڑتا تھا۔

سند میں موجود راوی محمد بن تمیم سعدی فریابی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين" میں محمد بن تمیم کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "يضع الحديث، تعلق محمد بن كرام برجله، وتشبث بالجويباري في

---

[1] تنزيه الشريعة: ۵۵/۲، رقم: ۲۰، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ۱۰۲/۱، رقم: ٦۳، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

كتابه [كذا في الأصل]، فأكثروا روايته عنهما، وجميعا كانا ضعيفين في الحديث، ليس عند أصحابنا عنهما شيء، إنما ذكرناهما لئلا يتوهم أحداث أصحابنا أن شيوخنا تركوهم للإرجاء فقط، وإنما كان السبب في تركهم إياهما أنهما كانا يضعان الحديث على رسول الله صلى الله عليه وسلم وضعا"[1].

محمد بن تمیم حدیث گھڑتا ہے، محمد بن کرّام، محمد بن تمیم کے پاؤں سے لٹکا رہتا تھا، اور جویباری کو بھی چمٹا رہتا تھا، محمد بن کرّام کی اکثر روایات ان دونوں سے ہیں، اور یہ دونوں حدیث میں ضعیف ہیں، ہمارے اصحاب کے پاس ان کے انتساب سے کچھ بھی نہیں ہے، ہم نے ان دونوں کو صرف اس لئے ذکر کیا تاکہ ہمارے نئے اصحاب کو یہ وہم نہ ہو کہ ہمارے شیوخ نے ان کو صرف مرجی ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے، ان کو چھوڑنے کا سبب صرف یہی تھا کہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے خوب حدیثیں گھڑتے تھے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الأنساب"[2] میں، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء والمتروكين"[3] میں، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[4] اور "المغني"[5] میں علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشف الحثيث"[6] میں اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[7] میں اعتماد کیا ہے۔

[1] المجروحين: ٣٠٦/٢، ت:محمود إبراهيم زايد دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.
[2] الأنساب: ٢٠٧/١٠، رقم: ٣٠٤٣، مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن ـ الهند، الطبعة الاولى ١٣٩٧هـ.
[3] الضعفاء والمتروكين: ٤٤/٣، رقم: ٢٩٠٤، ت:عبدالله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
[4] ميزان الاعتدال: ٤٩٤/٣، رقم: ٧٢٩٠، ت:علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.
[5] المغني في الضعفاء: ٢٧٢/٢، رقم: ٥٣٤٢، ت:أبي الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
[6] الكشف الحثيث: ص: ٢٢١، رقم: ٦٣٢، ت:صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.
[7] تنزيه الشريعة: ١٠٢/١، رقم: ٦٣، ت:عبد الله محمد الصديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "ولعلهما قد وضعا على النبي صلى الله عليه وسلم والصحابة والتابعين مائة ألف حديث"[1]. اور شاید محمد بن تمیم اور جویباری نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ رضی اللہ عنہم، اور تابعین پر ایک لاکھ حدیثیں گھڑی ہیں۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ قول تلاش بسیار کے باوجود "صحیح ابن حبان"، "مجروحین"، "ثقات" اور "روضۃ العقلاء" میں نہیں مل سکا۔

علامہ سہل بن شاذویہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "رأيت ببخارى ثلاثة من الكذابين الذين يكذبون على رسول الله صلى الله عليه وسلم: محمد بن تميم، والحسن بن شبل، وآخر"[2]. میں نے بخارا میں تین ایسے جھوٹوں کو دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولتے تھے: محمد بن تمیم، حسن بن شبل اور ایک اور شخص۔

امام نقاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وضع غير حديث"[3]. اس نے کئی احادیث گھڑی ہیں۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "محمد بن تميم الفاريابي قد وضع على رسول الله صلى الله عليه وسلم أكثر من عشرة آلاف حديث، وهو قريب من الجوباري"[4]. محمد بن تمیم فاریابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

۱٤۰۱هـ.

[1] انظر تاريخ الإسلام:١٩٠/٦،رقم:٤٩٢،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[2] لسان الميزان:٢١/٧،رقم:٦٥٦٧،ت:عبد الفتاح أبو غده،دار البشار الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] لسان الميزان:٢١/٧،رقم:٦٥٦٧،ت:عبد الفتاح أبو غده،دار البشار الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[4] سؤالات مسعود السجزي للحاكم:ص:١٣٩،رقم:١٣٧،ت:موفق بن عبد الله،دار الغرب الإسلامي ـ بيرت،الطبعة

انتساب سے دس ہزار سے زائد احادیث گھڑی ہیں، اور وہ جو باری کے قریب ہے۔

حافظ ابو حاتم سہل بن سری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " قد وضع أحمد بن عبد الله الجويباري، ومحمد بن عكاشة الكرماني، ومحمد بن تميم الفاريابي على رسول الله صلى الله عليه وسلم أكثر من عشرة آلاف حديث"[1]. احمد بن عبداللہ جو یباری، محمد بن عکاشہ کرمانی اور محمد بن تمیم فاریابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دس ہزار سے زائد احادیث گھڑی ہیں۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المسند المستخرج" [2] میں محمد بن تمیم فاریابی کو "كذاب، وضاع" کہا ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ بغداد"[3] میں محمد بن تمیم فاریابی کو "غير ثقة" کہا ہے۔

روایت بطریق محمد بن تمیم سعدی فریابی کا حکم

سند میں موجود راوی محمد بن تمیم سعدی فریابی کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"محمد بن تمیم حدیث گھڑتا ہے، محمد بن کرّام، محمد بن تمیم کے پاؤں سے لٹکا

الأولى ١٤٠٨هـ.

[1] تاريخ مدينة دمشق: ٢٣٤/٥٤، رقم: ٦٧٥٨، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] المسند المستخرج على صحيح مسلم: ٨٢/١، رقم: ٢٣٢، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[3] تاريخ بغداد: ٥٨٨/١٥، رقم: ٧٢٥٢، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

رہتا تھا، اور جویباری کو بھی چمٹا رہتا تھا، محمد بن کرّام کی اکثر روایات ان دونوں سے ہیں، اور یہ دونوں حدیث میں ضعیف ہیں، ہمارے اصحاب کے پاس ان کے انتساب سے کچھ بھی نہیں ہے، ہم نے ان دونوں کو صرف اس لئے ذکر کیا تا کہ ہمارے نئے اصحاب کو یہ وہم نہ ہو کہ ہمارے شیوخ نے ان کو صرف مرجی ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے، ان کو چھوڑنے کا سبب صرف یہی تھا کہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے خوب حدیثیں گھڑتے تھے" (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، نیز حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے)، "میں نے بخارا میں تین ایسے جھوٹوں کو دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولتے تھے: محمد بن تمیم، حسن بن شبل اور ایک اور شخص" (علامہ سہل بن شاذویہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ)، "اس نے کئی احادیث گھڑی ہیں" (امام نقاش رحمۃ اللہ علیہ)، "محمد بن تمیم فاریابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے دس ہزار سے زائد احادیث گھڑی ہیں، اور وہ جوباری کے قریب ہے" (امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ)، "احمد بن عبد اللہ جویباری، محمد بن عکاشہ کرمانی اور محمد بن تمیم فاریابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دس ہزار سے زائد احادیث گھڑی ہیں" (حافظ ابو حاتم سہل بن سری رحمۃ اللہ علیہ)، "کذاب، وضاع ہے" (حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ)، "غیر ثقہ" (حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ)، الحاصل زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

مختلف طرق سے منقول زیر بحث روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے ''من گھڑت'' کہا ہے، حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو ''باطل'' کہا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
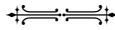
روایت نمبر⑦

روایت: ''شیطان مسلمان سے اس وقت تک ڈرتا رہتا ہے جب تک وہ نماز کا پابند اور اس کو اچھی طرح ادا کرتا رہتا ہے، کیونکہ خوف کی وجہ سے اس کو زیادہ جرأت نہیں ہوتی، لیکن جب وہ نماز کو ضائع کر دیتا ہے تو اس کی جرأت بڑھ جاتی ہے، اور اس آدمی کے گمراہ کرنے کی اُمنگ پیدا ہو جاتی ہے، اور پھر بہت سے مہلکات اور بڑے بڑے گناہوں میں اس کو مبتلاء کر دیتا ہے''۔

حکم: شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

زیر بحث روایت دو طرق سے منقول ہے: ① روایت بطریق ابو ہمدان قاسم بن مہران ② روایت بطریق ابو سلیمان داود بن سلیمان جرجانی

روایت بطریق ابو ہمدان قاسم بن مہران

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ''الغرائب الملتقطة''[1] میں فرماتے ہیں:

''قال أبو نعيم : حدثنا أبو بكر الطلحي، حدثنا أحمد بن حماد بن سفيان، حدثنا الحسين بن حمران، حدثنا القاسم بن بهرام، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن علي رفعه: لا يزال الشيطان ذعرا من المؤمن، ما حافظ على الصلوات الخمس، فإذا ضيعهن تجرأ عليه وأوقعه في الجرائم وطمع فيه''.

حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد روایت کرتے ہیں: شیطان مؤمن

[1] الغرائب الملتقطة:۳۳۳/۷،رقم:۲۸۴۳،ت:وسيم عصام شبلي،جميعة دار البر ـ دبئي،الطبعة الأولى ۱۴۳۹ھـ.

سے خوفزدہ رہتا ہے جب تک وہ پانچوں نمازوں کی پابندی کرتا ہے، لیکن جب وہ ان کو ضائع کر دیتا ہے، تو اس پر جری ہو جاتا ہے، چنانچہ اس کو مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے، اور اس آدمی کو گمراہ کرنے کی امید بڑھ جاتی ہے۔

سند میں موجود راوی ابو ہمدان قاضی ہیت قاسم بن بہرام بن عطاء کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أبو همدان كذاب، منزله هيت"[1]۔
ابو ہمدان کذاب ہے، اس کی جائے قیام ہیت ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "البداية والنهاية"[2] میں اور علامہ صلاح الدین خلیل بن ایبک صفدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الوافي بالوفيات"[3] میں حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے "قبول الأخبار"[4] میں اسے "كذاب" کہا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[5] میں فرماتے ہیں: "القاسم بن

---

[1] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري:٣٤٤/٢،رقم:٥٢٢٦،ت:عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـ بيروت .

[2] البداية والنهاية:٣٥٥/٨،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي،دار هجر للطباعة والنشر،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[3] الوافي بالوفيات:٨٦/٢٤،رقم:١٦،ت:أحمد الأرناؤوط وتركي مصطفى،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[4] قبول الأخبار ومعرفة الرجال:٣٧٨/٢،رقم:١٠١٩،ت:أبي عمرو الحسيني بن عمر،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

[5] المجروحين:٢١٤/٢،ت:محمود إبراهيم زايد دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

بهرام أبو همدان، شيخ، كان على القضاء بهيت، يروي عن أبي الزبير العجائب، لا يجوز الاحتجاج به بحال، روى عن أبي الزبير، عن جابر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أعطى معاوية سهما، وقال: هاك حتى تلقاني به في الجنة، أخبرناه الحسن بن إسحاق الأصبهاني بالكرج، قال: حدثنا الحسين بن عبد الله بن حمدان الرقي، قال: حدثنا القاسم بن بهرام، عن أبي الزبير، عن جابر".

قاسم بن بہرام ابو ہمدان شیخ ہے، اور ہیت نامی جگہ کا قاضی ہے، یہ ابو زبیر سے عجائب نقل کرتا ہے، اس سے کسی طرح بھی احتجاج درست نہیں ہے، اس نے ابو زبیر عن جابر رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک تیر عنایت کیا، اور فرمایا: اسے تھام کے رکھنا، یہاں تک کہ جنت میں تمہاری مجھ سے ملاقات ہو، (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ہمیں یہ روایت حسین بن اسحاق اصبہانی نے کرخ مقام پر حسین بن عبد اللہ بن حمدان رقی، حدثنا قاسم بن بہرام، عن ابی الزبیر، عن جابر رضی اللہ عنہ کے طریق سے بیان کی ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الحفاظ"[1] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكامل"[2] میں اسے "كذاب" کہا ہے۔

---

[1] تذكرة الحفاظ:ص:١٠٥،رقم:٢٣٦،ت:حمدي بن عبد المجيد،دار الصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] الكامل في ضعفاء الرجال:١٩٦/٩،رقم:٢١٩٦،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "دیوان الضعفاء"[1] اور "المغني"[2] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[3] میں اسے "متروك" کہا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات"[4] میں "حدیث سہم" کے تحت قاسم بن بہرام کو "ليس بشيء" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[5] میں فرماتے ہیں: "له عجائب، عن ابن المنكدر، وهاه ابن حبان وغيره، وكان على قضاء هيت، قال ابن حبان: لا يجوز الاحتجاج به بحال، روى عن أبي الزبير، عن جابر أن النبي صلى الله عليه وسلم أعطى معاوية سهما، وقال: هاك حتى تلقاني به في الجنة".

اس کے عجائب ہیں، ابن منکدر سے روایت کرتا ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اسے واہی قرار دیا ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے کسی طرح بھی احتجاج درست نہیں ہے، اس نے ابو زبیر عن جابر رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک تیر عنایت کیا، اور فرمایا: یہ لو، یہاں تک کہ اس کے ساتھ مجھ سے جنت میں مل لینا۔

---

[1] ديوان الضعفاء:ص:٤٧١،رقم:٥٠٦١،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[2] المغني في الضعفاء:٦١٧/٢،رقم:٧٧٩٦،ت:أبو الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[3] الضعفاء والمتركون:ص:٤١١،رقم:٦١٩،ت:موفق بن عبد الله،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] كتاب الموضوعات:٢٢/٢،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[5] ميزان الاعتدال:٣٦٩/٣،رقم:٦٧٩٦،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان المیزان"[1] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وهو صاحب الحديث الطويل في نزول قوله تعالى: "يوفون بالنذر". أورده الحكيم الترمذي في أصوله وقال: إنه مفتعل، وهو في تفسير الثعلبي، وقرأت بخط الحسيني: أن الذهبي كناه أبا همدان، ثم قال الحسيني: الصواب أنه القاسم بن مهران أبو حمدان، وسيأتي في الكنى النقل عن ابن عدي أنه كذاب، وكناه ابن حبان".

یہ ایک طویل حدیث کا گھڑنے والا ہے جو اللہ تعالی کے فرمان "یوفون بالنذر" سے متعلق ہے، اسے حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "اصول" میں لائے ہیں، اور فرمایا ہے: یہ گھڑی ہوئی روایت ہے، اور یہ "تفسیر ثعلبی" میں بھی ہے، اور میں (یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ) نے حسینی کی تحریر میں پڑھا ہے کہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی کنیت ابو ہمدان بیان کی ہے، پھر حسینی فرماتے ہیں: درست بات یہ ہے کہ یہ (قاسم بن بہرام) قاسم بن مہران ابو حمدان ہے، اور عنقریب "کنی" میں آئے گا کہ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ یہ کذاب ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی کنیت بیان کی ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیه الشريعة"[2] میں اللہ تعالی کے فرمان "یوفون بالنذر" سے متعلق طویل حدیث کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

---

[1] لسان الميزان:٣٦٩/٦،رقم:٦١٠٧،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] تنزيه الشريعة:٣٦٣/١،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تقریب التهذيب"[1] میں قاسم بن بہرام کو "مقبول" اور "لسان الميزان"[2] میں حسین بن عبداللہ رقی کے ترجمہ کے تحت "ضعیف" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں موجود تناقض کو علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[3] میں ایک دوسری حدیث کے تحت تفصیل سے ذکر کیا ہے، ملاحظہ ہو:

"وأما القاسم بن مهران فوقع فيه في كلام الحافظ ابن حجر تناقض، ففي اللسان في ترجمة القاسم بن بهرام أبي حمدان عن الحافظ الحسيني أن الصواب أنه: القاسم بن مهران أبو حمدان، وأن ابن عدي قال: إنه كذاب، ولم يتعقبه، بل اتهمه الحافظ ابن حجر الشافعي نفسه بالحديث الطويل في نزول قوله تعالى "يوفون بالنذر" كما مر في مناقب الخلفاء الأربعة، وفي التقريب: القاسم بن مهران أبو حمدان قاضي هيت مقبول، انتهى، وذكره للتمييز، وذكر في مقدمة التقريب أن من ليس له من الحديث إلا القليل، ولم يثبت فيه ما يترك حديثه من أجله، وأنه توبع على جميع حديثه، يعبر عنه بمقبول حيث يتابع وإلا فلين الحديث، وقضية هذا أن ابن مهران قاضي هيت لم يثبت أنه كذاب، وأنه لا يترك حديثه، وأنه توبع على جميع حديثه، والله أعلم".

---

[1] تقريب التهذيب: ٤٥٢، رقم: ٥٥٠٠، ت: محمد عوامة، دار الرشد ـ سوريا، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[2] لسان الميزان: ١٧٥/٣، رقم: ٢٥٤٨، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ

[3] تنزيه الشريعة: ٥/٢، رقم: ٧، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

اور قاسم بن مہران سے متعلق حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں تناقض واقع ہوا ہے، چنانچہ "لسان" میں قاسم بن مہران ابو حمدان کے ترجمہ میں ہے کہ حافظ حسینی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے: درست بات یہ ہے کہ یہ (قاسم بن بہرام) قاسم بن مہران ابو حمدان ہے، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ کذاب ہے، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تعاقب نہیں کیا، بلکہ خود حافظ ابن حجر شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالی کے فرمان "ویوفون بالنذر" کے نزول سے متعلق حدیث طویل میں قاسم بن مہران کو متہم قرار دیا ہے، جیسا کہ خلفائے اربعہ کے مناقب میں گزر چکا ہے، جبکہ "تقریب" میں ہے: قاسم بن مہران ابو حمدان قاضی ہیت مقبول ہے انتہی، اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تمیز کے لئے ذکر کیا ہے، اور "تقریب" کے مقدمہ میں ہے: وہ شخص جس سے حدیث قلیل تعداد میں مروی ہو، اور اس میں ایسی کوئی بات ثابت نہ ہو جس کی بناء پر اس کی حدیث ترک کر دی جائے، اور اس کی تمام احادیث پر متابعت بھی ہو، تو اس کو مقبول کہا جائے گا جہاں پر اس کی متابعت کی گئی ہو گی، بصورت دیگر وہ لین الحدیث ہو گا، اس ساری تفصیل کا تقاضہ یہ ہے کہ ابن مہران قاضی ہیت کا کذاب ہونا ثابت نہیں ہوا، اور نہ ہی اس کی حدیث متروک ہو گی، اور مزید یہ کہ ان کی تمام احادیث پر متابعت کی گئی ہے، واللہ اعلم۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزیہ الشریعۃ"[1] میں قاسم بن بہرام کو وضاعین

---

[1] تنزیه الشریعة: ۹۷/۱،رقم:۲،ت:عبد الوهاب عبد اللطیف وعبد الله محمد الصدیق،دار الکتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الثانیة ۱٤۰۱هـ.

و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "قال ابن النجار: قال ابن معین: كذاب، وقال في الميزان: له عجائب، وهاه ابن حبان وغيره، قال ابن عدي: كذاب، قال الحافظ الحسيني: وصوابه ابن مهران أبو حمدان". ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کذاب کہا ہے، اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان" میں فرمایا ہے: اس کے عجائب ہیں، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اسے واہی قرار دیا ہے، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کذاب کہا ہے، حافظ حسینی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اور درست بات یہ ہے کہ ابن مہران، ابو حمدان ہے۔

روایت بطریق ابو حمدان قاسم بن مہران کا حکم

سند میں موجود راوی قاسم بن بہرام کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"کذاب ہے" (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ، نیز حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ صلاح الدین خلیل بن ایبک صفدی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے)، "اس سے کسی طرح بھی احتجاج درست نہیں ہے" (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، نیز حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے)، "کذاب ہے" (حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے)، "متروک" (امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ)، "لیس بشیء" (حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ)، لہذا زیر بحث روایت اس طریق سے کسی بھی طرح "ضعفِ شدید" سے خالی نہیں ہو سکتی، اس لئے اسے اس طریق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا

درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق ابو سلیمان داود بن سلیمان جرجانی

علامہ عبد الکریم قزوینی رحمۃ اللہ علیہ "التدوین"[1] میں فرماتے ہیں:

"إبراهيم بن محمد بن عبد الله أبو إسحاق الرازي سمع بقزوين علي بن محمد بن مهرويه، رأيت في أمالي أبي بكر محمد بن الحسين بن محمد البخاري، أنبأ الشيخ أبو إسحاق إبراهيم بن محمد بن عبد الله الرازي، أنبأ علي بن محمد بن مهرويه القزويني بها، أنبأ أبو أحمد داود بن سليمان، ثنا علي بن موسى الرضا، ثنا أبي موسى بن جعفر، عن أبيه جعفر بن محمد، عن أبيه محمد بن علي، عن أبيه علي بن الحسين، عن أبيه الحسين بن علي، عن أبيه علي بن أبي طالب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: لا يزال الشيطان ذعرا من المؤمن ما حافظ على الصلوات الخمس، فإذا ضيعهن تجرأ عليه، وأوقعه في العظائم".

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شیطان مؤمن سے مسلسل خوف زدہ رہتا ہے جب تک وہ پانچوں نمازوں کی پابندی کرتا رہتا ہے لیکن جب وہ ان کو ضائع کرتا ہے تو شیطان اس پر جری ہو جاتا ہے، اور اس کو مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

سند میں موجود راوی علی بن موسی الرضا کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يروي عن أبيه العجائب، روى عنه

[1] التدوين في أخبار قزوين: ۱۲۵/۲، ت: عزيز الله العطاردي، دار الكتب العلمية۔بيروت، الطبعة ۱٤۰٤هـ.

أبو الصلت وغيره، كأنه كان يهم ويخطئ"[1]. **یہ اپنے والد سے عجائب روایت کرتا ہے، ان سے ابو الصلت وغیرہ نے روایت کی ہے، گویا کہ ان سے وہم اور خطاء ہوتی تھی۔**

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "يجب أن يعتبر حديثه إذا روى عنه غير أولاده وشيعته وأبي الصلت خاصة، فإن الأخبار التي رويت عنه وتبين [كذا في الأصل] بواطيل، إنما الذنب فيها لأبي الصلت ولأولاده وشيعته، لأنه في نفسه كان أجل من أن يكذب..."[2]. **ضروری ہے کہ ان کی احادیث کا اعتبار کیا جائے جب ان سے نقل کرنے والا ان کی اولاد، ان کے متبعین اور خاص طور پر ابو الصلت کے علاوہ کوئی راوی ہو، اس لئے کہ علی بن موسی کی جو اخبار ابو الصلت سے منقول ہیں، اور جن کا باطل ہونا واضح ہے، ان اخبار میں برائی ابو الصلت، ان کی اولاد اور ان کے متبعین کی وجہ سے ہے، کیونکہ علی بن موسی بذاتِ خود اس سے بلند ہے کہ وہ جھوٹ بولے۔۔۔"۔**

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وقد كذبت الرافضة على علي الرضا وآبائه رضي الله عنهم أحاديث ونسخا، هو بريء من عهدتها، ومنزه من قولها، وقد ذكروه من أجلها في كتب الرجال..."[3]. **اور رافضیوں نے علی بن موسی ان کے آباء پر جھوٹی احادیث اور نسخے گھڑے ہیں، وہ ان احادیث سے بری ہیں، اور**

---

[1] المجروحين: ١٠٦/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[2] الثقات لابن حبان: ٤٥٦/٨، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن، الطبعة ١٣٩٣هـ.

[3] تاريخ الإسلام: ٢٧٢/١٤، رقم: ٢٨١، ت: عمر عبد السلام تدمري، دار الكتاب العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

وہ ان کی باتوں سے منزہ ہیں، اسی وجہ سے محدثین نے ان کو رجال کی کتب میں ذکر کیا ہے۔۔۔"۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "رويت عنه نسخة فيها عجائب، وهو صدوق"[1]. ان سے ایک نسخہ منقول ہے جس میں عجائب ہیں، اور یہ "صدوق" ہے۔

سند میں موجود راوی ابو سلیمان داؤد بن سلیمان جرجانی غازی مولی قریش کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أبو سليمان الجرجاني كذاب، يشتري الكتب"[2]. ابو سلیمان جرجانی جھوٹا ہے، کتابیں خریدتا تھا۔

مراد یہ ہے کہ کتابیں خرید کر ان سے لوگوں کو احادیث بیان کرتا تھا۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هو مجهول"[3]. وہ مجہول ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء والمتروكين"[4] میں حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بالقوي عندهم"[5]. محدثین

---

[1] ديوان الضعفاء: ص: ٢٨٦، رقم: ٢٩٦٩، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثية ـ المكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[2] تاريخ بغداد: ٣٣٧/٩، رقم: ٤٤١٨، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] الجرح والتعديل: ٤١٣/٣، رقم: ١٨٩١، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٣٧١هـ.

[4] الضعفاء والمتروكين: ٢٦٣/١، رقم: ١١٤٥، ت: أبو الفداء عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[5] الأسامي والكنى: ٧١/٤، رقم: ٣٠٠٢، ت: أبي عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة

کے نزدیک قوی نہیں ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں فرماتے ہیں: "عن علي بن موسى الرضا وغيره،كذبه يحيى بن معين، ولم يعرفه أبو حاتم، وبكل حال فهو شيخ كذاب، له نسخة موضوعة على الرضا، رواها علي بن محمد بن مهرويه القزويني الصدوق عنه".

علی بن موسی الرضا وغیرہ سے روایت کرتا ہے، یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا کہا ہے، اور ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے نہیں پہچانا، بہر حال وہ جھوٹا شیخ ہے، اس کے پاس ایک ایسا نسخہ ہے جو علی الرضا پر گھڑا ہوا ہے، اس نسخہ کو علی بن محمد بن مہرویہ قزوینی صدوق نے ان سے روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[3] اور "ذیل دیوان"[4] میں داؤد بن سلیمان کے بارے میں "لا شيء" اور "المقتنى"[5] میں "واہ" کہا ہے۔

الأولى ١٤٣٦هـ.

[1] ميزان الاعتدال: ٨/٢، رقم: ٢٦٠٨، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] لسان الميزان: ٣٩٧/٣، رقم: ٣٠٢٥، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] المغني في الضعفاء: ٣٣٠/١، رقم: ١٩٩٧، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[4] ذيل ديوان: ص: ٣٢، رقم: ١٣٤، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة.

[5] المقتنى في سرد الكنى: ٢٩٠/١، رقم: ٢٨٥٦، ت: محمد صالح عبد العزيز المراد، المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٨هـ.

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[1] میں داؤد بن سلیمان جرجانی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "قال ابن معين: كذاب، له نسخة موضوعة على ابن أبي موسى الرضى". ابن معین رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ یہ کذاب ہے، اس کے پاس علی بن موسی الرضا پر گھڑا ہوا نسخہ ہے۔

اہم نوٹ:

زیر بحث روایت علی بن موسی الرضا کی جانب منسوب "صحیفہ" میں بھی موجود ہے، جس میں علی بن موسی الرضا سے نقل کرنے والے راوی احمد بن عامر طائی نے "التدوین" کی سند میں موجود راوی داؤد بن سلیمان جرجانی کی متابعت کی ہے، ملاحظہ ہو:

"أخبرنا الشيخ الإمام الأجل العالم الزاهد الراشد أمين الدين ثقة الإسلام أمين الرؤساء أبو علي الفضل بن الحسن الطبرسي أطال الله بقاءه في يوم الخميس غرة شهر الله الاصم رجب سنة تسع وعشرين وخمسمائة، قال: أخبرنا الشيخ الإمام السعيد الزاهد أبو الفتح عبيد الله بن عبد الكريم بن هوازن القشيري أدام الله عزه قراءة عليه، داخل القبة التي فيها قبر الرضا عليه السلام غرة شهر الله المبارك رمضان سنة إحدى وخمسمائة، قال: حدثني الشيخ الجليل العالم أبو الحسن علي بن محمد بن علي الحاتمي الزَوْزَني قراءة عليه سنة اثنتين وخمسين وأربعمائة، قال: أخبرنا أبو الحسن أحمد بن محمد بن هارون الزَوْزَني بها، قال: أخبرنا أبو بكر محمد بن

---

[1] تنزيه الشريعة: ۱/۵۸، رقم: ۷، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

عبد الله بن محمد حفدة العباس بن حمزة النيشابوري سنة سبع وثلاثين وثلاثمائة.

قال: حدثنا أبو القاسم عبد الله بن أحمد بن عامر الطائي بالبصرة، قال: حدثني أبي سنة ستين ومائتين، قال: حدثني علي بن موسى الرضا عليه السلام سنة أربع وتسعين ومائة، قال: حدثني أبي موسى بن جعفر، قال: حدثني أبي جعفر بن محمد، قال: حدثني أبي محمد بن علي، قال: حدثني أبي علي بن الحسين، قال: حدثني أبي الحسين بن علي، قال: حدثني أبي علي بن أبي طالب عليهم السلام، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: لا يزال الشيطان ذعرا من المؤمن ما حافظ على الصلوات الخمس، فإذا ضيعهن تجرأ عليه، وأوقعه في العظائم"[1].

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **شیطان مؤمن سے مسلسل خوف زدہ رہتا ہے جب تک وہ پانچوں نمازوں کی پابندی کرتا رہتا ہے لیکن جب وہ ان کو ضائع کرتا ہے تو شیطان اس پر جری ہو جاتا ہے، اور اس کو بڑے بڑے مہلکات میں مبتلا کر دیتا ہے۔**

داود بن سلیمان جرجانی کے متابع احمد بن عامر بن سلیمان بن صالح طائی اور ان کے بیٹے ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بن عامر طائی (المتوفی ۳۲۴ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ عبد اللہ بن احمد بن عامر طائی کے بارے میں فرماتے

[1] صحيفة الإمام الرضا:ص:٤٢،رقم:٩،ت:محمد مهدي نجف،الموتمر العالمي للإمام الرضا،الطبعة ١٤٠٦هـ.

ہیں: ”كان أميا، لم يكن بالمرضي “[1]۔ اَن پڑھ تھا، پسندیدہ نہیں تھا۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ”تاريخ بغداد “[2] میں عبداللہ بن احمد بن عامر کے بارے میں فرماتے ہیں: ”روى عن أبيه، عن علي بن موسى الرضا، عن آبائه نسخة“. اس نے عن ابیہ، عن علی بن موسی الرضا، عن آبائہ کے طریق سے نسخہ روایت کیا ہے۔

حافظ ابن غلام زہری رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن احمد بن عامر کے بارے میں فرماتے ہیں: ” كان أميا، لم يكن بالمرضي، روى عن أبيه، عن علي بن موسى الرضا “[3]. ان پڑھ تھا، پسندیدہ نہیں تھا، ابیہ، عن علی بن موسی الرضا کے طریق سے روایت کرتا ہے۔

حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ ”الأنساب “[4] میں عبداللہ بن احمد کے بارے میں فرماتے ہیں: ”وكان أميا، لم يكن بالمرضي“. یہ اَن پڑھ تھا، پسندیدہ نہیں تھا۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ”تاريخ دمشق “[5] میں عبد اللہ بن احمد کے بارے میں فرماتے ہیں: ”وفي حديثه ضعف“. اس کی حدیث میں ضعف ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ”الضعفاء والمتروكين “[6] میں فرماتے ہیں: ”يروي

---

[1] سؤالات حمزة بن يوسف السهمي:ص:٢٤٠،رقم:٣٣٩،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] تاريخ بغداد:٢٧/١١،رقم:٤٩٢٤،ت:بشارعواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] تاريخ بغداد:٢٨/١١،رقم:٤٩٢٤،ت:بشارعواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] الأنساب:٢٨/٩،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن،الطبعة الأولى ١٣٩٧هـ.

[5] تاريخ مدينة دمشق:٤٦٢/٥،ت:عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت،١٤١٥هـ.

[6] الضعفاءوالمتروكين:١١٥/٢،رقم:١٩٨٤،ت:أبو الفداء عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة

عن أهل البيت نسخة باطلة". عبداللہ بن احمد بن عامر نے اہل بیت کے انتساب سے باطل نسخہ نقل کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[1] میں فرماتے ہیں: "عبد الله بن أحمد بن عامر، عن أبيه، عن علي الرضا، عن آبائه بتلك النسخة الموضوعة الباطلة، ماتنفك عن وضعه، أو وضع أبيه". عبداللہ نے اپنے والد سے، ان کے والد نے علی الرضا سے، انہوں نے اپنے آباء سے اس باطل نسخہ کو نقل کیا ہے، یہ من گھڑت نسخہ یاتو عبداللہ بن احمد بن عامر نے گھڑا ہے، یا ان کے والد احمد بن عامر نے گھڑا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان"[2] میں اکتفاء کیا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ الإسلام"[3] میں عبداللہ بن احمد بن عامر کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "وأحسبه واضع تلك النسخة". میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس عبداللہ بن احمد نے یہ نسخہ گھڑا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الموضوعات"[4] میں ایک روایت کے تحت عبداللہ بن احمد بن عامر کو "كذاب" کہا ہے۔

الأولى ١٤٠٦هـ.

[1] ميزان الاعتدال:٣٩٠/٢،رقم:٤٢٠٠،ت:محمد رضوان،الرسالة العالمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

[2] لسان الميزان:٤٢٥/٤،رقم:٤١٤٣،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] تاريخ الإسلام:١٤٩/٢٤،رقم:١٧٣،ت:عمر عبد السلام تدمري،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[4] تلخيص كتاب الموضوعات:ص:٢٤٠،رقم:٦٢١،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ "ذیل میزان الاعتدال"[1] میں احمد بن عامر طائی کے بارے میں فرماتے ہیں: "روى عن علي بن موسى الرضا نسخة موضوعة رواها ابنه عبد الله عنه". اس نے علی بن موسی الرضا کے انتساب سے ایک من گھڑت نسخہ روایت کیا ہے، وہ نسخہ اس کے بیٹے عبداللہ نے اسی کے واسطہ سے روایت کیا ہے۔

علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ "الكشف الحثيث"[2] میں احمد بن عامر کا ترجمہ قائم کر کے فرماتے ہیں: "ذكر الذهبي في ترجمة ولده عبد الله بن أحمد بن عامر عن أبيه، عن علي الرضا، عن آبائه بتلك النسخة الموضوعة الباطلة، ما تنفك عن وضعه أو وضع ابنه، وذكره ابن الجوزي في حديث عن أبيه، عن علي بن موسى، عن آبائه، في ذكر ملك أولاد العباس، ولبسهم السواد، قال ابن الجوزي: هو محل التهمة، وذكره أيضا في فضل العباس فقال: المتهم به عبد الله بن أحمد بن عامر، أو أبوه". ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بیٹے عبداللہ بن احمد بن عامر کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ اس کا ابیہ، عن علی الرضا، عن آبائہ کے طریق سے من گھڑت، باطل نسخہ ہے، یہ من گھڑت نسخہ یا تو احمد بن عامر نے گھڑا ہے، یا اس کے بیٹے عبداللہ بن احمد بن عامر نے گھڑا ہے، اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث ابیہ، عن علی بن موسی، عن آبائہ کے طریق سے ذکر کی ہے، جس میں اولاد عباس کی مملکت اور ان کے سیاہ لباس پہننے کا ذکر ہے، ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

[1] ذيل ميزان الاعتدال:٣٣/٨،رقم:٩٢،ت:أبو رضا الرفاعي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[2] الكشف الحثيث:٤٦،رقم:٤٦،ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة١٤٠٧هـ.

فرماتے ہیں: یہی تہمت کا محل ہے، اور اسی طرح اسے عباس کی فضیلت میں بھی ذکر کیا ہے، اور فرمایا ہے: اس میں عبد اللہ بن احمد بن عامر متہم ہے، یا اس کا والد متہم ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ''الغرائب الملتقطة''[1] میں ایک روایت کے تحت احمد بن عامر کے بارے میں فرماتے ہیں: ''ابن عامر متروك''. ابن عامر متروک ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الكافي الشاف''[2] میں ایک حدیث کے تحت عبداللہ بن احمد بن عامر کو ''كذاب'' کہا ہے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ''الأجوبة المرضية''[3] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: ''عبد الله وأبوه كذابان''. عبداللہ اور اس کے والد دونوں کذاب ہیں۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک دوسرے مقام پر حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول (یعنی میزان والا) نقل کر کے لکھا ہے: ''فما أتهم إلا الابن دون الأب...''[4]. میں تو صرف بیٹے یعنی عبد اللہ بن احمد بن عامر ہی کو متہم سمجھتا ہوں نہ کہ ان کے والد کو۔۔۔''۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ ''تنزيه الشريعه''[5] میں عبد اللہ بن احمد بن عامر کو

---

[1] الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس: ۳۹۹/۱، رقم: ۱۳۹، ت: العربي الدائز الفرياطي، جميعة دار البر ـ دبئي، الطبعة الأولى ۱٤۳۹ھـ.

[2] الكافي الشاف: ص: ۲٤۸، رقم: ۹۹۰، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸ھـ.

[3] الأجوبة المرضية: ۱۷۰/۱، ت: محمد إسحاق محمد إبراهيم، دار الراية ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۸ھـ.

[4] جمع الجوامع: ۵۲۹/۱۸، دار السعاده ـ الأزهر، الطبعة ۱٤۲٦ھـ.

[5] تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة: ۷۱/۱، رقم: ۳۲، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف

وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "له عن أبيه عن أهل البيت نسخة باطلة ما تنفك عن وضعه أو وضع أبيه". اس کا ابیہ، عن اہل البیت کے طریق سے ایک باطل نسخہ ہے، یہ باطل نسخہ یا تو اس نے خود نے گھڑا ہے، یا اس کے والد احمد بن عامر نے گھڑا ہے۔

روایت بطریق ابو سلیمان داؤد بن سلیمان جرجانی کا حکم

سند میں موجود راوی داؤد بن سلیمان کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"کذاب ہے" (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ)، "بہر حال وہ جھوٹا شیخ ہے، اس کے پاس ایک ایسا نسخہ ہے جو علی الرضا پر گھڑا ہوا ہے" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے)۔

اسی طرح داؤد بن سلیمان کے متابع احمد بن عامر اور اس کے بیٹے عبد اللہ بن احمد بن عامر کے بارے میں بھی ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"عبد اللہ بن احمد بن عامر نے اہل بیت کے انتساب سے باطل نسخہ نقل کیا ہے" (حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ)، "عبد اللہ نے ابیہ، عن علی الرضا، عن آبائہ کے طریق سے اس باطل نسخہ کو نقل کیا ہے، یہ من گھڑت نسخہ یا تو عبد اللہ بن احمد بن عامر نے گھڑا ہے، یا ان کے والد احمد بن عامر نے گھڑا ہے" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے)، "میں یہ سمجھتا

و عبد الله محمد الصديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

ہوں کہ اس عبداللہ بن احمد نے یہ نسخہ گھڑا ہے" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، "اس نے علی بن موسی الرضا کے انتساب سے ایک من گھڑت نسخہ روایت کیا ہے، وہ نسخہ اس کے بیٹے عبداللہ نے اسی کے واسطہ سے روایت کیا ہے" (حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ)، "ابن عامر متروک ہے" (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)، "عبداللہ اور اس کے والد دونوں کذاب ہیں" (حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ)، "میں تو صرف بیٹے یعنی عبداللہ بن احمد بن عامر ہی کو متہم سمجھتا ہوں نہ کہ ان کے والد کو۔۔۔"، (علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)۔

الحاصل زیر بحث روایت اس طریق سے بھی "شدید ضعیف" ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

آپ ماقبل تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ زیر بحث روایت دونوں سندوں سے "شدید ضعیف" ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
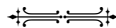
روایت نمبر⑧

روایت: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اعتكاف عشر في رمضان كحجتين وعمرتين". رمضان میں دس دن کا اعتکاف کرنا دو حج اور دو عمروں کی طرح ہے"۔

حکم: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، اور علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کے "ضعفِ شدید" کی جانب اشارہ کیا ہے، اس لئے اس روایت کو آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

حافظ ابو بشر دولابی رحمۃ اللہ علیہ "الذرية الطاهرة"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

" حدثنا هلال بن العلاء، حدثنا سعيد بن سليمان، حدثنا هَيَّاج بن بِسْطام التميمي، حدثنا عنبسة بن عبد الرحمن بن عنبسة بن سعيد بن العاص، عن محمد بن سليمان، عن علي بن حسين، عن أبيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اعتكاف عشر في رمضان حجتان وعمرتان ".

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان میں دس دن کا اعتکاف کرنا دو حج اور دو عمروں کی طرح ہے۔

---

[1] الذرية الطاهرة النبوية:ص:۸۹،رقم:۱۵۷،الدار السلفية ـ الكويت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

بعض دیگر مصادر

یہی روایت علامہ ابو طاہر ابن ابی الصقر انباری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مشیخة"[1] میں حافظ ابو بشر دولابی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے، نیز امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الكبير"[2] میں، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإيمان"[3] میں اور حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص المتشابه"[4] تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی سعید بن سلیمان پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ عنبسہ اور علی بن حسین کے درمیان موجود راوی کا نام "مشیخہ"، "تلخیص" اور "شعب" کے ایک طریق میں محمد بن سُلیم ہے، جبکہ "شعب" کے دوسرے طریق میں محمد بن زاذان ہے، اور "معجم کبیر" میں محمد بن سلیمان ہے، واللہ اعلم۔

روایت پر ائمہ کا کلام

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإيمان"[5] میں پہلے یہ روایت اُس طریق

---

[1] مشيخة أبي طاهر بن أبي الصقر:ص:١٦١،رقم:٩٠،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

[2] المعجم الكبير:١٣٨/٣،رقم:٢٨٨٨،ت:حميدي عبد المجيد السلفي،مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة.

[3] شعب الإيمان:٤٣٦/٥،رقم:٣٦٨٠ـ٣٦٨١،ت:عبد العلي عبد الحميد حامد،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.

[4] تلخيص المتشابه في الرسم:١١٧/١،رقم:١٧٥،ت:سكينة الشهابي ـ دمشق،الطبعة الأولى١٩٨٥ء.

[5] شعب الإيمان:٤٣٦/٥،رقم:٣٦٨٠،ت:عبد العلي عبد الحميد حامد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

طریق سے تخریج کی جس میں عنبسہ اور علی بن حسین کے درمیان محمد بن زاذان ہے، پھر فرماتے ہیں: ”و إسناده ضعيف“. اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔

اس کے بعد امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت ایک دوسرے طریق سے تخریج کی، جس میں عنبسہ اور علی بن حسین کے درمیان محمد بن سُلیم کو ذکر کیا، پھر فرماتے ہیں:

”كذا قال: محمد بن سُليم، و الصواب محمد بن زاذان، و هو متروك، قال البخاري: لا يكتب حديثه“. (سند کے راوی) محمد بن اسحاق صغانی نے اسی طرح کہا ہے: (یعنی) محمد بن سُلیم، جبکہ درست محمد بن زاذان ہے، اور وہ متروک ہے، بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ ”البدر المنير“[1] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں:

”رواه الطبراني في أكبر معاجمه بإسناد ضعيف، بسبب الهَيَّاج بن بِسْطام المتروك، وغيره“. اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سب سے بڑی ”معجم“ میں ضعیف اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے، جس کی وجہ ہیّاج بن بِسطام متروک وغیرہ ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ ”مجمع الزوائد“[2] میں زیر بحث روایت کے بارے

---

[1] البدر المنير: ٧٧٠/٥، ت: أبو محمد عبد الله بن سلمان، دار الهجرة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[2] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ١٧٣/٣، دار الكتاب العربي ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤١٢هـ.

میں فرماتے ہیں:

"رواه الطبراني في الكبير، وفيه عيينة[كذا في الأصل، والصحيح: عنبسة] بن عبد الرحمن القرشي، وهو متروك". اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "کبیر" میں روایت کیا ہے، اور اس میں عنبسہ بن عبد الرحمن قرشی ہے، اور وہ متروک ہے۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ "فيض القدير"[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"رمز المصنف لضعفه، وهو كما قال، فقد قال الهيتمي[كذا في الأصل، والصحيح: الهيثمي]: فيه عنبسة بن عبد الرحمن القرشي، وهو متروك اهـ". مصنف (حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس پر ضعف کی علامت لگائی ہے، اور بات ایسی ہی ہے جیسے انہوں نے کہا ہے، چنانچہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں عنبسہ بن عبدالرحمن قرشی ہے، اور وہ متروک ہے، اھ۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ "فيض القدير"[2] میں ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

"وظاهر كلام المصنف أن مخرجه البيهقي خرجه وأقره، وليس كذلك، بل تعقبه، فقال: إسناده ضعيف، ومحمد بن زاذان أي: أحد

---

[1] فيض القدير:١/٥٥٤،رقم:١١٤٠،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

[2] فيض القدير:٦/٧٤،رقم:٨٤٧٩،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

رجاله، متروك، وقال البخاري: لا يكتب حديثه اه كلامه، وفيه أيضا عنبسة بن عبد الرحمن، قال البخاري: تركوه، وقال الذهبي في الضعفاء: متروك، متهم أي: بالوضع".

اور مصنف (حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کے کلام کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کی تخریج کرنے والے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج کرکے اسے برقرار رکھا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ انہوں نے تعاقب کیا ہے، چنانچہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی اسناد ضعیف ہے، اور محمد بن زاذان یعنی اس کے رجال میں سے ایک راوی، متروک ہے، اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی، بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مکمل ہوا، اور اس میں عنبسہ بن عبد الرحمن بھی ہے، بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے اسے ترک کردیا ہے، اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ضعفاء" میں فرماتے ہیں: یہ متروک ہے، متہم ہے، یعنی گھڑنے میں۔

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التنویر"[1] میں علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

ابو خالد ہیّاج بن بِسطام تمیمی حنظلی خراسانی ہروی بُرجمی (المتوفی ۱۷۷ھ) کے بارے میں کلام

حافظ مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ما علمنا الهَيَّاج إلا ثقة، صادقا عالما"[2]. ہم ہیّاج کو ثقہ، سچا عالم ہی سمجھتے ہیں۔

---

[1] التنوير: ۱۲۲/۱۰، رقم: ۸٤٦٠، ت: محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۳۲ هـ.

[2] انظر تاريخ بغداد: ۱۲۷/۱٦، رقم: ۷۳۸۷، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ہیّاج بن بِسطام کو "لیس بشيء" کہا ہے[1]۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مقام پر ہیّاج بن بسطام کو "لیس بثقة" کہا ہے[2]۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "متروك الحديث" کہا ہے[3]۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاريخ الكبير"[4] میں ہیّاج بن بِسطام کا ترجمہ قائم کر کے سکوت اختیار کیا ہے۔

حافظ محمد بن یحیی ذہلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الهَيَّاج عندنا ثقة"[5]. ہیّاج ہمارے نزدیک ثقہ ہے۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ ، ہیّاج بن بِسطام کے بارے میں فرماتے ہیں: "تركوا حديثه، ليس بشيء"[6]. محدثین نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا ہے، یہ "لیس بشيء" ہے۔

الأولى ١٤٢٢هـ.

[1] تاريخ يحيي بن معين برواية الدوري: ٢٠٤/١، رقم: ١٣٢٩، ت: عبد الله أحمد حسن، دار القلم ـ بيروت.

[2] انظر تاريخ بغداد: ١٢٨/١٦، رقم: ٧٣٨٧، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] انظر ميزان الاعتدال: ٣١٨/٤، الرقم: ٩٢٨٧، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[4] التاريخ الكبير: ٢٤٢/٨، رقم: ٢٨٦٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٧هـ.

[5] تهذيب التهذيب: ٨٨/١١، رقم: ١٤٧، دائرة المعارف النظامية ـ الهند، الطبعة الأولى ١٣٢٦هـ.

[6] سؤالات أبي عبيد الآجري: ٣١٢/٢، رقم: ١٩٦٢، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یکتب حدیثه، ولا یحتج به"[1]. ان کی حدیث لکھی جائے گی، اور اس سے احتجاج نہیں کیا جائے گا۔

حافظ ابو یوسف فسوی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعرفة والتاریخ"[2] میں ہیّاج بن بِسْطام کو "باب من یرغب عن الروایة عنہم" (باب ان لوگوں کے بارے میں جن کی روایت سے اعراض کیا جاتا ہے) میں شمار کیا ہے۔

حافظ صالح بن محمد جزرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ترکوا حدیثه"[3]. محدثین نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قال صالح بن محمد: هَیَّاج بن بِسْطام شیخ، هروي، منكر الحدیث، لیس فیه معنی، لا یكتب من حدیثه إلا حدیثین ثلاثة للاعتبار، ولم أعلم أنه بكل ذلك منكر الحدیث حتى قدمت هراة، فرأیت عند الهرویین حدیثا كثیرا مناكیر، قال ابن نعیم: تلك المناكیر التي رآها صالح بن محمد بهراة من حدیث الهیاج لیس الذنب فیها للهیاج، إنما الذنب فیها لابنه خالد، والحمل علیه فیها"[4]. صالح بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہیّاج بن بِسْطام شیخ، ہروی ہے، منکر الحدیث ہے، اس میں کوئی معنی نہیں ہے، اس کی احادیث میں سے صرف دو، تین احادیث صرف اعتبار کے لئے لکھی جاسکتی

---

[1] الجرح والتعدیل: ۱۱۲/۹، رقم: ٤٧٤، دار الكتب العلمیة۔ بیروت، الطبعة الأولی ۱۳۷۳ھـ.

[2] المعرفة والتاریخ: ۳۷/۳، ت: أكرم ضیاء العمري، مكتبة الدار ۔ المدینة المنورة، الطبعة الأولی ١٤١٠ھـ.

[3] انظر تاریخ بغداد: ١٢٨/١٦، رقم: ٧٣٨٧، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ۔ بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢٢ھـ.

[4] تاریخ بغداد: ١٢٨/١٦، رقم: ٧٣٨٧، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ۔ بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢٢ھـ.

ہیں، اور اس سب کے ساتھ مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ منکر الحدیث ہے، یہاں تک کہ میں ہرات گیا، تو میں نے دیکھا کہ ہرویوں کے پاس اس کی بہت سی منکر احادیث ہیں، (سند کے راوی) ابن نعیم (یعنی محمد بن نعیم ضبّی) کا کہنا ہے کہ صالح بن محمد نے ہرات میں ہیّاج کی جو مناکیر دیکھی ہیں، ان میں ہیّاج کا کوئی گناہ نہیں، ان میں گناہ صرف ان کے بیٹے خالد کا ہے، ان میں "حمل" خالد پر ہے۔

امام ابو عبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وهذه الأحاديث التي رواها صالح بهراة من حديث الهَيَّاج الذنب فيه لابنه خالد، والحمل فيها عليه"[1]. ہیّاج کی احادیث میں سے جن احادیث کو صالح نے روایت کیا ہے، ان میں گناہ ہیّاج کے بیٹے خالد کا ہے، اور ان میں حمل اس کے بیٹے پر ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[2] میں ہیاج بن بسطام کو "ضعيف" کہا ہے۔

حافظ ابن جارود رحمۃ اللہ علیہ نے ہیاج بن بسطام کو "ليس بشيء" کہا ہے[3]۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[4] میں لکھتے ہیں: "كان مرجئا داعية إلى الإرجاء، وكان ممن يروي عن المعضلات عن الثقات، ويخالف الأثبات فيما يرويه عن الثقات، فهو ساقط الاحتجاج به، وعند الاعتبار فإن

---

[1] تهذيب التهذيب: ۸۹/۱۱، رقم: ۱٤۷، دائرة المعارف النظامية ـ الهند، الطبعة الأولى ۱۳۲٦هـ.

[2] الضعفاء والمتروكين ۲٤۳، رقم: ٦٤۲، ت: كمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة ۱٤۰٥هـ.

[3] انظر إكمال تهذيب الكمال: ۱۸٥/۱۲، رقم: ٤۹۸۸، ت: أبو عبد الرحمن عادل بن محمد وأبو محمد أسامة بن إبراهيم، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[4] المجروحين: ۹٦/۳، ت: محمود ابراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

اعتبر به معتبر أرجو أن لا يجرح في ذلك". یہ مرجیہ فرقہ سے تعلق رکھتا تھا، اور اسی کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا تھا، اور یہ ان لوگوں میں سے ہے جو ثقہ سے معضل روایات نقل کرتے ہیں، اور یہ ثبت لوگوں کی اس چیز میں مخالفت کرتا ہے جسے وہ ثقات سے روایت کرتا ہے، اس بناء پر یہ ساقط الاحتجاج ہے، اور اعتبار کے وقت (ثقہ کی موافقت کی صورت میں) کسی معتبر نے اس کا اعتبار کیا تو میں امید کرتا ہوں کہ اس بارے میں اس پر جرح نہیں کی جائے گی۔

اہم نوٹ:

محقق محمود ابراہیم زاید کے نسخے میں "يروي عن المعضلات عن الثقات" کے الفاظ ہیں، اور محقق حمدی عبدالمجید سلفی کے نسخے میں "يروي المعضلات عن الثقات"[1] کے الفاظ ہیں، جبکہ "تهذيب الكمال"[2] اور "تهذيب التهذيب"[3] میں "يروي الموضوعات عن الثقات" کے الفاظ ہیں۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[4] میں ہیّاج بن بِسْطام کے ترجمہ میں چند احادیث تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وهَيَّاج بن بِسْطام هذا له أحاديث، وفيما أمليت مما لا يتابع عليه". اور اِس ہیّاج بن بِسْطام کی اور

[1] المجروحين: ٤٤٥/٢، رقم: ١١٦٩، ت: حمدي عبدالمجيد السلفي، دارالصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

[2] تهذيب الكمال: ٣٥٩/٣٠، رقم: ٦٦٣٧، ت: بشارعواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[3] تهذيب التهذيب: ٦٨٦/٦، ت: الشيخ عادل احمد عبدالموجود، الشيخ علي محمد معوض، دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[4] الكامل في ضعفاء الرجال: ٤٤٨/٨، الرقم: ٢٠٤٨، ت: عادل أحمد، وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.

بھی روایات ہیں،اور اس کی جتنی روایات میں نے لکھوائی ہیں،ان میں اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ہیاج بن بسطام کو "ضعیف جدا"[1] قرار دیا ہے۔

علامہ یحیی بن احمد بن زیاد ہَرَوِی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "كل ما أُنكر على الهياج من جهة ابنه خالد، فإن الهَيَّاج في نفسة ثقة"[2]. ہیَّاج پر جو انکار کیا گیا ہے وہ ان کے بیٹے خالد کی وجہ سے ہے، کیونکہ ہیَّاج بذات خود ثقہ ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخيرة الحفاظ"[3] میں ایک روایت کے تحت ہیَّاج کو "ضعيف، لاشيء" کہا ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کے تحت ہیَّاج بن بِسْطام کو "متروك" کہا ہے[4]۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تقريب التهذيب"[5] میں ہیَّاج کے بارے میں فرماتے ہیں: "ضعيف، روى عنه ابنه خالد منكرات شديدة". ضعیف ہے،اس سے اس کا بیٹا خالد شدید منکر احادیث روایت کرتا ہے۔

---

[1] سؤالات السلمي للدارقطني:ص:۳۲۳،رقم:٤٠٧،ت:فريق من الباحثين،ط:مكتبة الملك فهد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[2] تاريخ بغداد:١٢٩/١٦،رقم:٧٣٨٧،ت:بشارعوادمعروف،دارالغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] ذخيرةالحفاظ:ص:١٢٩٢،رقم:٢٧٨٢،ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

[4] البدر المنير:٧٧٠/٥،ت:أبو محمد عبد الله بن سلمان،دار الهجرة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[5] تقريب التهذيب:ص:٥٧٦،رقم:٧٣٥٥،ت:محمد عوامة،دار الرشيد ـ سوريا،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخیص الحبیر"[1] میں "متروك" کہا ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "ذیل اللآلئ"[2] میں ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

"هَيَّاج تركوا حديثه". محدثین نے ہیّاج کی احادیث کو ترک کردیا ہے۔

سند میں موجود راوی عنبسہ بن عبد الرحمن بن عنبسہ قرشی اموی (المتوفی مابین ۱۸۰۔۱۹۰ھ[3]) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا أعرفه"[4]. میں اس کو نہیں پہچانتا۔

نیز حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر عنبسہ کو "ضعف الحديث، ليس بشيء" کہا ہے[5]۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[6] میں اور "الضعفاء"[7] میں فرماتے

---

[1] تلخيص الحبير:٤٢١/٤،رقم:٢٠٥٥،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[2] الزيادات على الموضوعات:ص:٤٥٩،رقم:٥٥٧،ت:رامز خالد حاج حسن،مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[3] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الصغیر" میں عنبسہ بن عبد الرحمن کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۸۰ اور ۱۹۰ھ کے درمیان ہوا ہے(التاريخ الصغير:٢٠٥/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ).

[4] تاريخ عثمان بن سعيد الدارمي:ص:١٨٥،رقم:٦٦٩،ت:أحمد محمد نور سيف،دار المأمون للتراث ـ بيروت .

[5] سؤالات ابن الجنيد لأبي زكريا يحيى بن معين:ص:٣٨٧،رقم:٤٧١،ت:أحمد محمد نور سيف،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

[6] التاريخ الكبير:٣٤٧/٦،رقم:٩٥٠٧،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثاني ١٤٢٩هـ.

[7] الضعفاء الصغير:ص:٩٦،رقم:٢٨٧،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

ہیں: "ترکوہ". محدثین نے اس کو ترک کیا ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء الکبیر"[1] میں، حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المسند المستخرج"[2] میں، حافظ ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع الأصول"[3] میں اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکاشف"[4] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هو متروك الحديث، كان يضع الحديث، وكان عند أحمد بن يونس عنه شيء، فلم نكتب عنه على العمد"[5]. وہ متروک الحدیث ہے، حدیث گھڑتا ہے، اور احمد بن یونس کے پاس اس کی کچھ اشیاء تھیں، ہم نے جان بوجھ کر اسے نہیں لکھا۔

علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکشف الحثیث"[6] میں حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "منكر الحديث، واهي الحديث" کہا ہے[7]۔

---

[1] الضعفاء الكبير:٣٦٧/٣،رقم:١٤٠٥،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] المسند المستخرج على صحيح مسلم:٧٧/١،رقم:١٨٤،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[3] جامع الأصول في أحاديث الرسول:٧٢٩/١٢،ت:بشير محمد عيون،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٣٨٩ هـ.

[4] الكاشف:١٠٠/٢،رقم:٤٣٠٣،ت:محمد عوامه،دار القبلة للثقافة الإسلاميه ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[5] الجرح والتعديل:٤٠٣/٦،رقم:٢٢٤٧،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢ هـ.

[6] الكشف الحثيث:ص:٢٠٤،رقم:٥٧٩،ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[7] انظر تهذيب الكمال:٤١٨/٢٢،رقم:٤٥٣٦،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى

حافظ برذعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قلت: عنبسة بن عبد الرحمن؟ قال: نسأل الله أن يرحمه، اضرب على حديثه، فلم يقرأه علي"[1]. میں نے عنبسہ بن عبد الرحمن کے بارے میں ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو فرمایا: ہم اللہ تعالی سے اُس پر رحم کا سوال کرتے ہیں، اس کی حدیث ترک کر دو، (حافظ برذعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) چنانچہ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ پر اس کی حدیث نہیں پڑھی۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عنبسہ بن عبد الرحمن قرشی کو "ضعيف الحديث" کہا ہے[2]۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[3] عنبسہ بن عبد الرحمن کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابو القاسم بلخی رحمۃ اللہ علیہ "قبول الأخبار"[4] میں فرماتے ہیں: "ليس حديثه بشيء". اس کی حدیث "لیس بشیء" ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ "سنن"[5] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں:

١٤١٣هـ.

[1] سؤالات البرذعي:ص:٤١٠،رقم:٩٥٠،ت:أبو عمر محمد بن علي،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

[2] سؤالات أبي عبيد الآجري:١١٦/٢،رقم:١٢٩٤،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

[3] الضعفاء والمتروكين:ص:٢١٦،رقم:٤٢٨،ت،محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[4] قبول الأخبار ومعرفة الرجال:٢٩٨/٢،رقم:٦٦٦،ت:أبو عمرو الحسيني بن عمر،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

[5] سنن الترمذي:٤٢٩/٤،رقم:٢٦٩٩،ت:بشار عواد معروف،دار الغبر الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.

"سمعت محمدا، يقول: عنبسة بن عبد الرحمن ضعيف في الحديث، ذاهب". **میں نے محمد (یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کو فرماتے ہوئے سنا: عنبسہ بن عبد الرحمن حدیث میں ضعیف ہے، ذاہب ہے۔**

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[1] **میں فرماتے ہیں:** "صاحب أشياء موضوعة، وما لا أصل له، مقلوب، لا يحل الاحتجاج به". **عنبسہ بن عبد الرحمن من گھڑت اشیاء والا ہے، اور ایسی اشیاء گھڑتا ہے جن کی کوئی اصل نہیں ہوتی، مقلوب ہوتی ہیں، اس سے احتجاج کرنا حلال نہیں ہے۔**

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[2] **میں عنبسہ کے ترجمہ میں چند روایات ذکر کر کے فرماتے ہیں:** "وعنبسة هذا له غير ما ذكرت من الحديث، وهو منكر الحديث". **عنبسہ کی میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ بھی احادیث ہیں، اور وہ منکر الحدیث ہے۔**

حافظ ابو الفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "كذاب" **کہا ہے**[3]**۔**

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "التمهيد"[4] **میں ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں:** "وعنبسة ضعيف، لا يحتج به". **اور عنبسہ ضعیف ہے، اس سے احتجاج نہیں کیا**

---

[1] المجروحين: ۱۷۸/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[2] الكامل في ضعفاء: ٤٦٣/٦، رقم: ١٤٠٦، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.

[3] انظر تهذيب الكمال: ٤١٩/٢٢، رقم: ٤٥٣٦، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[4] التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد: ٧٠٠/٣، ت: بشار عواد معروف، سليم محمد عامر ومحمد بشار عواد، مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ

جائے گا۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرۃ الحفاظ" میں ایک مقام پر "لا شيء في الحديث"[1]، اور دوسرے مقام پر "متروك الحديث" کہا

حافظ ابو الحسن ابن قطان فاسی رحمۃ اللہ علیہ "بیان الوهم"[3] میں ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "فأما عنبسة بن عبد الرحمن القرشي، فممن يضع الحديث، ونسأل الله العافية". عنبسہ بن عبد الرحمن اُن لوگوں میں سے ہے جو حدیث گھڑتے ہیں، اور ہم اللہ تعالی سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

حافظ ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "السنن والأحكام"[4] میں ایک روایت کے تحت عنبسہ بن عبد الرحمن اور ہیاج کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

علامہ تُورِ بُشتی رحمۃ اللہ علیہ نے "الميسر"[5] میں عنبسہ بن عبد الرحمن کو "ضعيف جدا" کہا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ "المجموع"[6] میں ایک روایت کے تحت عنبسہ اور

---

[1] تذكرة الحفاظ:ص:٥٠،رقم:٩٨،ت:حمدي بن عبد المجيد بن إسماعيل السلفي،دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] تذكرة الحفاظ:ص:٢٩٠،رقم:٧٢٤،ت:حمدي بن عبد المجيد بن إسماعيل السلفي،دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[3] بيان الوهم والايهام الواقعين في كتاب الأحكام:٥٥٨/٣،رقم:١٣٣٩،ت:الحسين آيت سعيد،دار طيبة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[4] السنن والأحكام عن المصطفى عليه أفضل الصلاة والسلام:٥٢٦/٣،رقم:٣٨٣٤،ت:أبو عبد الله حسين بن عكاشة، دار ماجد عيري ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[5] الميسر في شرح ممصابيح السنة:١٠٢٥/٣،رقم:٣٤٨٤،ت:عبد الحميد هنداوي،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ مكة المكرمة،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[6] المجموع شرح المهذب:٥١٢/٦،إدارة الطباعة المنيرية.

ہیّاج خراسانی کے بارے میں فرماتے ہیں: ”وهما ضعيفان، متروكا الحديث، لا يجوز الاحتجاج برواية واحد منهما“. اور دونوں ضعیف، متروک الحدیث ہیں، ان دونوں میں سے کسی ایک کی روایت سے بھی احتجاج کرنا جائز نہیں ہے۔

حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ ”تحفة الأشراف“[1] میں فرماتے ہیں: ”وعنبسة بن عبد الرحمن من الضعفاء المتروكين“. اور عنبسہ بن عبد الرحمن ضعفاء متروکین میں سے ہے۔

حافظ ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تنقيح التحقيق“[2] میں عنبسہ کو ”أحد الضعفاء المتروكين“ کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ”ديوان الضعفاء“[3] میں عنبسہ بن عبد الرحمن کو ”متهم، متروك“، اور ”تذهيب“[4] میں ”أحد المتروكين“ کہا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ”التكميل“[5] میں ام سعد کے ترجمہ میں عنبسہ بن عبد الرحمن اور محمد بن زاذان کے بارے میں فرماتے ہیں: ”وهما من الضعفاء

---

[1] تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف:٣٤/١٣،رقم:١٨٢٩،ت:عبدالصمد شرف الدين،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٣هـ.

[2] تنقيح التحقيق في أحاديث التعليق:٣٧٦/٣،رقم:٢٠٢٦،ت:سامي بن محمد وعبد العزيز بن ناصر،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤٢٨هـ.

[3] ديوان الضعفاء:ص:٣٠٨،رقم:٣٢٤٥،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مطبعة النهضة الحديثية ـ مكة المكرمة، الطبعة١٣٨٧هـ.

[4] تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال:٢٧٦/٧،رقم:٥٣٠٧،ت:مسعد كامل،أيمن سلامة،عبد السميع ومحمد نعناعة،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[5] التكميل في الجرح والتعديل ومعرفة الثقات والضعفاء والمجاهيل:٣٤١/٤،رقم:٢٨٤٢،ت:شادي بن محمد بن سالم آل نعمان،مكتبة ابن عباس ـ مصر،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

المتروكين". اور وہ دونوں ضعیف متروک راویوں میں سے ہیں۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے "البدر المنير"[1] میں ایک روایت کے تحت عنبسہ کو "متهم، متروك" کہا ہے۔

نیز حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے "البدر المنير"[2] میں ایک حدیث کے تحت "وضاع" بھی کہا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد"[3] میں ایک روایت کے تحت عنبسہ بن عبدالرحمن کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تقريب التهذيب"[4] میں فرماتے ہیں:
"وهذا متروك، رماه أبو حاتم بالوضع". اور یہ متروک ہے، ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے عنبسہ کو "إتحاف المهرة"[5] میں "ضعيف جدا"، "نتائج الأفكار"[6] میں "متروك" اور "التلخيص"[7]

---

[1] البدر المنير في تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في الشرح الكبير:٥٩٨/٢،ت:أبومحمد عبد الله بن سلمان، دار الهجرة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[2] البدر المنير في تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في الشرح الكبير:٦١/٩،ت:أبومحمد عبد الله بن سلمان، دار الهجرة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[3] مجمع الزوائد:٣١٤/١،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربى ـ بيروت.

[4] تقريب التهذيب:ص:٤٣٣،رقم:٥٢٠٦،ت:محمد عوامة،دار الرشيد ـ سوريا،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[5] إتحاف المهرة:٢٧٧/٣،رقم:٣٠٠٧،ت:زهير بن ناصر الناصر،مجمع الملك فهد ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[6] نتائج الأفكار في تخرج أحاديث الأذكار:١٢٨/٥،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،دار ابن كثير ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[7] التلخيص الحبير:٣٨٦/١،رقم:١٩٤،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دارالكتب العلمية ـ

میں ایک مقام پر "متروك "[1] اور دوسرے مقام پر "كذاب "[2] قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "الغرائب "[3] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "عنبسة وشيخه واهيان". عنبسہ اور اس کا شیخ (یعنی محمد بن زاذان) دونوں واہی ہیں۔

علامہ ابن عبد الملک حنفی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح مصابيح السنة "[4] میں عنبسہ بن عبد الرحمن کو "ضعيف جدا" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة "[5] میں عنبسہ بن عبد الرحمن کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرمایا ہے: "متروك اتهمه أبو حاتم بالوضع". یہ متروک ہے، ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا ہے۔

محمد بن زاذان مدنی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير "[6] اور "الضعفاء "[7] میں فرماتے

بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[1] التلخيص الحبير: ٣٨٦/١،رقم: ١٩٤،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[2] التلخيص الحبير: ٢٦١/٤،رقم: ١٨٤٥،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[3] الغرائب الملتقطة: ٣١٨/١،رقم: ٩٠،ت:أبو بكر أحمد جالو،جمعية دار البر ـ دبئي،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

[4] شرح مصابيح السنة: ١٦٥/٥،رقم: ٣٦٠٢،ت:نور الدين طالب،إدارة الثقافية الإسلامية طباعة والتوزيع، الطبعة ١٤٣٣هـ.

[5] تنزيه الشريعة: ٩٤/١،رقم: ٣٦٨،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[6] التاريخ الكبير: ٩١/١،رقم: ٢٤٢،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[7] الضعفاء الصغير: ص: ١٠٤،رقم: ٣١٩،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى

ہیں: ”هو منكر الحديث، لا يكتب حديثه“. یہ منکر الحدیث ہے، اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”سنن“[1] میں، حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الضعفاء الكبير“[2] میں اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الكاشف“[3] میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن زاذان کو ”منكر الحديث“ کہا ہے[4]۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”متروك الحديث، ولا يكتب عنه“[5]. متروک الحدیث ہے، اور اس سے حدیث نہیں لکھی جائے گی۔

حافظ زکریا ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”لا يكتب حديثه“[6]. اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ”الكامل“[7] میں محمد بن زاذان کی چند احادیث تخریج

١٤٠٦هـ.

[1] سنن الترمذي:٤٢٩/٤،رقم:٢٦٩٩،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأول ١٩٩٦ء.

[2] الضعفاء الكبير:٦٩/٤،رقم:١٦٢٣،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] الكاشف:١٧١/٢،رقم:٤٨٤٩،ت:محمد عوامه،دار القبلة للثقافة الإسلاميه ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[4] سؤالات البرذعي:ص:٣٥٧،رقم:٨٠٣،ت:أبو عمر محمد بن علي،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

[5] الجرح والتعديل:٢٦٠/٧،رقم:١٤٢١،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[6] تهذيب التهذيب:١٦٥/٩،رقم:٢٤٢،دائرة المعارف النظامية ـ الهند،الطبعة الأولى ١٣٢٦هـ.

[7] الكامل في ضعفاء:٤٢٥/٧،رقم:١٦٧٨،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب

کر کے فرماتے ہیں: "ولمحمد غير ما ذكرت، وكلها مضطربة". اور محمد کی میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ بھی احادیث ہیں، اور تمام مضطرب ہیں۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[1] میں محمد بن زاذان مدنی کو "ضعفاء ومتروکین" راویوں میں شمار کیا ہے[2]۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المسند المستخرج"[3] میں محمد بن زاذان کو "منکر الحدیث" کہا ہے۔

علامہ عبد الحق اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الأحکام الوسطی"[4] میں محمد بن زاذان کو "منکر الحدیث" کہا ہے۔

علامہ تُورِبُشتی رحمۃ اللہ علیہ نے "المیسر"[5] میں محمد بن زاذان کو "منکر

العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.

[1] الضعفاء والمتروكون:ص:٣٤٣،رقم:٤٦٨،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] حافظ ابو بکر برقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ ان اوراق (یعنی اس کتاب) میں حروف معجم کی ترتیب پر اُن راویوں کو لے کر آئے ہیں جن کا "متروک" ہونا ہمارے اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان قرار پایا ہے، حافظ ابو بکر برقانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "قال أبو بكر أحمد بن محمد بن غالب الخوارزمي البرقاني: طالت محاورتي مع أبي منصور إبراهيم بن الحسين بن حمكان، لأبي الحسن علي بن عمر الدارقطني عفا الله عني وعنهما في المتروكين من أصحاب الحديث، فتقرر بيننا وبينه على ترك من أثبته على حروف المعجم في هذه الورقات". (الضعفاء والمتروكون: ص:٩٥،ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ).

[3] المسند المستخرج على صحيح مسلم:٨٠/١،رقم:٢١٦،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[4] الأحكام الوسطى من حديث النبي صلى الله عليه وسلم:٢١٤/٤،ت:حمدي عبد المجيد السلفي وصبحي السامرائي،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة ١٤١٦هـ.

[5] الميسر في شرح ممصابيح السنة:١٠٢٥/٣،رقم:٣٤٨٤،ت:عبد الحميد هنداوي،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ مكة المكرمة،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

الحدیث" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "نتائج الأفکار"[1] محمد بن زاذان کو "ضعیف" اور "التقریب"[2] میں "متروك" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "الغرائب"[3] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "عنبسة وشیخه واهیان". عنبسہ اور اس کا شیخ (یعنی محمد بن زاذان) دونوں واہی ہیں۔

علامہ ابن عبد الملک حنفی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح مصابیح السنة"[4] میں محمد بن زاذان کو "منکر الحدیث" کہا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، اور علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے سند میں موجود عنبسہ بن عبد الرحمن، محمد بن زاذان اور ہیّاج بن بسطام کی وجہ سے زیر بحث روایت کے ضعفِ شدید کی جانب اشارہ کیا ہے، جس کی تفصیل گزر چکی ہے، اس لئے اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] نتائج الأفكار في تخريج أحاديث الأذكار:۱۲۸/۵،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،دار ابن كثير ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۹هـ.

[2] تقريب التهذيب:ص:٤۷۸،رقم:۵۸۸۲،ت:محمد عوامة،دار الرشيد ـ سوريا،الطبعة الثالثة ۱٤۱۱هـ.

[3] الغرائب الملتقطة:۳۱۸/۱،رقم:۹۰،ت:أبو بكر أحمد جالو،جمعية دار البر ـ دبئي،الطبعة الأولى ۱٤۳۹هـ.

[4] شرح مصابيح السنة:۱٦۵/۵،رقم:۳٦۰۲،ت:نور الدين طالب،إدارة الثقافية الإسلامية طباعة والتوزيع، الطبعة ۱٤۳۳هـ.

روایت نمبر ⑨

روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی! اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو والد، عمر رضی اللہ عنہ کو مشیر، عثمان رضی اللہ عنہ کو سند و حجت اور تجھے مدد گار بناؤں، تم چار ہو، اللہ نے لوح محفوظ میں عہد لیا ہے کہ تم سے صرف متقی مؤمن ہی محبت کر سکے گا، تم سے بغض رکھنے والا بد بخت منافق ہو گا، تم چاروں خلف رشید ہو، اور میری ذمہ داریوں کی مضبوطی ہو، اور میری امت پر حجت ہو“۔

حکم: اس روایت کو حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ”شدید منکر“ کہا ہے، حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”من گھڑت“ قرار دیا ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”خبر باطل“ بھی کہا ہے، اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر اعتماد کیا ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

زیر بحث روایت چار طرق سے منقول ہے: ① روایت بطریق ضِرار بن سہل ② روایت بطریق عمر بن احمد بغدادی ③ روایت بطریق محمد بن ہارون انصاری ④ روایت بطریق محمد بن عبد اللہ اسدی

روایت بطریق ضرار بن سہل

زیر بحث روایت حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تاریخ بغداد“[1] میں

---

[1] تاریخ بغداد: ۱۰/۴۷۱، رقم: ۴۸۴۸، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ۔ بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۲۲ھ۔

ضرار بن سہل کے ترجمہ میں تخریج کی ہے:

"حدثت عن عبد الوهاب بن الحسن الدمشقي، قال: حدثنا أبو القاسم عبد الله بن أحمد بن محمد التميمي المعلم المعروف بالغَباغِبي لفظا، قال: حدثني ضرار بن سهل الضِرَاري ببغداد في دار الخلنجيين، في رأس الجسر، قال: حدثنا الحسن بن عرفة، قال: حدثنا أبو حفص الأبار عمر بن عبد الرحمن، عن حميد، عن أنس، قال: قال لي علي بن أبي طالب، قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا علي! إن الله أمرني أن أتخذ أبا بكر والدا، وعمر مشيرا، وعثمان سندا، وأنت يا علي! ظهيرا، أنتم أربعة قد أخذ الله لكم الميثاق في أم الكتاب، لا يحبكم إلا مؤمن تقي، ولا يبغضكم إلا منافق شقي، أنتم خلفاء نبوتي، وعقد ذمتي، وحجتي على أمتي".

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی! اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو والد، عمر رضی اللہ عنہ کو مشیر، عثمان رضی اللہ عنہ کو سہارا، اور آپ کو اے علی رضی اللہ عنہ! مددگار بناؤں، تم چار ہو، اللہ نے لوح محفوظ میں تمھارے لئے عہد لیا ہے کہ تم سے صرف متقی مؤمن ہی محبت کر سکے گا، تم سے بغض رکھنے والا بد بخت منافق ہو گا، تم میری نبوت کے نائب ہو، اور میری ذمہ داریوں کی مضبوطی ہو، اور میری امت پر میری حجت ہو۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[1] میں اور

[1] تاريخ مدينة دمشق: ٤٦/٢٧، رقم: ٣١٦٢، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر - بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات"[1] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

نیز حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[2] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق کے علاوہ سے بھی اس کی تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی عبدالوہاب بن حسن پر مشترک ہو رہی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ بغداد"[3] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا الحديث منكر جدا، لا أعلم رواه بهذا الإسناد إلا ضِرار بن سهل، وعنه الغَباغِبي، وهما جميعا مجهولان". یہ حدیث شدید منکر ہے، میرے علم کے مطابق یہ روایت اس سند کے ساتھ صرف ضِرار بن سہل نے روایت کی ہے، اور ان سے غَباغِبی نے روایت کی ہے، اور وہ دونوں مجہول ہیں۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[4] میں، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] الموضوعات: ٤٠٢/١، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[2] تاريخ مدينة دمشق: ٢٩/١٤، رقم: ١٥٠١، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

[3] تاريخ بغداد: ٤٧١/١٠، رقم: ٤٨٤٨، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] تاريخ مدينة دمشق: ٤٧/٢٧، رقم: ٣١٦٢، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

نے "الموضوعات"[1] میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان"[2] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

نیز حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے طریق ضرار بن سہل کے بعد محمد بن عبد اللہ بن احمد بن عمر کا طریق تخریج کیا ہے، جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة"[3] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد تعاقب کرتے ہوئے محمد بن عبد اللہ بن احمد بن عمر، اور محمد بن ہارون انصاری کے طرق کو ذکر کیا ہے، جن کا ذکر آگے آئے گا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص الموضوعات"[4] میں فرماتے ہیں: "عن ضِرار بن سهل، وهو مجهول، فلعله من وضعه...". "یہ ضِرار بن سہل سے منقول ہے، اور وہ مجہول ہے، شاید اسی نے اسے گھڑا ہے۔۔۔"۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[5] میں ضِرار بن سہل کے ترجمہ

---

[1] كتاب الموضوعات: ٤٠٣/١، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[2] لسان الميزان: ٤٢٢/٤، رقم: ٤١٣٨، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] اللآلئ المصنوعة: ٣٥٠/١، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[4] تلخيص الموضوعات: ص: ١٣٧، رقم: ٣٠٢، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[5] ميزان الاعتدال: ٣٢٧/٢، رقم: ٣٩٥٠، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

میں فرماتے ہیں:

"ضِرار بن سهل عن الحسن بن عرفة بخبر باطل، ولا يدرى من ذا الحيوان". ضِرار بن سہل نے حسن بن عرفہ کے انتساب سے ایک باطل خبر روایت کی ہے، معلوم نہیں کہ یہ حیوان کون ہے۔

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ زیرِ بحث روایت نقل کر کے عبد اللہ بن احمد غَباغِبی کے بارے میں فرماتے ہیں: "أحد المجهولين". یہ مجہول راویوں میں سے ایک ہے۔

اسی طرح حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[1] میں فرماتے ہیں: "عن ابن عرفة بخبر موضوع، فيه جهالة". ضرار، ابن عرفہ سے ایک من گھڑت روایت نقل کرتا ہے، اس میں جہالت ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے "میزان" والے قول پر اعتماد کیا ہے۔

سند میں موجود راوی ضِرار بن سہل ضراری اور ابو قاسم عبد اللہ بن احمد بن محمد تمیمی غَباغِبی (المتوفی ۳۲۵ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد"[3] میں زیر بحث روایت کو

---

[1] المغني في الضعفاء: ٤٩٥/١، رقم: ٢٩١٨، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] لسان الميزان: ٣٣٩/٤، رقم: ٣٩٦٤، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] تاريخ بغداد: ٤٧١/١٠، رقم: ٤٨٤٨، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

منکر قرار دینے کے بعد فرماتے ہیں: "وهما جميعا مجهولان". اور وہ دونوں (سند میں موجود راوی ضرار اور غباغبی) مجہول راوی ہیں۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ دمشق"[1] میں، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "كتاب الموضوعات"[2] میں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[3] میں، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة"[4] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

نیز حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ دمشق"[5] میں ایک حدیث کے تحت غباغبی کو "غير ثقة" کہا ہے۔

علامہ مؤرخ یاقوت رومی حموی رحمۃ اللہ علیہ "معجم البلدان"[6] میں غباغبی کے بارے میں فرماتے ہیں: "وكان كذابا". اور یہ جھوٹا تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص الموضوعات"[7] میں زیر بحث روایت کے

---

[1] تاريخ مدينة دمشق:٤٧/٢٧،رقم:٣١٦٢،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

[2] كتاب الموضوعات: ٤٠٣/١،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[3] لسان الميزان: ٤٢٢/٤،رقم:٤١٣٨،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[4] اللآلئ المصنوعة: ٣٥٠/١،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[5] تاريخ مدينة دمشق:٤٨/٢٧،رقم:٣١٦٢،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

[6] معجم البلدان: ١٨٤/٤،دار صادر ـ بيروت،الطبعة ١٣٩٧هـ.

[7] تلخيص الموضوعات: ص:١٣٧،رقم:٣٠٢،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

تحت ضِرار بن سہل کے بارے میں فرماتے ہیں: "وهو مجهول، فلعله من وضعه". ضِرار مجہول ہے، شاید یہی اس روایت کو گھڑنے والا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[۱] میں ضِرار بن سہل کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "ولا يدرى من ذا الحيوان". معلوم نہیں کہ یہ حیوان کون ہے۔

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ زیرِ بحث روایت نقل کرکے عبد اللہ بن احمد غَباغِبی کے بارے میں فرماتے ہیں: "أحد المجهولين". یہ مجہول راویوں میں سے ایک ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[۲] میں ضِرار بن سہل کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے فرماتے ہیں: "عن الحسن بن عرفة بخبر باطل، ولا يدرى من ذا الحيوان". ضِرار نے حسن بن عرفہ کے انتساب سے ایک باطل خبر روایت کی ہے، معلوم نہیں کہ یہ حیوان کون ہے۔

روایت بطریق ضِرار بن سہل کا حکم

زیر بحث روایت کو حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "شديد منكر" کہا ہے، اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت" کہا ہے، نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "خبر باطل" بھی کہا ہے،

---

[۱] ميزان الاعتدال: ٣٢٧/٢، رقم: ٣٩٥٠، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[۲] تنزيه الشريعة: ٦٩/١، رقم: ٣، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر اعتماد کیا ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق ابو حفص عمر بن احمد بن علی بن ابراہیم بن عیسی بغدادی

علامہ ابو الحسن ابن عبد کویہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۲۲ھ) کی جانب منسوب "ثلاثة مجالس"[1] میں زیر بحث روایت ان الفاظ سے تخریج کی گئی ہے:

"أخبرنا عمر بن أحمد بن علي البغدادي بالبصرة، حدثنا محمد بن يونس الكديمي، حدثنا أبو غسان مالك بن إسماعيل، حدثنا إسرائيل، عن أبي إسحاق، عن هُبَيرة بن يَرِيم، عن علي بن أبي طالب، قال: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا علي! إن الله تعالى أمرني أن أتخذ أبا بكر والدا، وعمر مشيرا، وعثمان سندا، وأنت يا علي! ظهيرا، قد أخذ الله ميثاقكم في أم الكتاب، لا يحبكم إلا مؤمن تقي، ولا يبغضكم إلا منافق شقي، أنتم خلف نبوتي وعقد ذمتي وولاة الأمر بعدي، وأنتم حجة بعدي غدا بين يدي الله عز وجل على أمتي".

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی! اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو والد، عمر رضی اللہ عنہ کو مشیر، عثمان رضی اللہ عنہ کو سہارا اور آپ کو اے علی رضی اللہ عنہ! مددگار بناؤں، تم چار ہو، اللہ نے لوح محفوظ میں تمہارا عہد لیا ہے کہ تم سے صرف متقی مؤمن ہی محبت کر سکے گا، تم سے بغض رکھنے والا بدبخت منافق ہو گا، تم چاروں میری نبوت کے نائب ہو، اور میری

[1] ثلاثة مجالس من أمالي ابن عبد كويه: ۲۷/۱، رقم: ۲۷، مخطوط من الشاملة.

ذمہ داریوں کی مضبوطی ہو، اور اور میرے بعد نگران ہو، اور تم میرے بعد کل اللہ کے سامنے میری امت پر حجت ہو۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن نجار بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذیل تاریخ بغداد"[1] میں تخریج کی ہے، دونوں سندیں سند میں موجود راوی عمر بن احمد پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن نجار بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن نجار بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "ذیل تاریخ بغداد"[2] میں عمر بن احمد بغدادی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

"وكان ضعيفا، عامة حديثه مناكير وغرائب". عمر بن احمد ضعیف ہے، ان کی حدیث عام طور پر منکر اور غریب ہوتی ہیں۔

اس کے بعد حافظ ابن نجار بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے زیرِ بحث روایت تخریج کی ہے، پھر ایک دوسری حدیث تخریج کی جس کے بارے میں فرماتے ہیں: "وهذا الحديث رواته كلهم ثقات، والحمل فيه على عمر بن أحمد البغدادي، فإنه منكر

[1] ذيل تاريخ بغداد: ۱۷/۲۰،رقم: ۱۱۱۰ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۲٥هـ.

[2] ذيل تاريخ بغداد: ۱۷/۲۰،رقم: ۱۱۱۰ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۲٥هـ.

المتن"۔[1] اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں، اور اس میں "حمل" عمر بن احمد بغدادی پر ہے، کیوں کہ یہ منکرالمتن ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلئ المصنوعة"[2] میں زیر بحث طریق کے بارے میں فرماتے ہیں:

---

[1] ذيل تاريخ بغداد: ١٧/٢٠،رقم: ١١١٠ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.

"ذیل تاریخ بغداد" کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو:"وكان ضعيفا، عامة حديثه مناكير وغرائب، كتب إلي أبو جعفر محمد وأبو بكر لامع، أبنا أحمد بن نصر الصيدلاني، أن أبا علي الحسن بن أحمد الحداد، أخبرهما عن أبي نعيم أحمد بن عبد الله الحافظ، ونقلته من خطه من معجم شيوخه، حدثنا أبو حفص عمر بن أحمد بن علي بن إبراهيم بن عيسى بن جرير البغدادي بالبصرة، وكان ضعيفا، وأنبأ محمد ولامع كتابة عن أبي علي الحداد بن طلحة بن عبد الرازق بن عبد الله الاصبهاني، أخبره أنبأ أبي قراءة عليه في معجم شيوخه، حدثنا أبو حفص عمر بن أحمد بن علي بن إسحاق بن إبراهيم بن عيسى بن جبير البغداي بالبصرة، سنة ست وخمسين، حدثنا محمد بن يونس الكديمي، حدثنا أبو غسان مالك بن إسماعيل، حدثنا إسرائيل، عن أبي إسحاق، عن هبيرة، عن علي رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: يا علي! إن الله أمرني أن أتخذ أبا بكر والدا، وعمر مشيرا، وعثمان سيدا، وأنت يا علي! ظهرا، ثم أخذ الله ميثاقكم في أم الكتاب، لا يحبكم إلا مؤمن تقي، ولا يبغضكم إلا فاجر شقي، أنتم خلفاء أمتي، وعقد ذمتي، وولاة الأمر بعدي، وأنتم حجتي غدا بين يدي الله على أمتي.

أنبأنا محمد بن عبد الملك الواعظ، حدثنا عبد الجليل بن محمد الحافظ إملاء، حدثنا أبو مطيع محمد بن عبد الواعظ الأديب، أنبأ أبو القاسم عبد العزيز بن محمد بن عبد الرحمن الصيرفي الحسناباذي الشيخ الزاهد، حدثنا عمر بن أحمد بن إبراهيم البغدادي بالأبلة، حدثنا أبو محمد الحارث بن أبي أسامة، حدثنا عبد الوهاب بن عطاء، أنبأ سعيد بن أبي عروبة، عن قتادة، عن أنس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: استرشدوا العاقل ترشدوا ولا تعصوه فتندموا، وهذا الحديث رواته كلهم ثقات، والحمل فيه على عمر بن أحمد البغدادي، فإنه منكر المتن".

[2] اللآلئ المصنوعة: ٣٥٠/١،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

"ووجدت له طريقا آخر عن علي أخرجه أبو نعيم في معجم شيوخه، حدثنا أبو حفص عمر بن أحمد بن علي بن إبراهيم بن عيسى بن جرير البغدادي وكان ضعيفا".

اور مجھے اس کا ایک اور طریق ملا ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، اس کی تخریج ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "معجم شیوخ" میں "حدثنا ابو حفص عمر بن احمد بن علی بن ابراہیم بن عیسی بن جریر بغدادی" کے طریق سے کی ہے، اور یہ ضعیف تھا۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[1] میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کر کے فرماتے ہیں:

"(قلت:) مر في المقدمة، أنه روى عن الثقات الموضوعات، والله تعالى أعلم". میں کہتا ہوں: مقدمہ میں گزر چکا ہے کہ عمر بن احمد ثقات کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کرتا ہے، واللہ تعالی اعلم۔

سند میں موجود راوی ابو حفص عمر بن احمد بن علی بن ابراہیم بغدادی کے بارے میں ائمہ کے اقوال

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد"[2] میں ابو حفص بغدادی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "روى علي بن عبد الله بن جهضم الهمذاني عنه، عن أحمد بن حرب المعدل صاحب القعنبي، وعن يوسف بن يعقوب

[1] تنزيه الشريعة: ۳٦۹/۱، رقم: ۸۲، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[2] تاريخ بغداد: ۹۹/۱۳، رقم: ٥۹٤٦، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

القاضي حديثين منكرين". اس نے علی بن عبد اللہ بن جہضم ہمذانی عنہ، عن احمد بن حرب معدل، صاحبِ قعنبی سے روایت کی ہے، اور اس نے یوسف بن یعقوب قاضی سے دو منکر حدیثیں روایت کی ہیں۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "روى عن الثقات الموضوعات"[1]. اس نے ثقات کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کی ہیں۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[2] میں حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن نجار بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "ذيل تاريخ بغداد"[3] میں عمر بن احمد بغدادی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "وكان ضعيفا، عامة حديثه مناكير وغرائب". عمر بن احمد ضعیف ہے، ان کی حدیث عام طور پر منکر اور غریب ہوتی ہیں۔

اس کے بعد حافظ ابن نجار بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے زیرِ بحث روایت تخریج کی ہے، پھر ایک اور حدیث تخریج کی، پھر فرماتے ہیں: "وهذا الحديث رواته كلهم ثقات، والحمل فيه على عمر بن أحمد البغدادي، فإنه منكر المتن"[4]. اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں، اور اس میں "حمل" عمر بن احمد بغدادی پر ہے، کیوں کہ یہ منکر المتن ہے۔

---

[1] الضعفاء والمتروكين:۲۰۵/۲،رقم:۲٤۳۸،ت:عبدالله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

[2] الضعفاء والمتروكين:۲۰۵/۲،رقم:۲٤۳۸،ت:عبدالله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

[3] ذيل تاريخ بغداد:١٦/٢٠،رقم:١١١٠ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.

[4] ذيل تاريخ بغداد:١٧/٢٠،رقم:١١١٠ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں فرماتے ہیں: "عمر بن أحمد بن علي البغدادي، نزيل البصرة عن الكديمي ويوسف القاضي، وعنه علي بن عبد كويه بموضوعات، أنا أتهمه بها، منها في فضل أبي بكر". عمر بن احمد بن علی بغدادی نے بصرہ میں رہائش اختیار کی تھی، اس نے کدیمی اور یوسف قاضی سے روایت کی ہے، اور اس سے علی بن عبد کویہ نے من گھڑت احادیث روایت کی ہیں، میں ان میں عمر بن احمد کو متہم سمجھتا ہوں، ان میں ایک حدیث ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے بارے میں بھی ہے۔

سند میں موجود راوی ابو عباس محمد بن یونس بن موسی بن سلیمان قرشی سامی کدیمی (المتوفی ۲۸۶ھ) پر ائمہ رجال کا کلام

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان محمد بن يونس الكديمي حسن الحديث، حسن المعرفة، ما وجدنا عليه إلا صحبته لسليمان الشاذكوني"[2]. محمد بن یونس حسن الحدیث اور حسن المعرفہ تھا، ہم اس پر صرف سلیمان شاذ کونی کے ساتھ رہنے کی وجہ سے غصہ ہیں۔

علامہ ابو عبید آجری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت أبا داود يتكلم في محمد بن سنان وفي محمد بن يونس، يطلق عليهما الكذب"[3]. میں نے ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کو محمد بن سنان اور محمد بن یونس پر کلام کے دوران سنا کہ آپ نے

---

[1] ميزان الاعتدال:۱۹۱/۳،رقم:۵۷۳۸،ت:محمد بركات،الرسالة العالمية ـ دمشق،الطبعة الأولى ۱٤۳۰هـ .

[2] انظر تاريخ بغداد:٦۹۳/٤،رقم:۱۸٤۲،ت:بشار عواد، دار الغرب الإسلامى ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[3] سؤالات أبي عبيد الآجري:۲۸۳/۲،رقم:۱۸۵٦،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى۱٤۱۸هـ.

دونوں پر جھوٹ کا اطلاق کیا۔

علامہ ابو بکر محمد بن وہب بصری المعروف ابن تمار ورّاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
"ما أظهر أبو داود السجستاني تكذيب أحد إلا في رجلين: الكديمي وغلام خليل"[1]. **ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے صرف کدیمی اور خلیل، دو شخصوں کے جھوٹا ہونے کا اظہار کیا ہے۔**

حافظ ابو الفضل جعفر طیالسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الكديمي ثقة، ولكن أهل البصرة يحدثون بكل ما يسمعون"[2]. **کدیمی ثقہ ہے، لیکن بصرہ والے جو سنتے ہیں، روایت کر دیتے ہیں۔**

حافظ ابو الآذان عمر بن ابراہیم بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت موسى بن هارون يقول: وهو متعلق بأستار الكعبة: اللهم! إني أشهدك أن الكديمي كذاب، يضع الحديث"[3]. **میں نے موسی بن ہارون کو یہ کہتے سنا اس حال میں کہ وہ کعبہ کے پردے کو پکڑے ہوئے تھے: اے اللہ! میں آپ کو اس پر گواہ بناتا ہوں کہ کدیمی جھوٹا ہے، حدیث گھڑتا ہے۔**

حافظ موسی بن ہارون حمال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تقرب إلي الكديمي بالكذب، قال لي: كتبت عن أبيك في مجلس محمد بن سابق، وسمعت أبي يقول: ما كتبت عن محمد بن سابق شيئا، ولا رأيته"[4]. **کدیمی نے**

---

[1] انظر تاريخ بغداد:٢٤٧/٦،رقم:٢٧٣٥،ت:بشار عواد، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
[2] تاريخ بغداد:٧٠١/٤،رقم:١٨٤٢،ت:بشار عواد، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
[3] تاريخ بغداد:٦٩٦/٤،رقم:١٨٤٢،ت:بشار عواد، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
[4] الكامل في ضعفاء:٥٥٣/٧،رقم: ١٧٨٠،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

جھوٹ بول کر میرے قریب ہونا چاہا، کدیمی نے مجھے کہا کہ میں نے محمد بن سابق کی مجلس میں آپ کے والد سے لکھا ہے، (موسی بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) حالانکہ میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا ہے: میں نے محمد بن سابق سے کچھ نہیں لکھا، اور نہ ہی اس کو دیکھا ہے۔

حافظ ابو بکر شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت أبا الأحوص محمد بن الهيثم وسئل عن الكديمي، فقال: تسألوني عنه وهو أكبر مني وأكثر علما؟ ما علمت إلا خيرا"[1]. میں نے ابوالاحوص محمد بن ہیثم سے سنا اس حال میں کہ ان سے کدیمی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: تم مجھ سے کدیمی کے بارے میں پوچھتے ہو، حالانکہ وہ مجھ سے بڑے ہیں، اور ان کا علم زیادہ ہے؟ میں ان کے بارے میں صرف خیر ہی جانتا ہوں۔

حافظ قاسم بن زکریا مطّرز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أنا أجاثية [كذا في الأصل] بين يدي الله تبارك وتعالى يوم القيامة وأقول: إن هذا كان يكذب على رسولك، وعلى العلماء"[2]. میں قیامت کے دن کدیمی کو گھٹنوں کے بل بٹھا کر اللہ تبارک وتعالی سے عرض کروں گا: بے شک یہ آپ کے رسول اور علماء پر جھوٹ بولتا تھا۔

حافظ ابو الحسین ابن منادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " كتبنا عن الكديمي، ثم بلغنا كلام أبي داود فيه، فرمينا بما سمعنا منه"[3]. ہم نے کدیمی سے لکھا تھا،

---

[1] تاريخ بغداد: ٦٩٤/٤، رقم: ١٨٤٢، ت: بشار عواد، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] سؤالات حمزة بن يوسف السهمي للدار قطني وغيره من المشايخ: ص: ١١٢، رقم: ٧٤، ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] سير أعلام النبلاء: ٣٠٤/١٣، رقم: ١٣٩، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

پھر ہمیں ابو داؤد کا کلام پہنچا تو ہم نے ان سے جو سنا تھا اس کو ترک کر دیا۔

علامہ اسماعیل خُطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ما رأيت ناسا أكثر من مجلسه، وكان ثقة"[1]. میں نے اس کی مجلس میں موجود لوگوں سے زیادہ لوگ نہیں دیکھے، اور یہ ثقہ تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[2] میں اسماعیل خُطبی کا مذکورہ قول "قال بجهل" (اس نے جہالت کے ساتھ کہا ہے) کہہ کر نقل کیا ہے۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعديل"[3] میں فرماتے ہیں: "سمعت أبي وعرض عليه شيء من حديثه، فقال: ليس هذا حديث أهل الصدق". میں نے اپنے والد سے سنا اس حال میں کہ ان پر کدیمی کی حدیث میں سے کچھ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ اہل صدق کی حدیث نہیں ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[4] میں فرماتے ہیں: "وكان يضع على الثقات الحديث وضعا، ولعله قد وضع أكثر من ألف حديث". محمد بن یونس ثقات پر خوب احادیث گھڑتا تھا، اور شاید اس نے ہزار سے زیادہ احادیث گھڑی ہیں۔

حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے کدیمی کو "متروك الحديث" کہا ہے[5]۔

---

[1] تاريخ بغداد: ٧٠٢/٤، رقم: ١٨٤٢، ت: بشار عواد، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٧٤/٤، رقم: ٨٣٥٣، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] الجرح والتعديل: ١٢٢/٨، رقم: ٥٤٨، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[4] المجروحين: ٣١٣/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[5] الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي: ١٠٩/٣، رقم: ٣٢٥٧، ت: عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں فرماتے ہیں: "اتهم بوضع الحديث وبسرقته، وادعى رؤية قوم لم يرهم، ورواية عن قوم لا يعرفون، وترك عامة مشايخنا الرواية عنه، ومن حدث عنه نسبه إلى جده موسى بأن لا يعرف". یہ حدیث گھڑنے اور سرقہ حدیث میں متہم ہے، اور اس نے ایسی جماعت کو دیکھنے کا دعوی کیا ہے جس کو اس نے نہیں دیکھا، اور اس نے ایسی جماعت سے روایت کا دعوی کیا ہے جن کی معرفت نہیں ہے، اور ہمارے اکثر مشائخ نے اس سے روایت لینا چھوڑ رکھا ہے، اور جو اس سے روایت کرتے ہیں وہ اسے اس کے دادا موسی کی طرف منسوب کرتے ہیں، تاکہ یہ پہچانا نہ جائے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يتهم بوضع الحديث، وما أحسن فيه القول إلا من لم يخبر حاله"[2]. وہ حدیث گھڑنے میں متہم ہے، اس کے بارے میں اچھائی کا قول صرف ان لوگوں کا ہے جن کو اس کے حال کی خبر نہیں ہے۔

حافظ ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وسألته عن محمد بن يونس الكديمي، وإن جماعة من مشايخنا أثنوا عليه، فقال: متروك"[3]. میں نے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سے محمد بن یوسف کدیمی کے بارے میں پوچھا، اور یہ بھی کہ ہمارے مشائخ کی ایک جماعت نے اس کی خوبی بیان کی ہے، دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ متروک ہے۔

---

[1] الكامل في ضعفاء: ٥٥٣/٧، رقم: ١٧٨٠، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] ميزان الاعتدال: ٧٥/٤، رقم: ٨٣٥٣، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] سؤالات الحاكم للدارقطني في الجرح والتعديل: ص: ٢٩٠، رقم: ٥٢٩، ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ ابو احمد حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ذاهب الحديث، تركه يحيى بن محمد بن صاعد وأحمد بن محمد بن سعيد الهمذاني، وسمع منه عبد الله بن أحمد بن حنبل ومحمد بن إسحاق بن خزيمة"[1]. کدیمی ذاہب الحدیث ہے، یحیی بن محمد بن صاعد اور احمد بن محمد بن سعید ہمذانی نے اسے ترک کیا ہے، اور عبد اللہ بن احمد بن حنبل اور محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے اس سے سنا ہے۔

حافظ ابو یعلی خلیلی رحمۃ اللہ علیہ "الإرشاد"[2] میں فرماتے ہیں: "وليس الكديمي بذلك القوي، ومنهم من يقويه". کدیمی "ذلک القوی" نہیں ہے، اور بعض نے اسے قوی کہا ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد"[3] میں فرماتے ہیں: "لم يزل الكديمي معروفا عند أهل العلم بالحفظ، مشهورا بالطلب، مقدما في الحديث، حتى أكثر روايات الغرائب والمناكير، فتوقف إذ ذاك بعض الناس عنه، ولم ينشطوا للسماع منه". کدیمی اہل علم کے مابین حفظ میں معروف، اور طلب میں مشہور تھے، یہ حدیث میں مقدم ہے، حتی کہ اس نے کثرت سے غرائب و مناکیر روایت کیں ہیں، سو یہی وجہ ہے کہ بعض لوگوں نے ان کے بارے میں توقف کیا ہے، اور وہ اس سے سماعت میں نشاط نہیں رکھتے تھے۔

---

[1] تاريخ بغداد: ٦٩٥/٤، رقم: ١٨٤٢، ت: بشار عواد، دار الغرب الإسلامی ۔ بیروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] الإرشاد في معرفة علماء الحديث: ٥١١/٢، رقم: ٢٢٣، ت: محمد سعيد بن عمر إدريس، مكتبة الرشد ۔ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[3] تاريخ بغداد: ٦٩٥/٤، رقم: ١٨٤٢، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "ذخيرة الحفاظ"[1] میں ایک روایت کے تحت محمد بن یونس کدیمی کے بارے میں فرماتے ہیں: "ومحمد هذا كان يضع الحديث على الثقات وضعا". اور یہ محمد ثقات پر خوب حدیث گھڑتا تھا۔

حافظ ابوالحسن ابن قطان رحمۃ اللہ علیہ "بيان الوهم"[2] میں ایک حدیث کے تحت کدیمی کے بارے میں فرماتے ہیں: "فإنه ممن يتهم بالوضع". کیونکہ کدیمی حدیث گھڑنے میں متہم لوگوں میں سے ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ الإسلام"[3] میں کدیمی کو "أحد الضعفاء"، "المغني"[4] میں "هالك"، "تذكرة الحفاظ"[5] میں "واه"، "المعين"[6] میں "متهم" اور "ميزان"[7] میں "أحد المتروكين" کہا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "البداية"[8] میں ایک روایت کے تحت کدیمی کو "متهم" کہا ہے۔

---

[1] ذخيرة الحفاظ: ٤١٥/١، رقم: ٥٤٠، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[2] بيان الوهم والايهام: ٣٧٢/٣، رقم: ١١١٦، ت: الحسين آيت سعيد، دار طيبة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[3] تاريخ الإسلام: ٨٣٣/٦، رقم: ٥٣٠، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[4] المغني في الضعفاء: ٣٩٠/٢، رقم: ٦١١٢، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[5] تذكرة الحفاظ: ١٤٤/٢، رقم: ٦٤٥، ت: زكريا عميرات، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[6] المعين في طبقات المحدثين: ص: ١٠١، رقم: ١١٥٢، ت: همام عبد الرحيم سعيد، دار الفرقان ـ عمان، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[7] ميزان الاعتدال: ٧٤/٤، رقم: ٨٣٥٣، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[8] البداية والنهاية: ٥٤٥/٢، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "جلاء الأفهام"[1] میں کدیمی کو "متروك" کہا ہے۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے "توضيح المشتبه"[2] میں ایک حدیث کے تحت کدیمی کو "أحد المتروكين" کہا ہے۔

حافظ علائی رحمۃ اللہ علیہ نے کدیمی کو "هالك" کہا ہے[3]۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ "البدر المنير"[4] میں ایک روایت کے تحت کدیمی کے بارے میں فرماتے ہیں: "فإنه من يتهم بالوضع". یہ ان لوگوں میں سے ہے جو حدیث گھڑنے میں متہم ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان الميزان"[5] میں فرماتے ہیں: "تكلموا فيه كثيرا". اس کے بارے میں ائمہ نے کثرت سے کلام کیا ہے۔

حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ "مغاني الأخيار"[6] میں کدیمی کے بارے میں فرماتے ہیں: "وكان يضع على الثقات، وقيل: كان حسن الحديث". یہ ثقہ

---

[1] جلاء الأفهام في فضل الصلاة على محمد خير الأنام: ۳۳۷/۱، ت: شعيب الأرناؤوط وعبد القادر الأرناؤوط، دار العروبة ـ الكويت، الطبعة الثانية ۱٤۰۷هـ.

[2] توضيح المشتبة: ٦٥/۹، ت: محمد نعيم العرقسوسي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت.

[3] انظر مجموعة رسائل الحافظ العلائي: ص: ٤۳، ت: وائل محمد بكر زهران، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۲۹هـ.

[4] البدر المنير: ۵۹۰/۳، ت: أبو محمد عبد الله بن سلمان، دار الهجرة ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۲۵هـ.

[5] لسان الميزان: ٤۱۹/۹، رقم: ۲٦۱۲، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

[6] مغاني الأخيار: ٤٤٤/۳، رقم: ۳۹۱۰، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۷هـ.

راویوں کے انتساب سے احادیث گھڑتا تھا، اور کہا گیا ہے کہ یہ حسن الحدیث تھا۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "طبقات الحفاظ"[1] میں فرماتے ہیں: "اتهموه بالوضع، وكان حافظا"۔ ائمہ نے اس کو متہم بالوضع قرار دیا ہے، اور وہ حافظ تھا۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[2] میں محمد بن یونس کدیمی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "قال ابن عدي: اتهم بالوضع، وقال ابن حبان: كان يضع على الثقات"۔ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث گھڑنے میں متہم ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ثقہ راویوں پر احادیث گھڑتا ہے۔

روایت بطریق عمر بن احمد بغدادی کا حکم

سند میں موجود راوی عمر بن احمد بغدادی کے بارے میں ائمہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں جیسے: "وہ ثقات کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتا ہے" (حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے)، "اور اس سے علی بن عبدکویہ نے من گھڑت احادیث روایت کی ہیں، ان میں عمر بن احمد کو میں متہم سمجھتا ہوں، ان میں ایک حدیث ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے بارے میں بھی ہے" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)۔

نیز سند میں موجود راوی محمد بن یونس کدیمی کے بارے میں متعدد ائمہ رجال نے شدید جرح کے الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

---

[1] طبقات الحفاظ: ص: ٢٦٩، رقم: ٦٠٣، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٤هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ١/١١٦، رقم: ٣١٣، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

''میں نے ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کو محمد بن سنان اور محمد بن یونس پر کلام کے دوران سنا کہ آپ نے دونوں پر جھوٹ کا اطلاق کیا'' (علامہ ابو عبید آجری رحمۃ اللہ علیہ)، ''ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے صرف کدیمی اور خلیل، دو شخصوں کے جھوٹا ہونے کا اظہار کیا ہے'' (علامہ ابو بکر محمد بن وہب بصری المعروف ابن تمار ورّاق رحمۃ اللہ علیہ)، ''میں نے موسی بن ہارون کو یہ کہتے سنا اس حال میں کہ وہ کعبہ کے پردے کو پکڑے ہوئے تھے: اے اللہ! میں آپ کو اس پر گواہ بناتا ہوں کہ کدیمی جھوٹا ہے، حدیث گھڑتا ہے'' (حافظ ابو الآذان عمر بن ابراہیم بغدادی رحمۃ اللہ علیہ)، ''کدیمی نے جھوٹ بول کر میرے قریب ہونا چاہا، کدیمی نے مجھے کہا کہ میں نے محمد بن سابق کی مجلس میں آپ کے والد سے لکھا ہے، (موسی بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) حالانکہ میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا ہے: میں نے محمد بن سابق سے کچھ نہیں لکھا، اور نہ ہی اس کو دیکھا ہے'' (حافظ موسی بن ہارون حمال رحمۃ اللہ علیہ)، ''قیامت کے دن میں اللہ تبارک وتعالی کے سامنے دوزانو عرض کروں گا: بے شک یہ آپ کے رسول اور علماء پر جھوٹ بولتا تھا'' (حافظ قاسم بن زکریا مطّرِز رحمۃ اللہ علیہ)، ''ہم نے کدیمی سے لکھا تھا، پھر ہمیں ابو داؤد کا کلام پہنچا تو ہم نے ان سے جو سنا تھا اس کو ترک کر دیا'' (حافظ ابو الحسین ابن منادی رحمۃ اللہ علیہ)، ''محمد بن یونس ثقات پر خوب احادیث گھڑتا تھا، اور شاید اس نے ہزار سے زیادہ احادیث گھڑی ہیں'' (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)، ''متروک الحدیث'' (حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ)، ''یہ حدیث گھڑنے اور سرقۂ حدیث میں متہم ہے، اور اس نے ایسی جماعت کو دیکھنے کا دعوی کیا ہے جس کو اس نے نہیں دیکھا، اور اس نے ایسی جماعت سے روایت کا دعوی کیا ہے جن کی معرفت نہیں ہے، اور ہمارے اکثر مشائخ نے اس سے روایت لینا چھوڑ رکھا ہے، اور جو اس سے روایت کرتے ہیں وہ اسے اس کے دادا موسی کی

طرف منسوب کرتے ہیں، تاکہ یہ پہچانا نہ جائے" (حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ)، "حدیث گھڑنے میں متہم ہے، اس کے بارے میں اچھائی کا قول صرف ان لوگوں کا ہے جن کو اس کے حال کی خبر نہیں ہے" (امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ)، "میں نے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سے محمد بن یوسف کدیمی کے بارے میں پوچھا، اور یہ بھی کہ ہمارے مشایخ کی ایک جماعت نے اس کی خوبی بیان کی ہے، دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ متروک ہے" (حافظ ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ)، "ذاہب الحدیث" (حافظ ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ)، "یہ ثقات پر خوب حدیث گھڑتا تھا" (حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ)، "کدیمی حدیث گھڑنے میں متہم لوگوں میں سے ہے" (حافظ ابو الحسن ابن قطان رحمۃ اللہ علیہ)، "ہالک" "واہ" "متہم" "احد المتروکین" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، "متہم" (حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک" (حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ)، "احد المتروکین" (حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ)، "ہالک" (حافظ علائی رحمۃ اللہ علیہ)، "یہ ان لوگوں میں سے ہے جو حدیث گھڑنے میں متہم ہیں" (حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ)۔

لہذا یہ روایت اس طریق سے بھی کسی بھی طرح ضعف شدید سے خالی نہیں ہو سکتی، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق محمد بن ہارون انصاری

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ دمشق"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

---

[1] تاريخ مدينة دمشق: ٦٣/١٤، رقم: ١٥٣٤، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر - بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

”قرأت على أبي الفتح نصر الله بن محمد، عن سهل بن بشر قال: قرأت على أبي الحسن علي بن القاسم بن أحمد المعدل بصور، قلت له: كتب إليك أبو القاسم الحسين بن ذكر بن محمد العَكَّاوي، قال: وحدثني محمد بن هارون الأنصاري، أنا أبو إسحاق إبراهيم بن إبراهيم بن الأصم البجلي العَكَّاوي بعكا من أصل كتابه، نا المبجل [كذا في الأصل، والصحيح: المنخل] بن منصور، عن يحيى [كذا في الأصل، والصحيح: يعلى] بن عبيد الطنافسي، عن فطر بن خليفة، عن أبي الطفيل، عن حذيفة بن اليمان، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله عز وجل أمرني أن أتخذ أبا بكر وزيرا، وعمر مشيرا، وعثمان سندا، وعليا ظهرا، هؤلاء أربعة، أخذ الله ميثاقهم في أم الكتاب، فهم خلائف نبوتي، وعقدة ذمتي، وحجتي على أمتي، لا يحبهم إلا مؤمن تقي، ولا يبغضهم إلا منافق فاجر ردي“.

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو وزیر، عمر رضی اللہ عنہ کو مشیر، عثمان رضی اللہ عنہ کو سہارا اور علی رضی اللہ عنہ کو مددگار بناؤں، وہ چار ہیں، اللہ نے لوح محفوظ میں ان کا عہد لیا ہے، وہ میری نبوت کے نائب ہیں، اور میری ذمہ داریوں کی مضبوطی ہیں، اور میری امت پر حجت ہیں، ان سے صرف متقی مؤمن ہی محبت کرسکے گا، ان سے بغض رکھنے والا منافق فاجر ہلاک ہوگا۔

روایت پر ائمہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے ”تنزيه الشريعة“[1] میں فرماتے ہیں:

---

[1] تنزيه الشريعة: ۳٦٨/١، رقم: ٨٢، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية

"وجاء من حديث حذيفة، أخرجه ابن عساكر (قلت:) في أسانيدها جماعة، لم أقف لهم على تراجم، والله أعلم". اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے بھی یہ حدیث مروی ہے،(علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں: اس حدیث کی سندوں میں راویوں کی ایک جماعت ہے، جن کے تراجم پر میں واقف نہیں ہو سکا۔

سند میں موجود راوی ابو علی محمد بن ہارون بن شعیب انصاری (المتوفی ۳۵۳ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[1] میں محمد بن ہارون انصاری کو "وليس بالمتقن" کہا ہے۔

حافظ ابو محمد عبد العزیز کتانی رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن ہارون انصاری کے بارے میں فرماتے ہیں: "كان يتهم"[2]. وہ متہم تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[3]، "ديوان الضعفاء"[4]، اور "العبر"[5] میں حافظ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[1] تاريخ مدينة دمشق:٢٤٦/٧٣،رقم:٩٩٨٥،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٥هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٥٧/٤،رقم: ٨٢٧٩،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[3] ميزان الاعتدال: ٥٧/٤،رقم: ٨٢٧٩،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[4] ديوان الضعفاء:ص:٣٧٨،رقم: ٤٠٢١،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مطبعة النهضة الحديثية ـ مكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧.

[5] العبر في خبر من غبر:٩٣/٢،رقم:٣٥٣،ت:أبو هاجر محمد السعيد بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان المیزان"[1] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "قلت: وقد وجدت له حديثا منكرا، أخرجه تمام في فوائده عنه". میں کہتا ہوں کہ مجھے اس کی ایک منکر حدیث ملی ہے، جسے تمام نے اپنی "فوائد" میں اس سے روایت کیا ہے۔۔۔"۔

اس کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ روایت نقل کی ہے[2]۔

روایت بطریق محمد بن ہارون انصاری کا حکم

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس حدیث کی سندوں میں راویوں کی ایک جماعت ہے جن کے تراجم پر میں واقف نہیں ہو سکا ہوں" ۔

نیز سند میں موجود راوی محمد بن ہارون انصاری کو حافظ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کتانی نے "متہم" قرار دیا ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ کتانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، لہذا زیر بحث روایت اس طریق سے بھی "ضعف شدید" سے خالی نہیں ہو سکتی، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق محمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسدی

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "فضائل الخلفاء"[3] میں تخریج فرماتے ہیں:

---

[1] لسان الميزان:۵۵۸/۷،رقم:۷۵۱۷،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر ـ بيروت،الطبعة الأولى۱٤۲۳هـ.

[2] حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو:"قلت: وقد وجدت له حديثا منكرا، أخرجه تمام في فوائده عنه، عن أبي خليفة، عن القعنبي، عن سلمة بن وردان، عن أنس رفعه: إن لله عبادا اختصهم لقضاء حوائج الناس، آلى على نفسه أن لا يعذبهم بالنار، فإذا كان يوم القيامة خلوا مع الله يحدثهم ويحدثونه والناس في الحساب، وسلمة وإن كان ضعيفا، لايحتمل مثل هذا، والله أعلم، وذكر أنه ولد سنة ست وستين ومئتين".

[3] فضائل الخلفاء الأربعة:ص: ۱۸۰،رقم:۲۳۵،ت:صالح بن محمد العقيل،دار البخاري ـ المدينة المنورة.

"حدثنا أبي [رحمه الله]، ثنا أبو العباس الطبري محمد بن إسحاق إملاء، ثنا أحمد بن موسى بن إسحاق الحزامي، قال: حدثني محمد بن عبد الله بن أحمد بن عمر بن كعب بن مالك بن عبد الله بن جحش صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثنا عبد السلام بن مطهر، عن زويد بن مجاشع، عن أبي روق عطية بن الحارث، عن أبي أيوب العتكي، عن علي رضي الله عنه، قال: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا علي! إن الله عز وجل أمرني أن أتخذ أبا بكر والدا، وعمر مشيرا، وعثمان سندا، وأنت يا علي ظهرا، فأنتم أربعة، قد أخذ الله ميثاقكم في أم الكتاب، لا يحبكم إلا مؤمن، ولا يبغضكم إلا فاجر، أنتم خلائف نبوتي، وعقد ذمتي، وحجتي على أمتي، لا تقاطعوا ولا تدابروا وتغافروا".

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی! اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو والد، عمر رضی اللہ عنہ کو مشیر، عثمان رضی اللہ عنہ کو سہارا اور آپ کو اے علی رضی اللہ عنہ! مددگار بناؤں، تم چار ہو، اللہ نے لوح محفوظ میں تمھارا عہد لیا ہے کہ تم سے صرف متقی مؤمن ہی محبت کر سکے گا، تم سے بغض رکھنے والا بد بخت منافق ہو گا، تم میری نبوت کے نائب ہو، اور میری ذمہ داریوں کی مضبوطی ہو، اور میری امت پر میری حجت ہو، باہمی تعلقات کو ختم نہ کرو، اور ایک دوسرے کے دشمن نہ بنو، اور ایک دوسرے سے در گزر کیا کرو۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

نے "الغرائب الملتقطة" [۱] میں ذکر کی ہے، نیز حافظ ابن عشاری رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائل أبي بكر" [۲] میں اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق" [۳] میں دو مقامات پر اسے تخریج کیا ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی احمد بن موسی پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

اہم نوٹ:

سند میں موجود ابن مجاشع کا نام حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "ذوید"، حافظ عشاری رحمۃ اللہ علیہ نے "کرید او درید" اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "دُرید او دُوید" ذکر کیا ہے، بہر حال اس نام کا ترجمہ کتب رجال میں نہیں مل سکا۔

سند میں موجود راوی محمد بن عبداللہ بن احمد بن عمر اسدی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن عبداللہ اسدی کے بارے میں فرماتے ہیں: "حدث عن عبدالسلام بن مُطهَّر بمناكير" [۴]. وہ عبدالسلام بن مُطَہَّر کے انتساب سے مناکیر روایت کرتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال" [۵] میں حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول

---

[۱] الغرائب الملتقطة:۷۹/۸،رقم:۳۱۰۲،ت:حسن علي ورسمه،جمعية دار البر ـ دبئي،الطبعة الأولى ۱٤۳۹هـ.

[۲] فضائل أبي بكر الصديق:ص:٤۲،رقم:۲۱،ت:عمرو عبد المنعم،دار الصحابة للتراث ـ مصر،الطبعة الأولى ۱٤۱۳هـ.

[۳] تاريخ مدينة دمشق:٤۷/۲۷،رقم:۳۱٦۲، وكذا في:۱۱۹/٤٤،رقم:۹۵۷٦،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ۱٤۱۵هـ.

[۴] انظر ميزان الاعتدال:٦۱۳/۳،رقم:۷۸۲۰،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[۵] ميزان الاعتدال:٦۱۳/۳،رقم:۷۸۲۰،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

پر اکتفاء کیا ہے۔

روایت بطریق محمد بن عبد اللہ بن احمد اسدی کا حکم

ابن مجاشع کا ترجمہ کتب رجال میں نہیں مل سکا، اور سند میں موجود راوی محمد بن عبد اللہ اسدی کے بارے میں حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’عبد السلام بن مُطَہَّر کے انتساب سے مناکیر روایت کرتا ہے‘‘، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے۔

نیز قطع نظر کسی خاص طریق کے، نفسِ روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ’’من گھڑت‘‘ قرار دیا ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ’’خبر باطل‘‘ بھی کہا ہے، چنانچہ اس تفصیل کے مطابق زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

مختلف سندوں سے منقول اس روایت کو حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ’’شدید منکر‘‘ کہا ہے، حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ’’من گھڑت‘‘ قرار دیا ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ’’خبر باطل‘‘ بھی کہا ہے، اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر ⑩

روایت: حدیث قدسی: اللہ تعالی کا اپنے نبی شعیا علیہ السلام کے واسطہ سے آسمان وزمین کو مخاطب کر کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بیان کرنا۔

حکم: حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مجھے یہ روایت صرف وہب بن منبہ کے قول کے طور پر ہی ملی ہے"، نیز یہی روایت محمد بن اسحاق اور کعب احبار کے قول کے طور پر اسرائیلی روایت کی حیثیت سے ملتی ہے، لہذا اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، تاہم اسے وہب بن منبہ، محمد بن اسحاق اور کعب احبار کے انتساب سے "اسرائیلی روایت" کہہ کر بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ "تخريج الأحاديث والآثار"[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "لم أجده إلا من قول وهب بن منبه". مجھے یہ روایت صرف وہب بن منبہ کے قول کے طور پر ملی ہے۔

اسرائیلی روایت بطریق محمد بن اسحاق

امام ابو جعفر طبری رحمۃ اللہ علیہ "جامع البيان"[2] میں تخریج فرماتے ہیں:

---

[1] تخريج الأحاديث والآثار الواقعى في تفسير الكشاف:١١/٤،رقم:١٣٣٧،ت:عبد الله بن عبد الرحمن السعد،دار ابن خزيمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

[2] جامع البيان عن تأويل آي القرآن:٤٦٣/١٤،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي،دار هجر،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں موجود محذوف حصہ ملاحظہ ہو: ”فإن الله يريد أن يقص شأن بني إسرائيل الذين رباهم بنعمته، واصطفاهم لنفسه، وخصهم بكرامته، وفضلهم على عباده، وفضلهم بالكرامة، وهم كالغنم الضائعة التي لا راعي لها، فآوى شاردتها، وجمع ضالتها، وجبر كسيرتها، وداوى مريضتها، وأسمن مهزولتها، وحفظ سمينتها، فلما فعل ذلك بطرت، فتناطحت كباشها فقتل بعضها بعضا، حتى لم يبق منها عظم صحيح يجبر إليه آخر كسير، فويل لهذه الأمة الخاطئة، وويل لهؤلاء القوم الخاطئين الذين لا يدرون أنى جاءهم الحين، إن البعير مما يذكر وطنه فينتابه، وإن الحمار مما يذكر الآري الذي شبع عليه فيراجعه، وإن الثور مما يذكر المرج الذي سمن فيه فينتابه، وإن هؤلاء القوم لا يدرون من حيث جاءهم الحين، وهم أولو الألباب والعقول، ليسوا ببقر ولا حمير، وإني ضارب لهم مثلا فليسمعوه، قل لهم: كيف ترون في أرض كانت خواء زمانا، خربة مواتا لا عمران فيها، وكان لها رب حكيم قوي، فأقبل عليها بالعمارة، وكره أن تخرب أرضه وهو قوي، أو يقال: ضيع وهو حكيم، فأحاط عليها جدارا، وشيد فيها قصرا، وأنبط فيها نهرا، وصف فيها غراسا من الزيتون والرمان والنخيل والأعناب، وألوان الثمار كلها، وولى ذلك واستحفظه قيما ذا رأي وهمة، حفيظا قويا أمينا، وتأنى طلعها وانتظرها، فلما أطلعت جاء طلعها خروبا، قالوا: بئست الأرض هذه، نرى أن يهدم جدرانها وقصرها، ويدفن نهرها، ويقبض قيمها، ويحرق غراسها حتى تصير كما كانت أول مرة، خربة مواتا لا عمران فيها، قال الله لهم:

فإن الجدار ذمتي، وإن القصر شريعتي، وإن النهر كتابي، وإن القيم نبيي، وإن الغراس هم، وإن الخروب الذي أطلع الغراس أعمالهم الخبيثة، وإني قد قضيت عليهم قضاءهم على أنفسهم، وإنه مثل ضربه الله لهم، يتقربون إلي بذبح البقر والغنم، وليس ينالني اللحم ولا آكله، ويدعون أن يتقربوا بالتقوى والكف عن ذبح الأنفس التي حرمتها، فأيديهم مخضوبة منها، وثيابهم متزملة بدمائها، يشيدون لي البيوت مساجد، ويطهرون أجوافها، وينجسون قلوبهم وأجسامهم ويدنسونها، ويزوقون لي البيوت والمساجد ويزينونها، ويخربون عقولهم وأحلامهم ويفسدونها، فأي حاجة لي إلى تشييد البيوت ولست أسكنها، وأي حاجة إلى تزويق المساجد ولست أدخلها، إنما أمرت برفعها لأذكر فيها وأسبح فيها، ولتكون معلما لمن أراد أن يصلي فيها، يقولون: لو كان الله يقدر على أن يجمع ألفتنا لجمعها، ولو كان الله يقدر على أن يفقه قلوبنا لأفقهها، فاعمد إلى عودين يابسين، ثم ائت بهما ناديهم في أجمع ما يكونون، فقل للعودين: إن الله يأمركما أن تكونا عودا واحدا، فلما قال لهما ذلك، اختلطا فصارا واحدا، فقال الله: قل لهم: إني قدرت على ألفة العيدان اليابسة وعلى أن أولف بينها، فكيف لا أقدر على أن أجمع ألفتهم إن شئت، أم كيف لا أقدر على أن أفقه قلوبهم، وأنا الذي صورتها، يقولون: صمنا فلم يرفع صيامنا، وصلينا فلم تنور صلاتنا، وتصدقنا فلم تزك صدقاتنا، ودعونا بمثل حنين الحمام، وبكينا بمثل عواء الذئب، في كل ذلك لا نسمع، ولا يستجاب لنا، قال الله:

فسلهم ما الذي يمنعني أن أستجيب لهم؟ ألست أسمع السامعين، وأبصر الناظرين، وأقرب المجيبين، وأرحم الراحمين؟ ألأن ذات يدي قلت، فكيف ويداي مبسوطتان بالخير، أنفق كيف أشاء، ومفاتيح الخزائن عندي لا يفتحها ولا يغلقها غيري، ألا وإن رحمتي وسعت كل شيء، إنما يتراحم المتراحمون بفضلها،

”حدثنا ابن حميد، قال: ثنا سلمة، عن ابن إسحاق، قال: لما مات سنحاريب استخلف بختنصر ابن ابنه على ما كان عليه جده، يعمل بعمله، ويقضي بقضائه، فلبث سبع عشرة سنة، ثم قبض الله ملك بني إسرائيل صديقة، فمرج أمر بني إسرائيل وتنافسوا الملك، حتى قتل بعضهم بعضا عليه، ونبيهم شعيا معهم لا يذعنون إليه، ولا يقبلون منه، فلما فعلوا ذلك، قال الله فيما بلغنا لشعياء: قم في قومك أوح على لسانك، فلما قام النبي أنطق الله لسانه بالوحي، فقال: يا سماء! استمعي، ويا أرض! أنصتي...

أو لأن البخل يعتريني، أولست أكرم الأكرمين والفتاح بالخيرات، أجود من أعطى، وأكرم من سئل، لو أن هؤلاء القوم نظروا لأنفسهم بالحكمة التي نورت في قلوبهم فنبذوها، واشتروا بها الدنيا، إذن لأبصروا من حيث أتوا، وإذن لأيقنوا أن أنفسهم هي أعدى العداة لهم، فكيف أرفع صيامهم وهم يلبسونه بقول الزور، ويتقوون عليه بطعمة الحرام، وكيف أنور صلاتهم، وقلوبهم صاغية إلى من يحاربني ويحادني، وينتهك محارمي، أم كيف تزكو عندي صدقاتهم وهم يتصدقون بأموال غيرهم، وإنما آجر عليها أهلها المغصوبين، أم كيف أستجيب لهم دعاءهم، إنما هو قول بألسنتهم والفعل من ذلك بعيد، وإنما أستجيب للوادعي اللين [كذا في الأصل]، وإنما أسمع من قول المستعف المستكين، وإن من علامة رضاي رضا المساكين، فلو رحموا المساكين، وقربوا الضعفاء، وأنصفوا المظلوم، ونصروا المغصوب، وعدلوا للغائب، وأدوا إلى الأرملة واليتيم والمسكين، وكل ذي حق حقه، ثم كان ينبغي أن أكلم البشر إذن لكلمتهم، وإذن لكنت نور أبصارهم، وسمع آذانهم، ومعقول قلوبهم، وإذن لدعمت أركانهم، فكنت قوة أيديهم وأرجلهم، وإذن لثبت ألسنتهم وعقولهم، يقولون لما سمعوا كلامي، وبلغتهم رسالاتي: بأنها أقاويل منقولة، وأحاديث متوارثة، وتآليف مما تؤلف السحرة والكهنة، وزعموا أنهم لو شاءوا أن يأتوا بحديث مثله فعلوا، وأن يطلعوا على الغيب بما توحي إليهم الشياطين اطلعوا، وكلهم يستخفي بالذي يقول ويسر.

وهم يعلمون أني أعلم غيب السماوات والأرض، وأعلم ما يبدون وما يكتمون، وإني قد قضيت يوم خلقت السماوات والأرض قضاء أثبته على نفسي، وجعلت دونه أجلا مؤجلا، لا بد أنه واقع، فإن صدقوا بما ينتحلون من علم الغيب، فليخبروك متى أنفذه، أو في أي زمان يكون، وإن كانوا يقدرون على أن يأتوا بما يشاءون، فليأتوا بمثل القدرة التي بها أمضي، فإني مظهره على الدين كله ولو كره المشركون، وإن كانوا يقدرون على أن يقولوا ما يشاءون فليؤلفوا مثل الحكمة التي أدبر بها أمر ذلك القضاء إن كانوا صادقين، فإني قد قضيت...“.

فإني قد قضيت يوم خلقت السماوات والأرض أن أجعل النبوة في الأجراء، وأن أحول الملك في الرعاء، والعز في الأذلاء، والقوة في الضعفاء، والغنى في الفقراء، والثروة في الأقلاء، والمدائن في الفلوات، والآجام في المفاوز، والبردي في الغيطان، والعلم في الجهلة، والحكم في الأميين، فسلهم متى هذا؟ ومن القائم بهذا؟ وعلى يدي من أسببه؟ ومن أعوان هذا الأمر وأنصاره إن كانوا يعلمون؟

فإني باعث لذلك نبيا أميا، أعمى من عميان، ضالا من ضالين [كذا في الأصل، والصحيح: ليس أعمى من عميان، ولا ضالا من ضالين، كما في بعض النسخ[1]]، ليس بفظ ولا غليظ، ولا بصخاب في الأسواق، ولا متزين بالفحش، ولا قوال للخنا، أسدده لكل جميل، أهب له كل خلق كريم، أجعل السكينة لباسه، والبر شعاره، والتقوى ضميره، والحكمة معقوله، والصدق والوفاء طبيعته، والعفو والعرف خلقه، والعدل والمعروف سيرته، والحق شريعته، والهدى إمامه، والإسلام ملته، وأحمد اسمه.

أهدي به بعد الضلالة، وأعلم به بعد الجهالة، وأرفع به بعد الخمالة، وأشهر به بعد النكرة، وأكثر به بعد القلة، وأغني به بعد العيلة، وأجمع به بعد الفرقة، وأؤلف به قلوبا مختلفة، وأهواء مشتتة، وأمما متفرقة.

وأجعل أمته خير أمة أخرجت للناس، تأمر بالمعروف، وتنهى عن المنكر، توحيدا لي، وإيمانا وإخلاصا بي، يصلون لي قياما وقعودا، وركعا

---

[1] جامع البيان عن تأويل آي القرآن:٥٣١/١٧،رقم:١٠٧٦ت:رضوان جامع رضوان وأبي عمرو أحمد بن عطية الوكيل،دار ابن الجوزي ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

وسجودا، يقاتلون في سبيلي صفوفا وزحوفا، ويخرجون من ديارهم وأموالهم ابتغاء رضواني، ألهمهم التكبير والتوحيد، والتسبيح والحمد والمدحة، والتمجيد لي في مساجدهم ومجالسهم، ومضاجعهم ومتقلبهم ومثواهم، يكبرون ويهللون، ويقدسون على رءوس الأسواق، ويطهرون لي الوجوه والأطراف، ويعقدون الثياب في الأنصاف، قربانهم دماؤهم، وأناجيلهم صدورهم، رهبان بالليل، ليوث بالنهار، ذلك فضلي أوتيه من أشاء، وأنا ذو الفضل العظيم.

فلما فرغ نبيهم شعيا إليهم من مقالته، عدوا عليه فيما بلغني ليقتلوه، فهرب منهم، فلقيته شجرة، فانفلقت فدخل فيها، وأدركه الشيطان، فأخذ بهدبة من ثوبه فأراهم إياها، فوضعوا المنشار في وسطها فنشروها حتى قطعوها، وقطعوه في وسطها".

ابن اسحاق فرماتے ہیں: سنحاریب فوت ہو گیا، تو اس کے پوتے بخت نصر کو اس کے دادا کی خلافت کی ذمہ داری سپرد کی گئی، وہ دادا ہی کا کام کرتا، اور بخت نصر، دادا کے فیصلہ کی طرح فیصلہ کرتا تھا، سترہ سال اس نے یہ کام سرانجام دیا، پھر اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کے بادشاہ "صدیقہ" کی روح قبض کرلی، سو بنی اسرائیل کا معاملہ بگڑ گیا، اور بادشاہت کے حصول میں باہم مقابلہ کرنے لگے، یہاں تک کہ اس کی وجہ سے بعض نے بعض کو مار ڈالا، حالانکہ ان کے نبی "شعیا" ان میں موجود تھے، لیکن لوگ ان کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے، اور نہ ہی ان کی نصیحت قبول کرتے تھے، چنانچہ جب انہوں نے یہ کیا تو ہم تک پہنچی ہوئی خبر کے مطابق اللہ تعالی نے شعیا علیہ السلام سے فرمایا: اپنی قوم میں کھڑے ہو جاؤ، میں آپ کی زبان پر

وحی جاری کروں گا، جب نبی شیعا علیہ السلام کھڑے ہو گئے، تو اللہ تعالی نے ان کی زبان پر وحی جاری کردی، چنانچہ وہ کہنے لگے: اے آسمان! غور سے سن لے، اور اے زمین! خاموش ہو جا۔۔۔

جس دن میں نے آسمان وزمین کو پیدا کیا اسی دن یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ نبوت کو مزدوروں میں رکھوں گا، اور بادشاہت کو چرواہوں میں، عزت کو عاجز لوگوں میں، طاقت کو کمزوروں میں، بے نیازی کو فقراء میں، دولت کو لاغر لوگوں میں، شہروں کو بیابانوں میں، گنجان درختوں کو جنگلات میں، بردی (نرکل نما پودا جس سے قلم بنائے جاتے ہیں) کو کھیتوں میں، علم کو جاہلوں میں، اور حکمت ودانائی کو ان پڑھوں میں رکھوں گا، آپ (شعیا علیہ السلام) ان لوگوں سے پوچھیں: یہ کب ہو گا؟ اور یہ کون کرے گا؟ اور میں کس کو اس کا ذریعہ بناؤں گا؟ اور کون لوگ اس معاملہ میں اس کے معاون ومددگار ہوں گے، اگر یہ جانتے ہیں؟

اس کے لئے میں ایک امی نبی کو مبعوث کروں گا جو نہ اندھوں میں اندھا ہو گا، نہ گمراہوں میں گمراہ ہو گا، اور نہ بد خلق ہو گا اور نہ سخت مزاج، اور نہ ہی بازاروں میں چیخنے والا، اور نہ ہی فحاشی کو اختیار کرنے والا، اور نہ ہی بدزبانی کرنے والا ہو گا، میں ہر اچھے معاملے میں اس کی رہنمائی کروں گا، ہر قسم کے کریمانہ اخلاق اس کو عطاء کروں گا، سکون ووقار کو اس کا لباس بناؤں گا، اور نیکی کو اس کا ظاہر اور تقوی کو اس کا باطن، اور حکمت کو اس کی عقل، اور سچائی اور وفاداری کو اس کی طبیعت، اور معافی اور نیکی کو اس کے اخلاق، اور انصاف اور بھلائی کو اس کی سیرت، اور حق کو اس کی شریعت، اور ہدایت کو اس کا امام، اور اسلام کو اس کی ملت بنادوں گا، اور ان کا نام احمد رکھوں گا۔

اور میں اس کے ذریعہ گمراہی کے بعد لوگوں کو ہدایت دوں گا، اور جہالت کے بعد علم دوں گا، اور میں اس کے ذریعہ بے قدری کے بعد بلند مرتبہ دوں گا، اور میں اس کے ذریعہ گمنامی کے بعد شہرت سے نوازوں گا، اور میں اس کے ذریعہ قلت کے بعد کثرت عطاء کروں گا، اور میں اس کے ذریعہ غربت کے بعد تونگری دوں گا، اور میں اس کے ذریعہ فرقت کے بعد جمعیت سے نوازوں گا، اور میں اس کے ذریعہ بکھرے دلوں، منتشر خواہشات اور متفرق ملتوں کو جوڑ دوں گا۔

اور میں اس کی امت کو بہترین امت بناؤں گا جو لوگوں کی نفع رسانی کے لئے نکالی گئی ہوگی، وہ نیکی کا حکم کرے گی، اور برے کاموں سے روکے گی، وہ میری توحید کا اقرار کرے گی، مجھ پر ایمان لائے گی، اور خالص میرے لئے عمل کرے گی، ان کی نمازوں میں میرے لئے قیام، رکوع، قعود، سجدے ہوں گے، اور وہ صف بستہ ہو کر لشکروں کی صورت میں میرے راستہ میں قتال کریں گے، وہ لوگ اپنے گھروں سے مال واسباب چھوڑ کر میری رضامندی ڈھونڈنے کے لئے نکلیں گے، میں ان کی مساجد و مجالس، ان کی آرام گاہوں، ان کے ٹھکانوں میں اپنی تکبیر و توحید، اپنی حمد و بزرگی القاء کروں گا، اور وہ لوگ بر سرِ بازار تکبیر و تہلیل اور میری عظمت، اور توحید و تقدیس کہیں گے، اور وہ میری خوشنودی کے لئے چہروں اور اعضاءِ وضوء کو دھوئیں گے، اور وہ میری رضا کے لئے اپنی پشتوں پر کمر بند باندھیں گے، وہ اپنے خونوں کی قربانی دیں گے، ان کے سینے اناجیل ہوں گے، اور وہ رات میں عبادت کرنے والے ہوں گے اور دن میں شیر ہوں گے، یہ میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں عطاء کرتا ہوں، اور میں بڑے فضل والا ہوں۔

اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ان کے نبی شعیا علیہ السلام ان سے بات کر کے فارغ

ہو گئے، تو وہ ان پر چڑھ دوڑے، شعیا علیہ السلام ان سے بھاگ نکلے، ایک درخت ان کے سامنے آیا، وہ درخت شق ہوا اور آپ اس میں داخل ہو گئے، پھر وہ شیطان کو مل گئے، شیطان نے شعیا علیہ السلام کے کپڑے کا کنارہ پکڑ کر ان کو دکھادیا، پھر لوگوں نے درخت کے درمیان آرا رکھ کر چلایا، حتی کہ درخت کو کاٹ دیا، اور درخت کے بیچ میں شعیا علیہ السلام کے بھی دو ٹکڑے کر دیئے۔

اسرائیلی روایت بطریق وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تفسیر"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"أخبرنا أبو عبد الله الطهراني فيما كتب إلي، أنبأ إسماعيل بن عبد الكريم، حدثني عبد الصمد أنه سمع وهبا يقول: إن الله عز وجل أوحى إلى نبي من أنبياء بني إسرائيل يقال له أشعيا: أن قم في قومك بني إسرائيل فإني مطلق لسانك بوحي فقال:

يا سماء! اسمعي ويا أرض! أنصتي، فإن الله عز وجل يريد أن يقص شأن بني إسرائيل، إن قومك يسألون عن غيبي الكهان والأسرار، وإني أريد أن أحدث حدثا أنا منفذه، فليخبروني متى هو وفي أي زمان يكون؟ أريد أن أحول الريف إلى الفلاة، والأجام [كذا في الأصل] في الغيطان، والأنهار في الصحاري، والنعمة في الفقراء، والملك في الرعاة.

وأبعث أعمى [كذا في الأصل، وقد تقدم: فإني باعث لذلك نبيا أميا ليس

---

[1] تفسير ابن أبي حاتم:٢٦٢٦/٨،رقم:١٤٧٥٨،ت:أسعد محمد الطيب،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض، الطبعة الأولى١٤١٧هـ .

أعمى] من عميان، أبعثه ليس بفظ ولا غليظ، ولا صخاب في الأسواق، لو يمر إلى جنب السراج لم يطفئه من سكينته، ولو يمشي على القصب اليابس لم يسمع من تحت قدميه، أبعثه مبشرا ونذيرا، لا يقول الخنا، أفتح به أعينا كما، وآدانها[كذا في الأصل، والصحيح: آذانا] صما، وقلوبا غلفا .

أسدده لكل أمر جميل، وأهب له كل خلق كريم، وأجعل السكينة لباسه، والبر شعاره، والتقوى ضميره، والحكمة منطقه، والصدق والوفاء طبيعته، والعفو والمعروف خلقه، والحق شريعته، والعدل سيرته، والهدى إمامه والإسلام ملته، وأحمد اسمه، أهدي به بعد الضلالة، وأعلم به بعد الجهالة، وأرفع به بعد الخمالة، وأعرف به بعد الذكرة، وأكثر به بعد القلة، وأغني به بعد العيلة، وأجمع به بعد الفرقة، وأؤلف به بين أمم متفرقة وقلوب مختلفة، وأهواء متشتتة، وأستنقذ به فئاما من الناس عظيما من الهلكة، وأجعل أمته خير أمة أخرجت للناس، يأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر، موحدين مؤمنين مخلصين، مصدقين بما جاءت به رسلي".

وہب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اللہ عزوجل نے بنی اسرائیل کے ایک نبی جن کو "اشعیا" کہا جاتا تھا، یہ وحی کی کہ اپنی قوم میں کھڑے ہو جاؤ میں تمہاری زبان پر وحی جاری کروں گا، چنانچہ انہوں نے کہنا شروع کیا:

اے آسمان! سن لے، اور اے زمین! خاموش ہو جا، اللہ تعالی بنی اسرائیل کی حالت بیان کرنا چاہتے ہیں، آپ کی قوم میری غیب، اور راز کی باتیں کاہنوں سے پوچھتی ہے، اور میں ایک چیز ایجاد کرنا چاہتا ہوں، اور اس کو میں پائے تکمیل

تک پہنچا کر رہوں گا، سو یہ مجھے بتائیں کہ یہ کب اور کس زمانہ میں ہو گا؟ میں چاہتا ہوں سبزہ زار کو جنگل کی طرف پھیر دوں، اور گنجان درختوں کو کھیتوں کی طرف، اور نہروں کو صحراؤں میں، اور نعمت کو فقراء میں، اور بادشاہت کو چرواہوں میں منتقل کر دوں۔

اور میں ایک امی نبی مبعوث کروں گا جو نہ اندھوں میں اندھا ہو گا، اور نہ بد خلق ہو گا اور نہ سخت مزاج، اور نہ ہی بازاروں میں چیخنے والا، اگر وہ چراغ کے پاس سے گزرے تو اس کے سکون واطمینان سے چلنے کی وجہ سے چراغ نہ بجھے، اگر وہ خشک لکڑی پر چلے تو اس کے قدم کی آواز سنائی نہ دے، میں اس کو بشارت دینے والا، ڈرانے والا بنا کر بھیجوں گا، وہ بد زبانی نہیں کرے گا، میں اس کے ذریعہ اندھوں کو بینا کروں گا، اور بہروں کو شنوائی دوں گا، اور دلوں کو محفوظ کروں گا۔

میں اس کی ہر اچھے معاملے میں اس کی رہنمائی کروں گا، کریمانہ اخلاق اس کو عطاء کروں گا، اور سکون وو قار کو اس کا لباس بناؤں گا، نیکی کو اس کا ظاہر اور تقوی کو اس کا باطن، حکمت کو اس کا بول، سچائی اور وفاداری کو اس کی طبیعت، اور معاف کرنے اور نیکی کو اس کے اخلاق، اور حق کو اس کی شریعت، اور انصاف کو اس کی سیرت، اور ہدایت کو اس کا امام، اسلام کو اس کی ملت، اور اس کا نام احمد رکھوں گا، اس کے ذریعہ گمراہی کے بعد ہدایت دوں گا، اور جہالت کے بعد علم دوں گا، اور کمزور اور بے قدری کے بعد بلند مرتبہ دوں گا، اور یاد کے بعد ان کو معرفت دوں گا، اور میں اس کے ذریعہ قلت کے بعد کثرت عطاء کروں گا، اور میں اس کے ذریعہ غربت کے بعد تونگری دوں گا، اور میں اس کے ذریعہ فرقت کے بعد جمعیت سے نوازوں

گا،اور میں اس کے ذریعہ متفرق امتوں، بکھرے دلوں،اور منتشر خواہشات کو جوڑ دوں گا،اور میں اس کے ذریعہ بہت بڑی جماعت کو ہلاکت سے بچاؤں گا،اور میں اس کی امت کو بہترین امت بناؤں گا، جو لوگوں کی نفع رسانی کے لئے نکالی گئی ہو گی،اچھے کاموں کا حکم کرے گی،اور برے کاموں سے منع کرے گی،اور یہ لوگ توحید والے، ایمان والے، اخلاص والے ہوں گے، اور جو میرے رسول لے کر آئے ہیں اس کی تصدیق کرتے ہوں گے۔

یہی روایت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "دلائل النبوة"[1] میں تخریج کی ہے۔

اسرائیلی روایت بطریق کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ

زیر بحث روایت حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "دلائل النبوة"[2] میں کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر بھی تخریج کی ہے:

"(حدثنا أحمد بن السندي، قال: ثنا الحسن بن علويه، قال: ثنا إسماعيل بن عيسى، قال: أخبرني سعيد بن بشير، عن قتادة، عن كعب، قال: أوحى الله تعالى إلى أشعياء: أن قم في قومك أوحي على لسانك، فقام أشعياء خطيبا، فلما أطلق الله عز وجل لسانه بالوحي، فحمد الله وسبحه وقدسه وهلله، ثم قال: يا سماء! اسمعي، ويا أرض! أنصتي، ويا جبال! أوبي،

[1] دلائل النبوة:ص:۷۲،رقم:۳۳،ت:محمد رواس قلعجي وعبد البر عباس،دار النفائس ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ.

[2] دلائل النبوة:ص:۷۱،رقم:۳۲،ت:محمد رواس قلعجي وعبد البر عباس،دار النفائس ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ.

فإن الله عز وجل يريد أن يفض شأن بني إسرائيل الذين رباهم بنعمته، واصطفاهم لنفسه، وخصهم بكرامته، فذكر معاتبة الله إياهم.

ثم قال: وزعموا إن شاءوا أن يطلعوا على الغيب لما توحي إليهم الشياطين والكهنة اطلعوا، وكلهم مستخف بالذي يقول ويسره، وهم يعلمون أني أعلم غيب السموات والأرض، وأعلم ما يبدون وما يكتمون، وإني قد قضيت يوم خلقت السموات والأرض قضاء أثبته، وحتما حتمته على نفسي، وجعلت دونه أجلا مؤجلا، لا بد أنه واقع، فإن صدقوا بما ينتحلون من علم الغيب فيخبرونك متى هذه العدة، وفي أي زمان تكون؟

وإن كانوا يقدرون على أن يأتوا بمثل ما يشاءون فليأتوا بمثل هذه القدرة التي بها أمضيته، فإن كانوا يقدرون أن يؤلفوا ما يشاءون، فليؤلفوا مثل هذه الحكمة التي بها أدبر، أو مثل ذلك القضاء إن كانوا صادقين، وإني قضيت يوم خلقت السموات والأرض أن أجعل النبوة في غيرهم، وأن أحول الملك عنهم وأجعله في الرعاء، والعز في الأذلاء، والقوة في الضعفاء، والغنى في الفقراء، والكثرة في الأقلاء، والمدائن في الفلوات والآجام والمفاوز في الغيطان، والعلم في الجهلة، والحكمة في الأميين، فسلهم متى هذا، ومن القائم بهذا؟ وعلى يدي من أثبته، ومن أعوان هذا الأمر وأنصاره إن كانوا يعلمون؟)".

کعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالی نے شعیا علیہ السلام کی جانب وحی نازل فرمائی کہ آپ اپنی قوم میں کھڑے ہو جائیں، میں آپ کی زبان پر وحی جاری کروں گا، چنانچہ

شعیا علیہ السلام خطیب بن کر کھڑے ہو گئے، جب اللہ تعالی نے ان کی زبان پر وحی جاری کی، تو انہوں نے اللہ تعالی کی حمد، تسبیح، تقدیس اور تہلیل کی، پھر فرمایا: اے آسمان! سن لے، اے زمین! خاموش ہو جا، اے پہاڑو! تم بار بار تسبیح کرو، بلاشبہ اللہ تعالی ان بنی اسرائیل کی کی شان بیان کرنا چاہتے ہیں جن کی اللہ نے اپنی نعمت سے تربیت فرمائی ہے، اور انہیں اپنے لئے چنا، اور ان کو اپنی کرامت کے ساتھ خاص کیا، چنانچہ شعیا علیہ السلام نے ان سے اللہ تعالی کے عتاب کا ذکر کیا۔

پھر فرمایا: اور ان کا گمان ہے کہ شیاطین اور کاہن لوگ جو ان کی طرف وحی کرتے ہیں، اس کی وجہ سے اگر یہ غائب پر مطلع ہونا چاہیں، تو مطلع ہو جائیں گے، اور ان میں سے ہر ایک اپنی بات کو چھپانا چاہتا ہے، اور راز میں رکھنا چاہتا ہے، حالانکہ یہ جانتے ہیں کہ میں آسمان وزمین کی غیب کی باتیں جانتا ہوں، جس کو یہ ظاہر کرتے ہیں اور جس کو یہ چھپاتے ہیں، سب کو جانتا ہوں اور جس دن میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا میں نے اس دن ایسا فیصلہ کیا جس کو میں نے ثابت کر دیا ہے، اور ایسی حتمی بات کی جس کو میں نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے، اور میں نے اس کی ایک مدتِ اجل متعین کر دی کہ یہ واقع ہو کر رہے گا، اگر یہ غیب کی باتیں بتانے میں سچے ہیں تو یہ آپ کو بتائیں کہ یہ مدت کب آئے گی، اور کس زمانہ میں ہو گی؟

اور اگر یہ جو چاہتے ہیں اس کی مثال لانے پر قادر ہیں تو اس قدرت کی مثال لے کر آئیں جس کو میں نے جاری کیا ہے، اور اگر یہ قدرت رکھتے ہیں کہ جو چاہیں جوڑ لیں، تو اس حکمت کی مثل جوڑ لیں جس کے ذریعہ میں تدبیر کرتا ہوں، یا اس قضاء کی مثل اگر یہ سچے ہیں، اور جس دن میں نے آسمان وزمین کو پیدا کیا، اسی دن

میں نے فیصلہ کیا کہ میں نبوت ان کے علاوہ میں رکھوں گا، اور بادشاہت کو ان سے پھیر دوں گا، اور اسے چرواہوں میں رکھوں گا، اور عزت کو عاجز لوگوں میں، اور طاقت کو کمزوروں میں، بے نیازی کو فقراء میں، کثرت کو قلیل لوگوں میں، شہروں کو بیابانوں میں، گنجان درختوں اور جنگلات کو کھیتوں میں، اور علم کو جاہلوں میں، اور دانائی کو امیوں میں رکھوں گا، آپ ان سے پوچھیں کہ یہ کب ہوگا، اور کون کرے گا؟ اور کس کے ہاتھوں میں اسے دوں گا، اور کون لوگ اس امر کے حمایتی اور مددگار ہوں گے اگر یہ جانتے ہیں؟

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”مجھے یہ روایت صرف وہب بن منبہ کے قول کے طور پر ملی ہے“، نیز یہی روایت محمد بن اسحاق اور کعب احبار کے قول کے طور پر اسرائیلی روایت کی حیثیت سے ملتی ہے، لہذا اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، تاہم اسے وہب بن منبہ، محمد بن اسحاق اور کعب احبار کے انتساب سے ”اسرائیلی روایت“ کہہ کر بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر ⑪

روایت: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے بستر پر پہنچ کر سورۂ تبارک الذی پڑھے پھر چار مرتبہ کہے: "اللهم رب الحل والحرم والبلد الحرام، والركن، والمقام، والمشعر الحرام، بلغ روح محمد مني تحية وسلاما". اے حل، حرم، شہر حرام، رکن یمانی، مقام ابراہیم اور مشعر حرام کے پروردگار! میری طرف سے محمد ﷺ کی روح کو درود وسلام بھیج دیجئے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو فرشتے مقرر فرماتے ہیں، وہ دونوں محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، چنانچہ وہ دونوں آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں، اے محمد! فلاں بن فلاں نے آپ کو سلام پیش کیا ہے، تو آپ ﷺ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: میری طرف سے فلاں بن فلاں پر سلام ہو، اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں"۔

حکم: ائمہ حدیث کی ایک جماعت کی تصریح کے مطابق اسے رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت حافظ ابو الشیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "العوالي"[1] میں ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"حدثنا إسحاق بن إسماعيل الرملي، ثنا آدم بن أبي إياس، ثنا محمد

---

[1] العوالي تحت كتاب: ذكر الأقران ورواياتهم عن بعضهم بعضا: ص: ۱٦۳، رقم: ۲٦، ت: مسعد عبد الحميد السعدني، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

بن بشر، ثنا محمد بن عامر، ثنا أبو قِرْصافة جَنْدَرَة، يعني: ابن خَيْشَنَة، وكانت له صحبة، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من أوى إلى فراشه، ثم قرأ سورة تبارك الذي بيده الملك، ثم قال: اللهم رب الحل والحرم والبلد الحرام، والركن، والمقام، والمشعر الحرام، بلغ روح محمد مني تحية وسلاما، أربع مرات، وكل الله عز وجل ملكان، حتى يأتيا محمدا صلى الله عليه وسلم، فيقولا له: يا محمد! إن فلان ابن فلان يقرأ عليك السلام ورحمة الله، فيقول: وعلى فلان ابن فلان مني السلام ورحمة الله وبركاته".

حضرت ابو قرصافہ جَنْدَرہ یعنی ابن خَیْشَنَہ رضی اللہ عنہ جن کو شرف صحابیت حاصل ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اپنے بستر پر پہنچ کر سورۂ تبارک الذی پڑھے پھر چار مرتبہ کہے: اے حل، حرم، شہر حرام، رکن یمانی، مقام ابراہیم اور مشعر حرام کے پروردگار! میری طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کو درود و سلام بھیج دیجیے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو فرشتے مقرر فرماتے ہیں، وہ دونوں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، چنانچہ وہ دونوں آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں، اے محمد! فلاں بن فلاں نے آپ کو سلام پیش کیا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے جواب میں فرماتے ہیں: میری طرف سے فلاں بن فلاں پر سلام ہو، اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ آدم بن ابی ایاس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک "جزء"[1]

[1] جزء آدم بن أبي إياس: ۲/۱، رقم: ۱، مخطوط من الشاملة.

میں اور حافظ آدم بن ابی ایاس رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابو الشیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "طبقات المحدثين"[1] میں تخریج کی ہے، اور حافظ ابو الشیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابو العباس مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے "دلائل النبوة"[2] میں، علامہ ابو الحسن علی بن احمد ہکاری رحمۃ اللہ علیہ نے "هدية الأحياء"[3] میں، علامہ یحیی بن حسین شجری رحمۃ اللہ علیہ نے "الأمالي"[4] میں اور حافظ ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "الأحاديث المختارة"[5] میں تخریج کی ہے۔

اور حافظ ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ نے "الصارم المنكي"[6] میں حافظ ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے اس کی تخریج کی ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ "طبقات المحدثین"، "دلائل النبوہ"، "امالی" اور "الصارم المنکی" میں زیر بحث روایت میں ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ کی قلعہ پر چڑھ کر آواز لگانے

---

[1] طبقات المحدثين بأصبهان والواردين عليها:٤٣٤/٣،رقم:٥٩٧،ت:عبد الغفور عبد الحق حسين البلوشي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

[2] دلائل النبوة:٦٤٥/٢،رقم:٤٥٨،ت:أحمد بن فارس السلوم،دار النوادر ـ الكويت،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[3] هدية الأحياء للأموات وما يصل إليهم من النفع والثواب على ممر الأوقات:ص:١٤٩،مخطوط،مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي.

[4] كتاب الأمالي:٢٧٥/١،رقم:٩٣٦،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[5] انظر الصارم المنكي في الرد على السبكي:ص:٢٠٠،ت:أبو عبد الرحمن السلفي عقيل بن محمد بن زيد المقطري اليماني،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

واضح رہے کہ حافظ ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کی "الاحادیث المختارہ" کے دستیاب نسخہ میں یہ روایت نہیں مل سکی۔

[6] الصارم المنكي في الرد على السبكي:ص:٢٠٠،ت:أبو عبد الرحمن السلفي عقيل بن محمد بن زيد المقطري اليماني،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

والی حکایت بھی موجود ہے [1]۔

قطع نظر مرفوع روایت کے خاص اس حکایت سے متعلق اہم نوٹ تحقیق کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ "الصارم المنکی" [2] میں زیر بحث روایت کی تخریج کے بعد فرماتے ہیں:

"هكذا أخرجه الحافظ أبو عبد الله في الأحاديث المختارة، وقال: لا أعرف هذا الحديث،إلا بهذا الطريق وهو غريب جدا، وفي رواته

---

[1] طبقات المحدثين بأصبهان والواردين عليها:٤٣٤/٣،رقم:٥٩٧،ت:عبد الغفور عبد الحق حسين البلوشي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

"طبقات المحدثین" کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "حدثنا إسحاق بن إسماعيل، قال: ثنا آدم بن أبي إياس ،قال: ثنا محمد بن بشر، قال: ثنا محمد بن عامر، قال: ثنا أبو قِرْصافة جَنْدَرَة، وكانت لأبي قِرْصافة صحبة، وكان النبي صلى الله عليه وسلم قد كساه برنسا، وكان الناس يأتونه، فيدعو لهم، ويبارك فيهم، فيعرف البركة فيهم، وكان لأبي قِرْصافة [ابن] في بلاد الروم غازيا، وكان أبو قِرْصافة إذا أصبح في السحر بعسقلان نادى بأعلى صوته: يا قِرْصافة! الصلاة، فيقول قِرْصافة من بلاد الروم: لبيك يا أبتاه! فيقول أصحابه: ويحك! لمن تنادي؟ فيقول: لأبي ورب الكعبة! يوقظني للصلاة، قال أبو قِرْصافة: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: من أوى إلى فراشه، ثم قرأ سورة تبارك، ثم قال: اللهم رب الحل والحرام، ورب البلد الحرام، ورب الركن والمقام، ورب المشعر الحرام، وبحق كل آية أنزلتها في شهر رمضان، بلغ روح محمد صلى الله عليه وسلم مني تحية وسلاما، أربع مرات، وكل الله به الملكان حتى يأتيا محمدا صلى الله عليه وسلم، فيقولا له ذلك: فيقول صلى الله عليه وسلم: وعلى فلان بن فلان مني السلام، ورحمة الله وبركاته".

[2] الصارم المنكي في الرد على السبكي:ص:٢٠١،ت:أبو عبد الرحمن السلفي عقيل بن محمد بن زيد المقطري اليماني،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

من فيه بعض المقال".

حافظ ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے "الاحادیث المختارہ" میں اس حدیث کی تخریج اسی طرح کی ہے، اور وہ فرماتے ہیں: مجھے صرف اسی طریق سے اس حدیث کی معرفت ہے، اور یہ غریب جداً ہے، اور اس کے راویوں میں ایسے افراد بھی ہیں جن پر کچھ کلام ہوا ہے۔

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ "جلاء الأفهام"[1] میں زیر بحث روایت نقل کر کے فرماتے ہیں:

"قلت: وأبو قِرْصافة ذكره ابن عبد البر في كتابه الصحابة، وقال: اسمه جَنْدَرَة من بني كنانة، له صحبة، سكن فلسطين، وقيل: كان يسكن تهامة، ولكن محمد بن نشر هذا هو المدني، قال فيه الأزدي: متروك الحديث، مجهول، وقلت: وعلة الحديث أنه معروف من قول أبي جعفر الباقر، وهذا أشبه، والله أعلم".

میں کہتا ہوں: اور ابو قرصافہ کو ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الصحابہ" میں ذکر کیا، اور فرمایا ہے: ان کا نام "جَنْدَرَہ" ہے، قبیلہ بنو کنانہ سے ان کا تعلق ہے، ان کو صحبت (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحابیت) کا شرف حاصل ہے، فلسطین کو مسکن بنایا ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "تہامہ" میں رہا کرتے تھے، لیکن (سند میں موجود

---

[1] جلاء الأفهام في فضل الصوة والسلام على محمد خير الأنام:ص:٤٣٩،ت:شعيب الأرناؤوط وعبد القادر الأرناؤوط،دار العروبة ـ الكويت،الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.

راوی) محمد بن نشر یہ مدنی ہے، جس کے بارے میں ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: متروک الحدیث، مجہول ہے، (حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں: حدیث کی علت یہ ہے کہ یہ ابو جعفر باقر رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر مشہور ہے، اور یہی بات اشبہ ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ تلاش بسیار کے باوجود زیرِ بحث سیاق والفاظ سے یہ روایت امام ابو جعفر باقر رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر تاحال نہیں مل سکی ہے، البتہ بعض کتب میں مزدلفہ میں داخلہ کے وقت [1]، اور بعض میں قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

---

[1] امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ "احیاء" میں تحریر فرماتے ہیں: "ثم ليغلس بصلاة الصبح، وليأخذ في المسير، حتى إذا انتهى إلى المشعر الحرام وهو آخر المزدلفة، فيقف، ويدعو إلى الإسفار، ويقول: اللهم بحق المشعر الحرام، والبيت الحرام، والشهر الحرام، والركن، والمقام، أبلغ روح محمد منا التحية والسلام، وأدخلنا دار السلام يا ذا الجلال والإكرام". (إحياء علوم الدين:۲۵٦/۱،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ۱٤۰۲هـ).

علامہ فخر الدین قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ اپنے "فتاوی" میں تحریر فرماتے ہیں: "وليس في هذا الوقوف دعاء مؤقت، وعن أبي يوسف رحمه الله تعالى أنه كان يقول: اللهم إن هذا جمع، أسألك أن ترزقني جوامع الخير كله، فإنه لا يعطي ذلك غيرك، اللهم رب المشعر الحرام، ورب الشهر الحرام، ورب الحلال والحرام، ورب الخيرات العظام، أسألك أن تبلغ روح محمد نبينا منا أفضل السلام، اللهم أنت خير مطلوب، وخير مرغوب، ولك في كل وقت جائزة، أسألك أن تجعل جائزتي في هذا اليوم أن تقبل توبتي، وتتجاوز عن خطيئتي، وأن تجمع على الهدى أمري، واجعل التقوى من الدنيا همي". (فتاوى قاضيخان في مذهب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: ۲٦۰/۱،ت:سالم مصطفى البدري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۲۰۰۹ء).

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "شرح العمدہ" میں فرماتے ہیں: "قال أبو عبد الله في رواية المروذي: فإذا انتهيت إلى مزدلفة، وهي جمع، فاجمع بين المغرب والعشاء، كل صلاة بإقامة، ولا بأس إن صليتهما مع الإمام، فهو أفضل، وقل: اللهم هذه جمع، فأسألك أن توفقني فيها لجوامع الخير كله، فإنه لا يقدر على ذلك إلا أنت، رب المشعر الحرام، ورب الحرمات العظام، أسألك أن تبلغ روح محمد صلى الله عليه وسلم عني السلام، وتصلح لي نيتي، وتشرح لي صدري، وتطهر لي قلبي، وتصلحني صلاح الدنيا والآخرة". (شرح العمدة في بيان مناسك الحج والعمرة:۵۱٤/۲،ت:صالح بن محمد الحسن،مكتبة الحرمين ـ الرياض، الطبعة

قریب[1] روایت میں مذکور صرف دعاء کے کلمات پڑھنے کا ذکر ہے، یہ بھی واضح رہے کہ زیرِ بحث روایت اپنے مخصوص مضمون کی وجہ سے امام ابو جعفر باقر رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب ہو کر بھی حکماً مرفوع کہلائے گی، جس کی سند نہیں ملتی، اس لئے امام ابو جعفر باقر رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب قول سے زیرِ بحث کا مکمل سیاق والفاظ مراد لینا اس کی سند ملنے تک موقوف رکھا جائے، واللہ اعلم۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ "جامع الآثار"[2] میں زیر بحث روایت نقل کرکے فرماتے ہیں:

"إسحاق الرملي حدث من حفظه فأخطأ في أحاديث، قاله أبو

الأولى ۱٤۰۹هـ).

علامہ شیخی زادہ آفندی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الانہر" میں فرماتے ہیں: "ويستحب أن يقف وراء الإمام كالوقوف بعرفات، ويقول عند دخول مزدلفة: اللهم هذا جمع، أسألك أن ترزقني فيه جوامع الخير كله، فإنه لا يعطيها غيرك، اللهم رب المشعر الحرام، ورب الزمزم، والمقام، ورب البيت الحرام، والبلد الحرام، ورب الحل والحرم، والمعجزات العظام، أسألك أن تبلغ على روح محمد مني أفضل التحية والسلام، وأن تصلح ديني وذريتي، وتشرح لي صدري، وتطهر قلبي وترزقني الخير الذي كنت سألتك، وأن تقيني من جوامع الشر كله، إنك ولي ذلك، والقادر عليه، ويكثر من الاستغفار". (مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر:۱/٤۱۰،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ).

[1] علامہ برہان الدین محمود بن احمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ "المحیط البرہانی" میں فرماتے ہیں: "ثم يأتي المدينة، ويقوم قريبا من قبر النبي عليه السلام، ويقول: اللهم رب البلد الحرام، والركن، والمقام، ورب المشعر الحرام، بلغ روح محمد منا في هذا اليوم التحية والسلام، اللهم أعط محمد الدرجة والوسيلة والرفيعة والفضيلة، اللهم أوردنا حوضه واسقنا بكأسه، واجعلنا من رفقائه، ثم يدعوا بما أحب، والله الموفق". (المحيط البرهاني في الفقه النعماني: ۲/٤۳٤،ت:عبد الكريم سامي الجندي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲٤هـ).

[2] جامع الآثار في السير ومولد المختار:۸/۱۲۷،ت:أبو يعقوب نشأت كمال،دار الفلاح للبحث العلمي، الطبعة الأولى ۱٤۳۱هـ.

نعيم الأصبهاني، ولعل هذا الحديث مما أخطأ فيه، فإنه جاء عن أبي جعفر محمد بن علي الباقر من قوله، والله أعلم".

اسحاق رملی اپنے حفظ سے احادیث بیان کرتے ہوئے غلطی کر بیٹھتے تھے، یہ بات ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہی ہے، اور شاید یہ حدیث بھی انہی احادیث میں سے ہے، جن میں ان سے خطا ہوئی ہے، کیوں کہ یہ حدیث ابو جعفر محمد بن علی باقر رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے قول کے طور پر آئی ہے، واللہ اعلم۔

علامہ ابو العباس مقریزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابو العباس مقریزی رحمۃ اللہ علیہ "إمتاع الأسماع"[1] میں زیر بحث روایت نقل کر کے فرماتے ہیں:

"ومحمد بن بشر المدني قال فيه الأزدي: متروك الحديث، مجهول، ولهذا الحديث مع ذلك علة، وهي أنه معروف من قول أبي جعفر محمد الباقر". اور محمد بن بشر یہ مدنی ہے جس کے بارے میں ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: متروک الحدیث، مجہول ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ اس حدیث میں علت ہے، اور وہ یہ کہ یہ حدیث ابو جعفر محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے مشہور ہے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "القول البديع"[2] میں زیر بحث روایت نقل کر کے

---

[1] إمتاع الأسماع: ۱۵۲/۱۱، ت: محمد عبد الحميد النميسي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۰هـ.

[2] القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع: ص: ٤۳۱، ت: محمد عوامة، دار اليسر ـ المدينة المنورة، الطبعة الثالثة ۱٤۳۲هـ.

فرماتے ہیں:

”رواه أبو الشيخ، ومن طريقه الديلمي في مسند الفردوس له، وكذا الضياء في المختارة، وقال: لا أعرف هذا الحديث إلا بهذا الطريق، وهو غريب جدا، و في رواته من فيه بعض المقال، انتهى، وقال ابن القيم: إنه معروف من قول أبي جعفر، وإنه أشبه، والله أعلم“.

اسے ابو الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، اور ان کے طریق سے دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مسند الفردوس“ میں اور اسی طرح ضیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ”مختارہ“ میں روایت کیا ہے، اور فرمایا ہے: مجھے صرف اسی طریق سے اس حدیث کی معرفت ہے، اور یہ غریب جداً ہے، اور اس کے راویوں میں ایسے افراد بھی ہیں جن پر کچھ کلام ہوا ہے انتہی، اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر مشہور ہے، اور یہی بات اشبہ ہے، واللہ اعلم۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”الزیادات“[1] میں ذکر کرکے ”من گھڑت“ روایات میں شمار کیا ہے۔

حافظ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ ”تنزيه الشريعة“[2] میں زیر بحث روایت نقل

[1] الزيادات على الموضوعات:ص:٦٠٥،رقم:٧٣٩،ت:رامز خالد حاج حسن،مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[2] تنزيه الشريعة:٣٢٩/٢،رقم:٣٧،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

کر کے فرماتے ہیں:

"(قلت:) لم يذكر علة، وفي إدخاله في الموضوعات نظر، فإن الضياء أخرجه في المختارة، وقال: لا أعرفه إلا بهذا الطريق، وهو غريب جدا، وفي رواته من فيه بعض المقالات انتهى، وذكر ابن القيم أنه معروف من قول أبي جعفر محمد بن علي، وأنه أشبه، والله تعالى أعلم".

میں کہتا ہوں: سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی علت ذکر نہیں کی، اور اس کو "موضوعات" میں داخل کرنے میں نظر ہے، کیونکہ ضیاء رحمۃ اللہ علیہ نے "مختارہ" میں اس کی تخریج کی ہے، اور فرمایا ہے: مجھے صرف اسی طریق سے اس حدیث کی معرفت ہے، اور یہ غریب جداً ہے، اور اس کے راویوں میں ایسے افراد بھی ہیں جن پر کچھ کلام ہوا ہے انتہی، اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ ابو جعفر محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے معروف ہے، اور یہی اشبہ ہے، واللہ تعالی اعلم۔

سند میں موجود راوی ابو یعقوب اسحاق بن اسماعیل بن عبد اللہ تمیمی رملی نحاس (المتوفی ۲۸۸ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ أصبهان"[1] میں فرماتے ہیں: "حدث بأحاديث من حفظه فأخطأ فيها". **یہ اپنے حفظ سے احادیث بیان کرتا ہے، چنانچہ ان میں خطا کرتا ہے۔**

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا أدري ما هو"[2]. **مجھے معلوم نہیں کہ یہ**

---

[1] تاريخ أصبهان: ۲۶۲/۱، رقم: ۴۳۰، ت: سيد كسروي حسن، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۰هـ.

[2] انظر تهذيب الكمال: ۴۰۸/۲، رقم: ۳۳۹، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۲هـ.

کون ہے۔

اسی طرح امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر فرماتے ہیں: ”كتبت عنه، ولم أقف عليه“[1]. میں نے اس سے لکھا ہے، اور میں اس پر واقف نہیں ہو سکا ہوں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مقام پر اسے ”صالح“ کہا ہے[2]۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”تاريخ الإسلام“[3] میں فرماتے ہیں: ”دخل أصبهان، وحدث بها بأحاديث من حفظه عن آدم بن أبي إياس، فأخطأ في بعضها“. یہ اصبہان میں آیا تھا، اور یہ اصبہان میں آدم بن ابی ایاس رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے اپنے حفظ سے احادیث بیان کرتا تھا، چنانچہ بعض احادیث میں خطا کرتا تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ”التقريب“[4] میں فرماتے ہیں: ”صدوق أخطأ في أحاديث“. یہ صدوق ہے، احادیث میں خطا کرتا ہے۔

سند میں موجود راوی محمد بن نشر مدنی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن نشر مدنی کے بارے میں فرماتے ہیں: ”متروك

---

[1] انظر تهذيب الكمال:٤٠٨/٢،رقم:٣٣٩،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

[2] انظر تهذيب الكمال:٤٠٨/٢،رقم:٣٣٩،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

[3] تاريخ الإسلام:٧١٥/٦،رقم:١٣٦،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[4] تقريب التهذيب:ص:١٠٠،رقم:٣٣٩،ت:محمد عوامة،دار الرشيد ـ سوريا،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

الحدیث، مجھول"[1]. محمد بن نشر مدنی متروک الحدیث، مجہول راوی ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[2] میں، حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے "جلاء الأفھام"[3] میں اور علامہ ابو العباس مقریزی رحمۃ اللہ علیہ نے "إمتاع الأسماع"[4] میں حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان"[5] اور "المغني"[6] میں فرماتے ہیں: "عن عمرو بن نجیح، نکرۃ لا یعرف". عمرو بن نجیح سے روایت کرتا ہے، "نکرۃ" ہے، اس کی معرفت نہیں ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مجھے صرف اسی طریق سے اس حدیث کی معرفت ہے، اور یہ غریب جداً ہے، اور اس کے راویوں میں ایسے افراد بھی ہیں جن پر کچھ کلام ہوا ہے"۔

---

[1] انظر الضعفاء والمتروکین:۱۰٤/۳،رقم:۳۲۲۸،ت:عبداللہ القاضي،دار الکتب العلمیة ـ بیروت،الطبعة الأولی ۱٤۰٦ھـ.

[2] الضعفاء والمتروکین:۱۰٤/۳،رقم:۳۲۲۸،ت:عبداللہ القاضي،دار الکتب العلمیة ـ بیروت،الطبعة الأولی ۱٤۰٦ھـ.

[3] جلاء الأفھام في فضل الصوة والسلام علی محمد خیر الأنام:ص:٤٤۰،ت:شعیب الأرناؤوط وعبد القادر الأرناؤوط،دار العروبة ـ الکویت،الطبعة الثانیة ۱٤۰۷ھـ.

[4] امتاع الأسماع:۱۵۲/۱۱،ت:محمد عبد الحمید النمیسي،دار الکتب العلمیة ـ بیروت،الطبعة الأولی ۱٤۲۰ھـ.

[5] میزان الاعتدال:۵۵/٤،رقم:۸۲۵٦،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بیروت.

[6] المغني في الضعفاء:۳۸۲/۲،رقم:٦۰٤۱،ت:أبو الزھراء حازم القاضي،دار الکتب العلمیة ـ بیروت،الطبعة الأولی ۱٤۱۸ھـ.

حافظ ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر حافظ ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''محمد بن نشریہ مدنی ہے، جس کے بارے میں ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: متروک الحدیث، مجہول ہے، (حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں: حدیث کی علت یہ ہے کہ یہ ابو جعفر باقر رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر مشہور ہے، اور یہی بات اشبہ ہے، واللہ اعلم''۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''شاید یہ حدیث بھی انہیں احادیث میں سے ہے، جن میں اسحاق رملی سے خطا ہوئی ہے، کیوں کہ یہ حدیث ابو جعفر محمد بن علی باقر رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے قول کے طور پر آئی ہے، واللہ اعلم''۔

علامہ ابو العباس مقریزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اور محمد بن بشر یہ وہی مدنی ہے جس کے بارے میں ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: متروک الحدیث، مجہول ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ اس حدیث میں علت ہے، اور وہ یہ کہ یہ حدیث ابو جعفر محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے مشہور ہے''۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ تلاش بسیار کے باوجود زیرِ بحث سیاق والفاظ سے یہ روایت امام ابو جعفر باقر رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر تاحال نہیں مل سکی ہے، البتہ بعض کتب

میں مزدلفہ میں داخلہ کے وقت، اور بعض میں قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب، روایت میں مذکور صرف دعاء کے کلمات پڑھنے کا ذکر ہے، یہ بھی واضح رہے کہ زیرِ بحث روایت اپنے مخصوص مضمون کی وجہ سے امام ابو جعفر باقر رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب ہو کر بھی حکماً مرفوع کہلائے گی، جس کی سند نہیں ملتی، اس لئے امام ابو جعفر باقر رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب قول سے زیرِ بحث کا مکمل سیاق والفاظ مراد لینا اس کی سند ملنے تک موقوف رکھا جائے، واللہ اعلم۔

الحاصل سابقہ ائمہ کرام کی تصریح کا حاصل یہ ہے کہ زیرِ بحث روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

مرفوع روایت کا حکم گزر چکا ہے، تاہم سابقہ ذکر کردہ بعض مصادر میں مرفوع روایت کے ساتھ حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ کی ایک حکایت بھی ذکر کی گئی تھی، صرف وہ حکایت بعض دیگر معتبر طرق سے ثابت ہے، چنانچہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "المعجم الکبیر"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا محمد بن الخزر الطبراني، ثنا أيوب بن علي بن الهيصم، ثنا زياد بن سيار، حدثتني عَزّة بنت عياض بن أبي قِرْصافة، قالت: أسر الروم ابنا لأبي قرصافة، فكان أبو قِرْصافة إذا كان وقت كل صلاة صعد سور عسقلان، ونادى: يا فلان! الصلاة، فسمعه، وهو في بلد الروم".

عَزہ بنت ابی قرصافہ فرماتی ہیں: روم کے امیر نے ابو قرصافہ کے بیٹے کو قید

---

[1] المعجم الكبير: ٤/٣، رقم: ٢٥٢٣، ت: حميدي عبد المجيد السلفي، مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة.

کرلیا، چنانچہ جب بھی نماز کا وقت ہوتا تو ابو قرصافہ عسقلان کی فصیل پر چڑھ کر آواز لگاتے، اے فلان! نماز، تو ابو قرصافہ کا بیٹا ان کی آواز روم کے شہر میں ہی سن لیتا تھا۔

حکایت کے بعض دیگر مصادر

یہی حکایت حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "معرفة الصحابة"[۱] میں امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے، نیز حافظ ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "الآحاد"[۲] میں اس کی تخریج کی ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[۳] میں اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "رواه الطبراني، ورجاله ثقات". اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، اوراس کے رجال ثقہ ہیں۔
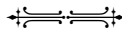
---

۱ معرفة الصحابة:٦٤٥/٢،رقم:١٧٢٤،ت: عادل بن يوسف العزازي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

۲ الآحاد والمثاني:٢٧٩/٢،رقم:١٠٣٨،ت:باسم فيصل أحمد الجوابرة،دار الراية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.
"الآحاد والمثانی" کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "حدثنا أبو نشيط، نا الطيب، نا زياد بن سيار، أن أبا قرصافة رضي الله عنه كان له ابن يقال له عياض: فكان أبو قرصافة إذا انتبه لصلاة الغداة، نادى يا عياض! الصلاة، فيقول: لبيك لبيك يا أبة! قال: وإن عياضا خرج إلى أرض الروم، وأن أبا قرصافة كان إذا انتبه وهو بالشام، نادى كما كان يصنع، يا عياض! الصلاة الصلاة، وهو بأرض الروم، فإذا انتبه يقول: يا عياض! فيقول عياض: يا أبة! لبيك لبيك".

۳ مجمع الزوائد:٣٩٦/٩،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربي ـ بيروت.

روایت نمبر⑫

روایت: "آپ ﷺ نے فرمایا: "إن التراب ربيع الصبيان".
بے شک مٹی بچوں کا موسم بہار ہے"۔

حکم: مختلف سندوں سے منقول اس روایت کے بارے میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث اس اسناد سے منکر ہے"، حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے، حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بلاشبہ یہ متن "لا یصح" ہے، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ، اور علامہ محمد بن محمد الحوت رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ روایت باطل ہے"، نیز حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس میں محمد بن مخلد رُعینی ہے، اور وہ اس حدیث وغیرہ کی وجہ سے متہم ہے"، اس لئے اس روایت کو آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

زیر بحث روایت دو طریق سے منقول ہیں: ① روایت بطریق محمد بن خالد رُعینی حمصی ② روایت بطریق مالک بن سعید

روایت بطریق محمد بن خالد رُعینی حمصی

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "المعجم الکبیر" [1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا عبدان بن أحمد، ثنا إبراهيم بن محمد بن يوسف، ثنا محمد بن خالد [كذا في الأصل والصحيح: مَخْلَد]، ثنا مالك بن أنس، عن أبي حازم،

---

[1] المعجم الكبير:٦/١٤٠،رقم:٥٧٧٥،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة.

عن سهل بن سعد قال: مر رسول الله صلى الله عليه وسلم على صبيان وهم يلعبون بالتراب، فنهاهم بعض أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: دعهم فإن التراب ربيع الصبيان".

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے پاس گزرے، وہ مٹی میں کھیل رہے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم ان بچوں کو منع کرنے لگے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو چھوڑ دو، کیونکہ مٹی بچوں کا موسم بہار ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکامل"[1] میں تخریج کی ہے، اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "العلل المتناهية"[2] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی ابرہیم بن محمد بن یوسف پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[3] میں محمد بن مخلد کے ترجمہ میں فرماتے

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:۵۰۳/۷،الرقم:۱۷۳٤،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

"الکامل" کی عبارت ملاحظہ ہو: "أخبرنا ابن قتيبة وعبدان، قالا: حدثنا إبراهيم بن محمد بن يوسف، حدثنا محمد بن مخلد الحمصي، حدثنا مالك بن أنس، عن أبي حازم عن سهل بن سعد، قال مر النبي صلى الله عليه وسلم صلى الله عليه وسلم بالصبيان وهم يلعبون بالتراب فنهاهم عمر بن الخطاب، فقال النبي صلى الله عليه وسلم دعهم يا عمر فإن التراب ربيع الصبيان".

[2] العلل المتناهية:٤٢/١،رقم:٣٩،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان،الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال:۵۰۳/۷،الرقم:۱۷۳٤،عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب

ہیں:”يحدث عن مالك وغيره بالبواطيل“. محمد بن مخلد، مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے انتساب سے باطل احادیث روایت کرتا ہے۔

پھر حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:”وهذا حديث منكر بهذا الإسناد“. یہ حدیث اس اسناد سے منکر ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”ذخيرة الحفاظ“[1] میں اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ”العلل المتناهية“[2] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث روایت کے متن کے بارے میں فرماتے ہیں:”إن المتن لا يصح“[3]. بلاشبہ یہ متن ”لایصح“ ہے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المقاصد الحسنة“[4] میں، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

العلمية ـ بيروت .

[1] ذخيرة الحفاظ:ص:١١٧٥،رقم ٢٥٠٠، ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار السلف الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[2] العلل المتناهية:٤٢/١،رقم:٣٩،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان،الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[3] انظر المقاصد الحسنة:١٨٣،رقم:٣٢٥،ت:عبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.

”المقاصد الحسنہ“ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو:”الطبراني عن سهل بن سعد به مرفوعا، وكذا رواه القضاعي من حديث مالك بن سعير [كذا في الأصل، والصحيح: سعيد]، عن مالك عن نافع عن ابن عمر به، والأول أيضا يروى من حديث مالك، وقال الخطيب: إن المتن لا يصح“.

[4] المقاصد الحسنة:١٨٣،رقم:٣٢٥،ت:عبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.

نے "جمع الجوامع"[1] میں، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الموضوعات"[2] میں، علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "التيسير"[3] میں، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "كشف الخفاء"[4] میں اور علامہ محمد بن درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ "أسنى المطالب"[5] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص العلل"[6] اور "المغني"[7] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "وهذا باطل". اور یہ روایت باطل ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[8] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"رواه الطبراني، وفيه محمد بن الدعيبي [كذا في الأصل، والصحيح: الرُعَيْنى]، وهو متهم بهذا الحديث وغيره". طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے، اور اس میں محمد بن رُعَینی ہے، اور وہ اس حدیث وغیرہ کی وجہ سے متہم ہے۔

---

[1] جمع الجوامع:٦٠٢/٣،رقم:١٠٣٥٢،دار السعادة ـ الأزهر الشريف،الطبعة١٤٢٦هـ.

[2] تذكرة الموضوعات:ص:١٨٧،دار أحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

[3] التيسير:٤٦٠/١،مكتبة الإمام الشافعي ـ الرياض.

[4] كشف الخفاء:٣٠٣/١،رقم:٩٦٥،مكتبة القدسي ـ القاهرة،الطبعة ١٣٥١هـ.

[5] أسنى المطالب:ص:١١٦،رقم:٥١٧،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[6] تلخيص العلل:١٣٥/١،رقم١٧،ت:أبي عبيد محفوظ الرحمن زين الله،الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة ١٣٩٩هـ.

[7] المغني في الضغفاء:٣٧٠/٢،رقم:٥٩٦٥،ت:أبي الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[8] مجمع الزوائد:١٥٩/٧،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربى ـ بيروت.

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ "فیض القدیر"[1] میں زیر بحث ذکر کرکے فرماتے ہیں: "قال الخطيب: المتن لا يصح، وقال ابن الجوزي: قال ابن عدي: حديث منكر، وقال الهيثمي: فيه محمد الرعيني متهم بهذا الحديث".

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کا متن "لا یصح" ہے، اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے: یہ حدیث منکر ہے، اور ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں محمد رُعَینی ہے، جو اس حدیث کی وجہ سے متہم ہے۔

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التنویر"[2] میں علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ امیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ امیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے "النخبة البهية"[3] میں قطع نظر کسی خاص سند کے اس روایت کو "لا یصح" کہا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو اسلم محمد بن مخلد رُعَینی حمصی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لم أر في حديثه منكرا"[4]. میں نے

---

[1] فیض القدیر: ص: ۲۸۱/۳، دار المعرفة ـ بیروت، الطبعة الثانیة ۱۳۹۱ھـ.

[2] التنویر شرح الجامع الصغیر: ۱۲۱/۵، رقم: ۳۳۸٦، ت: محمد إسحاق محمد إبراهیم، دار السلام ـ الریاض، الطبعة الأولى ۱٤۳۲ھـ.

[3] النخبة البهیة في الأحادیث المكذوبة علی خیر البریة: ص: ٤٦، رقم: ۸۲، ت: زهیر الشاوش، المكتب الإسلامي ـ بیروت.

[4] الجرح والتعدیل: ۹۳/۸، رقم: ۳۹۷، دار الكتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲ھـ.

اس کی کوئی منکر حدیث نہیں دیکھی ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں محمد بن مخلد کے بارے میں فرماتے ہیں: "يحدث عن مالك وغيره بالبواطيل". مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے انتساب سے باطل احادیث بیان کرتا ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث روایت اور دیگر روایات کی تخریج کرکے فرماتے ہیں: "ولمحمد بن مخلد غير ما ذكرت من الحديث، وهو منكر الحديث عن كل من يروي عنه". اور محمد بن مخلد کی میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ بھی احادیث ہیں، یہ جن سے بھی روایت کرے اُس میں یہ منکر الحدیث ہوتا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخيرة الحفاظ"[2] میں، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "العلل المتناهية"[3] میں، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[4] میں، اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[5] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:٥٠٣/٧،رقم:١٧٣٤،ت:عادل أحمدعبدالموجود وعلي محمدمعوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] ذخيرة الحفاظ:ص:١١٧٥،رقم ٢٥٠٠، ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار السلف الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[3] العلل المتناهية:٤٢/١،رقم:٣٩،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان،الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[4] المغني في الضعفاء:٣٧٠/٢،رقم:٥٩٦٥،ت:أبي الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[5] تنزيه الشريعة:١١٣/١،رقم: ٢٦٠،ت:عبد الوهاب وعبد الله الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠١هـ.

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "غرائب مالك"[1] میں محمد بن مخلد کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ "فتح الباب"[2] میں فرماتے ہیں: "حدث عن مالك بن أنس بمناكير". اس نے مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے انتساب سے مناکیر بیان کی ہیں۔

حافظ ابو الحسن ابن قطان رحمۃ اللہ علیہ "بيان الوهم"[3] میں ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "ومحمد بن مَخْلَد الرُعَيْني لم تثبت عدالته، وهو حمصي يكنى أبا أسلم، سئل عنه أبو حاتم فقال: لم أر في حديثه منكرا".

محمد بن مخلد کی عدالت ثابت نہیں ہے، اور یہ حمصی ہے، اس کی کنیت ابو اسلم ہے، اس کے بارے میں ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: میں نے اس کی کوئی منکر حدیث نہیں دیکھی۔

حافظ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ "الإرشاد"[4] میں فرماتے ہیں: "يروي عن مالك أحاديث لا يتابع عليها، يتفرد بها، وهو صالح". یہ مالک رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے ایسی احادیث نقل کرتا ہے جن میں اس کی متابعت نہیں کی جاتی، یہ اُن سے

---

[1] انظر لسان الميزان:٤٩٦/٧،رقم:٧٣٩٠،ت:عبد الفتاح أبوغدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] فتح الباب فی الکنی والألقاب:ص:١٠٤،رقم:٦٥٢،ت:أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي،مكتبة الكوثر ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[3] بيان الوهم والايهام الواقعين في كتاب الأحكام:٨٦٤/٣،ت:الحسين آيت سعيد،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[4] الإرشاد:٢٦٤/١،رقم:١٠٤،ت:محمد سعيد بن عمر إدريس،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

نقل میں متفرد ہوتا ہے، اور یہ صالح ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخیص العلل"[1] میں محمد بن مخلد حمصی کو "هالك" کہا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[2] میں ایک روایت کے تحت محمد بن مخلد کو "ضعیف جداً" کہا ہے۔

روایت بطریق محمد بن مخلد رُعینی کا حکم

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث اس اسناد سے منکر ہے"، حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے، حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "بلا شبہ یہ متن "لایصح" ہے"، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ، اور علامہ محمد بن محمد الحوت رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ روایت باطل ہے"، نیز حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس میں محمد بن مخلد رُعینی ہے، اور وہ اس حدیث وغیرہ کی وجہ سے متہم ہے"، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق مالک بن سعید

قاضی ابو عبداللہ محمد بن سلامہ قضاعی رحمۃ اللہ علیہ "مسند الشهاب"[3] میں تخریج

---

[1] تلخيص العلل: ١/١٣٥، رقم ١٧، ت: أبي عبيد محفوظ الرحمن زين الله، الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة ١٣٩٩هـ۔

[2] مجمع الزوائد: ٥/١٥٢، ت: حسام الدين القدسي، دار الكتاب العربي ۔ بيروت.

[3] مسند الشهاب ١/١٨٥، رقم: ٢٧٣، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، مؤسسة الرسالة ۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ۔

فرماتے ہیں:

”أخبرنا أبو القاسم يحيى بن أحمد بن علي بن الحسين، ثنا جدي علي بن الحسين بن بندار، ثنا علي بن عبد الحميد الغضائري، ثنا محمد بن يوسف الفريابي بمكة، ثنا مالك بن سعيد، عن مالك، عن نافع، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: التراب ربيع الصبيان“.

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مٹی بچوں کا موسم بہار ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث روایت کے متن کے بارے میں فرماتے ہیں: ”إن المتن لا يصح“[1]. **بلاشبہ یہ متن** ”لا یصح“ **ہے۔**

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المقاصد الحسنة“[2] **میں، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے** ”جمع الجوامع“[3] **میں، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے** ”تذكرة الموضوعات“[4]

---

[1] انظر المقاصد الحسنة:۱۸۳،رقم:۳۲۵،ت:عبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.

”المقاصد الحسنہ“ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: ”الطبراني عن سهل بن سعد به مرفوعا، وكذا رواه القضاعي من حديث مالك بن سعير [كذا في الأصل، والصحيح: سعيد]، عن مالك عن نافع عن ابن عمر به، والأول أيضا يروى من حديث مالك، وقال الخطيب: إن المتن لا يصح“.

[2] المقاصد الحسنة:۱۸۳،رقم:۳۲۵،ت:عبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ

[3] جمع الجوامع:۶۰۲/۳،رقم:۱۰۳۵۲، دار السعادة ـ الأزهر الشريف،الطبعة ١٤٢٦هـ.

[4] تذكرة الموضوعات:ص:۱۸۷،دار أحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

میں، علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "التیسیر"[1] میں، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "کشف الخفاء"[2] میں اور علامہ محمد بن درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ نے "أسنی المطالب"[3] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ امیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ امیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے "النخبة البهية"[4] میں قطع نظر کسی خاص سند کے اس حدیث کو "لا یصح" کہا ہے۔

اہم نوٹ:

تلاش بسیار کے باوجود امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرنے والے راوی مالک بن سعید کا ترجمہ نہیں مل سکا۔

روایت بطریق مالک بن سعید کا حکم

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "بلاشبہ یہ متن "لا یصح" ہے"، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ، اور علامہ محمد بن محمد الحوت رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، نیز سند کے راوی مالک بن سعید کا ترجمہ بھی نہیں ملتا، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] التيسير: ٤٦٠/١، مكتبة الإمام الشافعي ـ الرياض.

[2] كشف الخفاء: ٣٠٣/١، رقم: ٩٦٥، مكتبة القدسي ـ القاهرة، الطبعة ١٣٥١هـ.

[3] أسنى المطالب: ص: ١١٦، رقم: ٥١٧، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[4] النخبة البهية في الأحاديث المكذوبة على خير البرية: ص: ٤٦، رقم: ٨٢، ت: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي ـ بيروت.

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

تفصیل گزر چکی ہے کہ دو مختلف سندوں سے منقول اس روایت کے بارے میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث اس اسناد سے منکر ہے"، حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے، حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "بلاشبہ یہ متن "لایصح" ہے"، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ، اور علامہ محمد بن محمد الحوت رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ روایت باطل ہے"، نیز حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس میں محمد بن مَخْلَد رُعَیْنی ہے، اور وہ اس حدیث وغیرہ کی وجہ سے متہم ہے"، اس لئے زیر بحث روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الکبیر"[1] میں زیر بحث روایت محمد بن ابی سیابہ بصری کے ترجمہ میں حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر ذکر کی ہے، ملاحظہ ہو:

"محمد بن أبي سيابة البصري، سمع عكاش بن الأشعث البصري، سمع الحسن قال: التراب ربيع الصبيان". حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مٹی بچوں کا موسم بہار ہے۔

---

[1] التاريخ الكبير: ١١٣/١، رقم: ٣١٨، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

روایت نمبر (۱۳)

روایت: "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "من أكل طعاما وذو عين ينظر إليه، فلم يطعمه، أصابه داء يقال له النَفْس". جو شخص کھانا کھا رہا ہو اور کوئی ذو چشم جاندار اسے دیکھ رہا ہو، پھر وہ اسے کھانا نہ کھلائے، تو وہ شخص ایسی مرض میں مبتلا ہو گا جسے "نَفَس" کہا جاتا ہے"۔

حکم: اس روایت کے متن کے بارے میں حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث مالک رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے، نیز جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے باطل ہے"، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "یہ مالک رحمۃ اللہ علیہ پر جھوٹ بولا گیا ہے"، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ جھوٹی حدیث ہے"، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

زیر بحث روایت دو طرق سے منقول ہے: (۱) روایت بطریق یحیی بن محمد بن خُشَیش (۲) روایت بطریق ابو محمد صالح ہنسکوری

روایت بطریق یحیی بن محمد بن خُشَیش

زیر بحث روایت حافظ ابو طاہر سلفی رحمۃ اللہ علیہ نے "المشيخة البغدادية"[1] میں ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"أخبرنا الشيخ أبو الحسين الطُيوري، قراءة عليه، في ربيع الآخر سنة أربع وتسعين، وبقراءتي عليه بعد ذلك، في ذي الحجة سنة ست وتسعين

[1] المشيخة البغدادية: ۱۰/۴۰، رقم: ۴۲، مخطوط من الشاملة.

وأربعمائة، أنا أبو محمد الخلال الحافظ، نا أبو الحسن علي بن عمر الدارقطني الحافظ، أنا سألته فحدثني، نا محمد بن علي بن إسماعيل الأبلي [كذا في الأصل]، نا يحيى بن محمد بن حنيش [كذا في الأصل]، نا سليمان بن إبراهيم بن زرعة القيرواني، نا عبد الرحمن بن أشرس، نا مالك بن أنس، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن جابر، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أكل طعاما، وذو عين ينظر إليه، فلم يطعمه، أصابه داء يقال له النَفْس".

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کھانا کھا رہا ہو، اور کوئی ذو چشم جاندار اسے دیکھ رہا ہو، پھر وہ اسے کھانا نہ کھلائے، تو وہ شخص ایسی مرض میں مبتلا ہوگا جسے "نَفَس" کہا جاتا ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان"[1] میں یحیی بن محمد بن خُشَیش کے ترجمہ میں اسے "صاحب مناکیر" کہہ کر زیر بحث روایت کو اس کی "بلایا" میں سے قرار

---

[1] میزان الاعتدال: ٤٠٨/٤، رقم: ٩٦٢٥، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "**يحيى بن محمد بن خُشَيش:** أظنه مغربيا صاحب مناكير، روى عن أهل القيروان، حدث عنه أبو طالب أحمد بن نصر الحافظ، فمن بلاياه، روى أبو طالب عنه، حدثنا أبو زرعة سليمان بن إبراهيم القيرواني، حدثنا عبد الرحمن بن أشرس، حدثنا مالك، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن جابر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكل طعاما، وغيره ينظر إليه، فلم يطعمه، أصابه داء يقال له "النفس"، قال مالك: هو داء لا دواء له، هذا كذب على مالك، وقال أبو طالب: حدثنا يحيى، حدثنا أحمد بن يحيى القيرواني، حدثنا عنبسة بن خارجة، حدثنا مالك، عن نافع، عن ابن عمر، مرفوعا: لعنت القدرية على لسان اثنين وسبعين نبيا، أولهم نوح".

دیاہے، پھر فرماتے ہیں:

"قال مالك: هو داء لا دواء له، هذا كذب على مالك". **مالک** رحمۃ اللہ علیہ **فرماتے ہیں: وہ (یعنی "نفس") ایک ایسا مرض ہے جس کی کوئی دواء نہیں ہے، یہ مالک** رحمۃ اللہ علیہ **پر جھوٹ بولا گیا ہے۔**

علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ "الكشف الحثيث"[1] **میں حافظ ذہبی** رحمۃ اللہ علیہ **کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:**

"والحاصل أنه لم يصرح بأنه وضع، لكن قوله فمن بلاياه في قوة ذلك، وقد ذكر في ترجمة سعيد بن معن حديثا، في سنده يحيى هذا، ثم قال: رواه الحسن بن يوسف الفحام أيضا عن ابن خُشَيش، فلعله الذي اختلقه انتهى، فظاهر عبارة الذهبي أن المختلق ابن خُشَيش، والله أعلم".

اور حاصل یہ ہے کہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ **نے اس بات کی صراحت نہیں کی کہ اس حدیث کو یحییٰ نے گھڑا ہے، لیکن ذہبی** رحمۃ اللہ علیہ **کا یہ قول "فمن بلاياه" اس کو تقویت دیتا ہے، اور ذہبی** رحمۃ اللہ علیہ **نے سعید بن معن کے ترجمہ میں ایک حدیث ذکر کی ہے، جس کی سند میں یہ یحییٰ موجود ہے، پھر ذہبی** رحمۃ اللہ علیہ **فرماتے ہیں: اسے حسن بن یوسف فحّام نے بھی ابن خُشَیش سے روایت کیا ہے، شاید کہ اسی نے اسے گھڑا ہے، ذہبی** رحمۃ اللہ علیہ **کی عبارت مکمل ہوئی، ذہبی** رحمۃ اللہ علیہ **کی عبارت کا ظاہر یہ ہے کہ گھڑنے والا ابن خُشَیش ہے، واللہ اعلم۔**

---

[1] الكشف الحثيث عمن رمي بوضع الحديث: ص: ۲۸۱، رقم: ۸٤۲، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۷هـ.

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "التکمیل"[1] میں ابن خُشَیش کے ترجمہ میں زیر بحث روایت حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وهو مكذوب، وكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم". اور یہ جھوٹی حدیث ہے، اور یحیی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان"[2] میں فرماتے ہیں:

"...فأورد الحديث الأول في الغرائب، عن محمد بن علي بن إسماعيل الأيلي، عن يحيى بن محمد بن خشيش به، وقال: هذا باطل عن مالك، وعن جعفر، ومن دون مالك ضعفاء، وقد تابع الأيلي أبو طالب بن نصر، أخرجه الخطيب في غرائب مالك من طريقه وقال: غريب جدا".

"۔۔۔دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ پہلی حدیث (یعنی زیر بحث روایت) "الغرائب" میں "محمد بن علی بن اسماعیل ایلی، عن یحیی بن محمد بن خُشَیش بہ" کے طریق سے لا کر

[1] التكميل في الجرح والتعديل ومعرفة الثقات والضعفاء والمجاهيل:٢٧٣/٢،رقم:١٣٢٦،ت:شادي بن محمد بن سالم آل نعمان،مكتبة ابن عباس ـ مصر،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

[2] لسان الميزان:٤٧٥/٨،رقم: ٨٥٢٠،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو:"وقد ضعفه الدارقطني، وضعف شيخه، وشيخ شيخه، فأورد الحديث الأول في الغرائب، عن محمد بن علي بن إسماعيل الأيلي، عن يحيى بن محمد بن خُشَيش به وقال: هذا باطل، عن مالك، وعن جعفر، ومن دون مالك ضعفاء، وقد تابع الأيلي أبو طالب بن نصر، أخرجه الخطيب في غرائب مالك من طريقه، وقال: غريب جدا، وتقدم ليحيى حديث في ترجمة داود بن يحيى، وآخر في ترجمة سعيد بن معن، تفرد به ابن خُشَيش هذا، وذكر الدارقطني أنه باطل".

فرماتے ہیں: ''یہ حدیث مالک رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے، نیز جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے باطل ہے، اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے والے ضعیف ہیں''، اور ابو طالب بن نصر نے ایلی کی متابعت کی ہے، خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے ''غرائب مالک'' میں اس طریق سے تخریج کر کے اسے ''غریب جداً'' کہا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو زکریا یحیی بن محمد بن خُشَیش بن یحیی افریقی (المتوفی بعد ۲۸۰ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ''تاریخ بغداد''[۱] میں ابن خُشَیش کے بارے میں فرماتے ہیں: ''وفي حديثه غرائب ومناكير''. اور اس کی حدیث میں غرائب اور مناکیر ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ''میزان''[۲] میں ابن خُشَیش کے بارے میں فرماتے ہیں: ''أظنه مغربيا، صاحب مناكير''. میرے خیال میں یہ مغربی ہے، صاحبِ مناکیر ہے۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ذیل میزان''[۳] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ ''تنزیه الشریعة''[۴] میں ابن خُشَیش کو وضاعین

---

[۱] تاريخ بغداد: ٣٢٧/١٦، رقم: ٧٤٧٠، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ــ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[۲] ميزان الاعتدال: ٤٠٨/٤، رقم: ٩٦٢٥، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ــ بيروت.

[۳] ذيل ميزان الاعتدال: ص: ٤٥، رقم: ١٥٥، ت: أبو رضا الرفاعي، دار الكتب العلمية ــ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[۴] تنزيه الشريعة: ١٢٨/١، رقم: ٣٨، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ــ

و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "اتهمه أبو سعيد النقاش بالوضع". ابو سعید نقاش رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا ہے۔

روایت بطریق یحیی بن محمد بن خُشَیش کا حکم

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث مالک رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے، نیز جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے باطل ہے"، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ مالک رحمۃ اللہ علیہ پر جھوٹ بولا گیا ہے"، علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ جھوٹی حدیث ہے، اور یحیی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولا ہے"، اس لئے اس روایت کو اس طریق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق ابو محمد صالح ہنسکوری

علامہ عبد الباقی ایوبی رحمۃ اللہ علیہ "المناهل"[1] میں "المسلل بين الفاسيين" کے تحت تخریج فرماتے ہیں:

"أروي عن سيدي محمد بن جعفر بن الطائع الفاسي، عن أبيه، عن الوليد العراقي الفاسي، عن الطيب بن عبد المجيد بن كيران الفاسي، عن محمد بن الطالب بن سودة الفاسي، عن محمد بن قاسم جسوس الفاسي، عن عمه أبي محمد عبد السلام بن حمدون جسوس الفاسي، عن عبد القادر الفاسي، عن عمه أبي السرور محمد بن أبي المحاسن يوسف

بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[1] المناهل السلسة في الأحاديث المسلسلة: ص: ١٦٤، رقم: ١٥٨، مكتبة القدسي، الطبعة ١٣٥٧هـ.

الفاسي، عن محمد بن قاسم القصار الفاسي، عن رضوان بن عبد الله الجنوي، عن سقين دفين فاس، عن أحمد بن أحمد زَرُّوق الفاسي، عن أبي عبد الله القَوْري، عن أبي موسى عمران بن موسى الجاناني، عن أبي عمران موسى بن محمد العبدوسي، عن عبد العزيز القروي، عن أبي الحسن الصُغَيِّر، عن أبي الفضل راشد الوليدي، عن أبي محمد صالح الهنسكوري، عن أبي القاسم بن زانف [كذا فيه، وفي العجالة: زالف]، وأبي موسى موسى المؤمناني، وأبي الحسن بن البقال، عن ابن بشكوال، عن أبي محمد بن عتاب، عن أبيه أبي عبد الله، عن أبي محمد مكي، عن ابن أبي زيد، عن أبي ميمونة دَرَّاس بن إسماعيل الفاسي، عن ابن اللَبَّاد، عن يحيى بن عمر، عن أبي القاسم [كذا فيه، وفي العجالة: عبد الرحمن بن القاسم]، عن مالك، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن جابر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكل طعاما، وذو عين ينظر إليه، فلم يطعمه، أصابه داء يقال له النَفْس .

قال ابن الطيب: الحديث حسن، وله شواهد، وربما ترقيه لدرجة الصحة لغيره، والله أعلم".

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کھانا کھا رہا ہو، اور کوئی ذو چشم جاندار اسے دیکھ رہا ہو، پھر وہ اسے کھانا نہ کھلائے، تو وہ شخص ایسی مرض میں مبتلا ہو گا جسے "نَفُس" کہا جاتا ہے۔

ابن طیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے، اور اس کے شوہد ہیں، اور بسا اوقات وہ اسے ترقی دے کر صحیح لغیرہ تک پہنچا دیتے ہیں، واللہ اعلم۔

یہی روایت علامہ ابوالفیض محمد یاسین بن محمد فادانی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے "العجالة"[1] میں تخریج کی ہے، دونوں سندیں سند میں موجود راوی محمد بن جعفر بن طائع پر مشترک ہو جاتی ہیں۔

علامہ محمد یاسین فادانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں علامہ ابن طیب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں یہ اضافی جملہ بھی ہے: "النَفْس العين". نَفُس نظرِ بد ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ سند میں موجود درج ذیل راویوں کا ترجمہ تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکا: ① سقین دفین فاس ② ابو محمد صالح ہنسکوری ③ ابو القاسم

---

[1] العجالة في الأحاديث المسلسلة:ص:٥١،رقم:٣٦،دار البصائر ـ دمشق،الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.

علامہ محمد یاسین فادانی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "المسلسل بالفاسيين: أخبرنا به حافظ العصر السيد محمد عبد الحي بن عبد الكبير الكتاني الفاسي، والزاهد الناسك الشريف أحمد التبر الفاسي، كلاهما عن السيد محمد بن جعفر بن الطائع الإدريسي الكتاني الفاسي، عن أبيه، عن أبي محمد عبد الله المدعو بالوليد العربي العراقي الحسيني الفاسي، عن الطيب بن عبد المجيد بن كيران الفاسي، عن محمد بن الطالب بن سودة الفاسي، عن أبي عبد الله محمد بن قاسم جسوس الفاسي، عن عمه أبي محمد عبد السلام بن حمدون جسوس الفاسي، عن الإمام عبد القادر الفاسي، عن عمه أبي السرور محمد بن أبي المحاسن يوسف الفاسي، عن أبي الذخائر محمد بن قاسم القصار الفاسي، عن سيدي رضوان بن عبد الله الجنوي، عن سقين دفين فاس، عن الشيخ أحمد بن أحمد زَرُّوق الفاسي، عن أبي عبد الله القَوْري، عن أبي موسى عمران بن موسى الجاناتي، عن أبي عمران موسى بن محمد العبدوسي، عن سيدي عبد العزيز القروي عن أبي الحسن الصُغَيّر، عن أبي الفضل راشد الوليدي، عن أبي محمد صالح الهنسكوري، عن أبي القاسم بن زالف، وأبي موسى المؤمناني، وأبي الحسن بن البقال، عن ابن بشكوال، عن أبي محمد بن عتاب، عن أبيه، عن أبي محمد مكي، عن ابن أبي زيد، عن أبي ميمونة دَرَّاس بن إسماعيل الفاسي، عن ابن اللَبَّاد، عن يحيى بن عمر، عن عبد الرحمن بن القاسم، عن مالك، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن جابر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكل طعاما، وذو عين ينظر إليه، فلم يطعمه، أصابه داء يقال له النَفْس، قال ابن الطيب: النَفْس العين، ونفسه أصابه بالعين، والحديث حسن، وله شواهد ربما ترقيه لدرجة الصحة لغيره، والله أعلم".

بن زانف ④ ابو موسی موسی مؤمنانی۔

نیز ''مناہل'' کی سند میں موجود امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرنے والے راوی ''ابو القاسم'' کی تعیین بھی نہیں ہو سکی، جبکہ ''عجالہ'' میں اس مقام پر عبد الرحمن بن قاسم لکھا ہے۔

اگر یہ درست ہے تو یہ ابو عبد اللہ عبد الرحمن بن قاسم بن خالد عتقی ''ثقہ'' راوی ہے، جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرنے والا راوی ہے، لیکن پھر اس صورت میں عبد الرحمن بن قاسم عتقی (المتوفی ۱۹۱ھ) اور ابن لبّان لخمی (المتوفی ۳۳۳ھ) کے شیخ فقیہ یحیی بن عمر بن یوسف اندلسی (المولد ۲۱۳ھ اور المتوفی ۲۸۹ھ) کے مابین انقطاع ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق ابو محمد صالح ہنکوری کا حکم

آپ ماقبل تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ سند میں موجود چار راویوں کے تراجم نہیں مل سکے: ① سقین دفین فاس ② ابو محمد صالح ہنکسوری ③ ابو القاسم بن زانف ④ اور ابو موسی موسی مؤمنانی، اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ نفسِ متن کے بارے میں حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ حدیث مالک رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے، نیز جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے باطل ہے''، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''یہ مالک رحمۃ اللہ علیہ پر جھوٹ بولا گیا ہے''، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ جھوٹی حدیث ہے''، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

آپ ما قبل تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ اس روایت کے متن کے بارے میں حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث مالک رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے، نیز جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے باطل ہے"، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "یہ مالک رحمۃ اللہ علیہ پر جھوٹ بولا گیا ہے"، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ جھوٹی حدیث ہے"، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ تقریباً بالکل اس جیسی ایک غیر مسند روایت "حصہ چہارم" میں گزر چکی ہے۔

روایت نمبر ⑭

روایت: ’’آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالی کے سامنے چالیس دن روتے رہے اور چالیس دن گزرنے کے بعد کہا: اے اللہ! میرے اس رونے دھونے پر آپ رحم نہیں فرماتے؟ اللہ تعالی نے ان کی طرف وحی نازل فرمائی اور فرمایا: اے داؤد! تجھے اپنا رونا یاد ہے اور اپنی غلطی تجھے یاد نہیں؟‘‘۔

حکم: زیر بحث روایت کا پہلا جزء: ’’حضرت داؤد علیہ السلام کا چالیس دن تک اللہ تعالی کے سامنے روتے رہنا‘‘ مرفوعاً (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے طور پر) ’’شدید ضعیف‘‘ ہے، اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، تاہم ’’اسرائیلی روایت‘‘ کے طور پر بیان کر سکتے ہیں، اور دوسرا جزء ہے: ’’داؤد علیہ السلام نے کہا: اے اللہ! میرے اس رونے دھونے پر آپ رحم نہیں فرماتے، اللہ تعالی نے ان کی طرف وحی نازل فرمائی اور کہا: اے داؤد! تجھے اپنا رونا یاد ہے، اور اپنی غلطی تجھے یاد نہیں‘‘، یہ مرفوعاً سند کے ساتھ نہیں مل سکا، چنانچہ سند ملنے تک اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، تاہم بظاہر اسے ’’اسرائیلی روایت‘‘ کہہ کر بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، واللہ اعلم۔

زیر بحث روایت کے دو اجزاء ہیں:

① حضرت داؤد علیہ السلام چالیس دن اللہ تعالی کے سامنے روتے رہے۔

② چالیس دن گزرنے کے بعد کہا: اے اللہ! میرے اس رونے دھونے پر آپ رحم نہیں فرماتے، اللہ تعالی نے ان کی طرف وحی نازل فرمائی اور کہا: اے داؤد! تجھے اپنا رونا یاد ہے، اور اپنی غلطی تجھے یاد نہیں۔

ذیل میں پہلے جزء اول کی پھر جزء ثانی کی تحقیق پیش کی جائے گی۔

① حضرت داود علیہ السلام چالیس دن اللہ تعالی کے سامنے روتے رہے۔

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تفسیر"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثني يونس، قال: أخبرنا ابن وهب، قال: أخبرني ابن لهيعة، عن أبي صخر، عن يزيد الرقاشي، عن أنس بن مالك، سمعه يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن داود النبي صلى الله عليه وسلم حين نظر إلى المرأة، فأهم، قطع على بني إسرائيل بعثا، فأوصى صاحب البعث، فقال: إذا حضر العدو، فقرب فلانا بين يدي التابوت، وكان التابوت في ذلك الزمان يستنصر به، من قدم بين يدي التابوت لم يرجع حتى يقتل أو ينهزم عنه الجيش، فقتل زوج المرأة، ونزل الملكان على داود، يقصان عليه قصته، ففطن داود، فسجد، فمكث أربعين ليلة ساجدا، حتى نبت الزرع من دموعه على رأسه، وأكلت الأرض جبينه، وهو يقول في سجوده، فلم أحص من الرقاشي إلا هؤلاء الكلمات:

رب! زل داود زلة أبعد ما بين المشرق والمغرب، إن لم ترحم ضعف داود وتغفر ذنبه، جعلت ذنبه حديثا في الخلوف من بعده، فجاءه جبرائيل من بعد أربعين ليلة، فقال: يا داود! إن الله قد غفر لك الهم الذي هممت به، فقال داود: علمت أن الرب قادر على أن يغفر لي الهم الذي هممت به، وقد

[1] جامع البيان: ٧٤/٢٠، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

عرفت أن الله عدل لا يميل، فكيف بفلان إذا جاء يوم القيامة، فقال: يا رب! دمي الذي عند داود؟ فقال جبرائيل: ما سألت ربك عن ذلك، ولئن شئت لأفعلن، قال: نعم، فعرج جبريل، وسجد داود، فمكث ما شاء الله، ثم نزل، فقال: قد سألت الله، يا داود! عن الذي أرسلتني فيه، فقال: قل لداود: إن الله يجمعكما يوم القيامة، فيقول: هب لي دمك الذي عند داود، فيقول: هو لك يا رب! فيقول: فإن لك في الجنة ما شئت وما اشتهيت عوضا".

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: داؤد علیہ السلام نے جب عورت کی طرف دیکھا تو رنجیدہ ہو گئے، انہوں نے بنی اسرائیل سے ایک لشکر الگ کر کے تیار کیا، پھر لشکر کے امیر کو وصیت کرتے ہوئے کہا: جب دشمن سے سامنا ہو تو اس تابوت کے سامنے فلاں کو قریب کر دینا، اور اس زمانہ میں تابوت سے مدد چاہی جاتی تھی، جو شخص تابوت کے سامنے قریب کر دیا جاتا وہ نہیں لوٹتا حتی کہ شہید ہو جاتا یا لشکر شکست کھا لیتا، جس کے نتیجہ میں اس عورت کا خاوند شہید ہو گیا، اور دو فرشتوں نے اتر کر داؤد علیہ السلام کے سامنے اس قصہ کو بیان کیا، تو داؤد علیہ السلام سمجھ گئے، پھر آپ سجدہ میں گر گئے، چالیس راتیں آپ حالتِ سجدہ میں رہے، یہاں تک کہ آپ کے سر پر آپ کے آنسوں سے گھاس اگ گئی، اور مٹی نے آپ کے رخسار کو کھا لیا، اور میں نے (سند کے راوی) رقاشی سے ان کلمات کو محفوظ کیا ہے، داؤد علیہ السلام سجدہ میں یہ کہتے:

اے میرے رب! داؤد ایسی ذلت کا شکار ہو چکا ہے جو مشرق و مغرب کے مابین مسافت سے بڑھ کر دور کی ذلت ہے، اگر آپ داؤد کے ضعف پر رحم نہیں

کریں گے اور ان کے گناہوں کی بخشش نہیں کریں گے، تو آپ نے ان کے گناہوں کو ان کے بعد والے لوگوں میں ایک واقعہ بنا دیا ہے، سو چالیس راتوں کے بعد جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: اے داؤد! اللہ تعالی نے آپ کے اس غم کی بخشش کر دی جس میں آپ غمگیں تھے، تو داؤد علیہ السلام نے کہا: مجھے یہ بات معلوم ہے کہ میرا رب اُس غم کی بخشش پر قدرت رکھتا ہے جس میں میں غمگیں ہوں، اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اللہ تعالی عادل ہیں وہ کسی طرف مائل نہیں ہوتے، لیکن جب روزِ قیامت فلاں آ کر کہے گا: اے رب! میرا خون داؤد علیہ السلام کے پاس ہے؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں اس بارے میں آپ کے رب سے پوچھوں گا، اور اگر آپ چاہیں تو میں ایسا ضرور کروں گا، تو داؤد علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں، جبرائیل علیہ السلام بلندی پر تشریف لے گئے، اور داؤد علیہ السلام سجدہ میں گر گئے، جب تک اللہ تعالی کو منظور ہوا وہ اس حالت میں رہے، پھر جب جبرائیل علیہ السلام اترے، تو انہوں نے کہا: اے داؤد! جس غرض سے آپ نے مجھے بھیجا تھا میں نے اس کے بارے میں اللہ تعالی سے سوال کیا تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ داؤد سے کہو: بے شک روزِ قیامت اللہ تعالی تم دونوں کو اکٹھا کرے گا، پھر اللہ تعالی اس شخص سے کہیں گے: داؤد علیہ السلام کا خون مجھے ہبہ کر دے، تو وہ کہے گا: اے میرے رب! یہ آپ کے لئے ہے، چنانچہ اللہ تعالی فرمائیں گے: بطور عوض جنت میں تمہارے لئے ہر وہ چیز ہے جو تم چاہو، جس کی تمہیں خواہش ہو۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تاریخ"[1] میں بھی تخریج کی

---

[1] تاريخ الطبري تاريخ الرسل والملوك: ٤٨٣/١، ت: محمد أبو الفضل إبراهيم، دار المعارف ـ مصر، الطبعة

ہے، اور امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشف و البيان"[1] میں اور امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تفسير"[2] میں تخریج کی ہے، نیز یہی روایت حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "نوادر الأصول"[3] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی ابو صخر پر مشترک ہو جاتی ہیں۔

سند میں موجود راوی ابو عمرو یزید بن ابان رقاشی بصری کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ فضل بن موسی سِیْسَانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سلیمان اعمش رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں: " أتيت يزيد الرقاشي وهو يقص، فجلست في ناحية أستاك، فقال لي: أنت هاهنا؟ قلت: أنا هاهنا في سنة، وأنت في بدعة"[4]. میں یزید رقاشی کے پاس آیا، وہ قصے بیان کر رہے تھے، میں ایک کونے میں ہو کر مسواک کرنے لگا، یزید رقاشی نے مجھ سے کہا: تم یہاں ہو؟ میں نے کہا: میں یہاں سنت میں مشغول ہوں، اور تم بدعت میں مشغول ہو۔

حافظ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ " الطبقات الكبرى "[5] میں فرتے ہیں: "وكان ضعيفا

الثانية ١٣٨٧هـ.

[1] الكشف والبيان المعروف تفسير الثعلبي: ١٩٠/٨، ت: أبو محمد بن عاشور، دار إحياء التراث العربي ـ بيرت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] تفسير البغوي معالم التنزيل: ٨٢/٧، ت: محمد عبد الله النمر، عثمان جمعة ضميرية وسليمان مسلم الحرش، دار طيبة ـ الرياض، الطبعة ١٤٠٩هـ.

[3] نوادر الأصول في أحاديث الرسول: ٢٣/٤، رقم: ٨٣٢، ت: توفيق محمود تكله، دار النوادر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[4] المجروحين: ٩٨/٣، ت: محمود ابراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[5] الطبقات الكبرى: ١٨٢/٧، رقم: ٣١٨٨، ت: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.

قدریا". یہ ضعیف تھا، قدری تھا۔

امام فلاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " كان يحيى بن سعيد لا يحدث عن يزيد الرقاشي، وكان عبد الرحمن يحدث عنه"[1]. یحیی بن سعید، یزید رقاشی سے احادیث روایت نہیں کرتے تھے، جبکہ عبد الرحمن ان سے احادیث روایت کرتے تھے۔

علامہ ابو طالب احمد بن حمید مُشکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قلت لأحمد بن حنبل: فيزيد الرقاشي لم ترك حديثه، بهوى كان فيه؟ قال: لا، ولكن كان منكر الحديث، وكان شعبة يحمل عليه، وكان قاصا"[2]. میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یزید رقاشی کی احادیث کیوں ترک کی گئی ہیں، اس ہوی (بدعت) کی وجہ سے جو ان میں موجود تھی؟ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایسا نہیں ہے، بلکہ وہ منکر الحدیث ہے، اور شعبہ رحمۃ اللہ علیہ ان پر "حمل" فرماتے تھے، اور یہ قصہ گو تھا۔

حافظ عبد اللہ بن احمد اپنے والد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں: "يزيد الرقاشي فوق أبان بن أبي عياش، وكان يضعفه، وقال: كان شعبة يشبهه بأبان بن أبي عياش"[3]. یزید رقاشی، ابان بن ابی عیاش سے بڑھ کر ہے، اور میرے والد ان کی تضعیف کرتے تھے، اور فرماتے کہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ، یزید رقاشی کو ابان بن ابی عیاش کے مشابہ قرار دیتے تھے۔

---

[1] الجرح والتعديل:۲۵۱/۹،رقم:۱۰۵۳،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدرآباد الدكن،الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.
[2] الجرح والتعديل:۲۵۱/۹،رقم:۱۰۵۳،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدرآباد الدكن،الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.
[3] الجرح والتعديل:۲۵۲/۹،رقم:۱۰۵۳،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدرآباد الدكن،الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أما يزيد الرقاشي: فليس بشيء، هو ضعيف"[1]. یزید رقاشی لیس بشیء، ضعیف ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: "رجل صالح، لكن حديثه ليس بشيء"[2]. یہ نیک شخص ہے، لیکن اس کی حدیث لیس بشیء ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے "الكنى"[3] میں اسے "متروك الحديث" کہا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[4] میں یزید کو "متروك [الحديث]" کہا ہے۔

حافظ ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان واعظا بكاء، كثير الرواية عن أنس بما فيه نظر، صاحب عبادة، وفي حديثه صنعة"[5]. یہ واعظ، بہت زیادہ رونے والا شخص تھا، انس رضی اللہ عنہ سے کثرت سے روایات نقل کرتا تھا جس میں نظر ہے، عبادت گزار تھا، اور اس کی حدیث میں کچھ کاریگری ہے۔

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لأن أزني أحب إلي من أن أروي عن يزيد الرقاشي"[6]. میں زنا کروں، مجھے یہ زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں یزید

---

[1] معرفة الرجال برواية ابن محرز: ۷۱/۱، رقم: ۱۶۷، ت: محمد كامل القصار، مطبوعات مجمع اللغة العربية ـ دمشق، الطبعة ۱٤۰٥هـ.

[2] المجروحين: ۹۸/۳، ت: محمود ابراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[3] الكنى والأسماء: ص: ٥۷۱، رقم: ۲۳۲۳، ت: عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

[4] الضعفاء والمتروكين: ۲٥۳، رقم: ٦۷۳، ت: بوران الضناوي، كمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة ۱٤۰٥هـ.

[5] الجرح والتعديل: ۲٥۲/۹، رقم: ۱۰٥۳، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

[6] الضعفاء الكبير: ۳۷۳/٤، رقم: ۱۹۸۳، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

رقاشی سے روایت کروں۔

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "لأن أقطع الطريق أحب إلي من أن أروي عن يزيد الرقاشي"[1]. میں راہزنی کروں مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں یزید رقاشی سے روایت کروں۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "رجل صالح، سمعت يحيى بن معين ذكره فقال: رجل صدق"[2]. یہ نیک شخص ہے، میں نے یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ سچا شخص ہے۔

حافظ یعقوب بن سفیان فَسَوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "فيه ضعف"[3]. اس میں ضعف ہے۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے یزید کو "متروك الحديث" کہا ہے[4]۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[5] میں فرماتے ہیں: "وكان من خيار عباد الله، من البكائين بالليل في الخلوات، والقائمين بالحقائق في السبرات، ممن غفل عن صناعة الحديث وحفظها، واشتغل بالعبادة وأسبابها حتى كان يقلب كلام الحسن فيجعله عن أنس عن النبي عليه الصلاة والسلام وهو لا يعلم، فلما كثر في روايته ما ليس من حديث أنس وغيره من الثقات بطل الاحتجاج

[1] الضعفاء الكبير: ٤/٣٧٣، رقم: ١٩٨٣، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] سؤالات أبي عبيد الآجري: ص: ٣٢٠، رقم: ٤٩١، ت: محمد علي قاسم العمري، المجلس العلمي ۔ المدينة المنورة، الطبعة ١٣٩٩.

[3] تهذيب الكمال: ٣٢/٦٩، رقم: ٦٩٥٨، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[4] تهذيب الكمال: ٣٢/٦٩، رقم: ٦٩٥٨، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[5] المجروحين: ٣/٩٨، ت: محمود ابراهيم زايد، دار المعرفة ۔ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

به، فلا تحل الرواية عنه إلا على سبيل التعجب، وكان قاصا، يقص بالبصرة ويبكي الناس، وكان شعبة يتكلم فيه بالعظائم".

اللہ کے نیک بندوں میں سے تھا، رات کی تنہائی میں بہت زیادہ رونے والوں، ٹھنڈی صبح میں حقائق کے ساتھ قیام کرنے والوں میں تھا، حدیث کے حفظ اور اس میں مہارت سے بے خبر تھا، عبادت اور اس کے اسباب میں اتنا مشغول تھا کہ حسن رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو انس رضی اللہ عنہ کا کلام سمجھ کر نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف بے خبری میں منسوب کر دیتا تھا، جب اس کی روایات میں کثرت سے انس رضی اللہ عنہ وغیرہ ثقات کی روایات میں ایسا ہوا تو اب اس سے احتجاج باطل ہے، اس سے روایت سوائے تعجب کے حلال نہیں ہے، وہ قصہ گوئی کرتا تھا، بصرہ میں لوگوں کو قصے سنا سنا کر رلاتا تھا، شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق بڑی بڑی باتیں کہی ہیں۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[1] میں فرماتے ہیں: "وليزيد الرقاشي أحاديث صالحة، عن أنس وغيره، ونرجو أنه لا بأس به برواية الثقات عنه من البصريين والكوفيين وغيرهم". یزید رقاشی کی انس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے صالح احادیث ہیں، اور مجھے امید ہے کہ یہ لا بأس بہ ہے اُن روایات میں جو اس سے بصری، کوفی وغیرہ ثقہ لوگ روایت کریں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[2] میں لکھتے ہیں: "العابد، عن أنس، قال النسائي وغيره: متروك". عابد ہے، یہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے، نسائی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اسے متروک کہا ہے۔

---

[1] الكامل: ١٣١/٩، رقم: ٢١٥٨، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] المغني في الضعفاء: ٥٣٤/٢، رقم: ٧٠٨٣، ت: أبي الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکاشف"[1] میں اسے "ضعیف" اور "تلخیص المستدرك"[2] میں "واه" کہا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "البداية والنهاية"[3] میں ایک روایت کے تحت یزید بن ابان کے بارے میں فرماتے ہیں: "فإنه غير مقبول الرواية عند الأئمة".
ائمہ کے نزدیک اس کی روایت مقبول نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یزید کو "تقريب التهذيب"[4] میں "زاهد، ضعيف" کہا ہے۔

اہم نوٹ:

ان عبارتوں کے ساتھ ساتھ یہ اصل ملحوظ رہے کہ ہر شدید ضعیف راوی کی ہر ہر روایت کا مردود ہونا ضروری نہیں، بلکہ ائمہ حدیث بعض ایسے راویوں کی بعض روایات دیگر قرائن وشواہد کی وجہ سے فضائل کے باب میں قبول بھی کر لیتے ہیں۔

پہلے جزء کا حکم (یعنی حضرت داؤد علیہ السلام کا چالیس دن اللہ تعالی کے سامنے رونا)

آپ ما قبل تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ زیر بحث پہلے جزء کی سند میں موجود راوی یزید بن ابان رقاشی کے بارے میں بعض ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، مکرر ملاحظہ فرمائیں:

---

[1] الكاشف:٣٨٠/٢،رقم:٦٢٧٧،ت:محمدعوامة،دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ .

[2] تلخيص المستدرك بذيل المستدرك على الصحيحين:٥٩٧/٢،ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي،دار المعرفة ـ بيروت .

[3] البداية والنهاية:٤١٧/٧،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي،دار هجر ـ مصر،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[4] تقريب التهذيب:ص:٥٩٩،رقم:٧٦٨٣،ت:محمد عوامة،دار الرشيد ـ سوريا،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

"میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یزید رقاشی کی احادیث کیوں ترک کی گئی ہیں، اس ہوی (بدعت) کی وجہ سے جو ان میں موجود تھی؟ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایسا نہیں ہے، بلکہ وہ منکر الحدیث ہے، اور شعبہ رحمۃ اللہ علیہ ان پر "حمل" فرماتے تھے، اور یہ قصہ گو تھا" (علامہ ابوطالب احمد بن حمید مُشکَانی رحمۃ اللہ علیہ)، "حدیثہ لیس بشیٔ" (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث" (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابواحمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ)، "میں زنا کروں یہ مجھے زیادہ پسند ہے اِس بات سے کہ میں یزید رقاشی سے روایت کروں" (امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ)، "میں راہ زنی کروں مجھے یہ زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں یزید رقاشی سے روایت کروں" (امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ)، "اس سے احتجاج باطل ہے، اس سے روایت سوائے تعجب کے حلال نہیں ہے" (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)۔

اور خاص اس تناظر میں کہ یزید بن ابان اسے نقل کرنے میں متفرد بھی ہے، یہ روایت کسی بھی طرح ضعفِ شدید سے خالی نہیں ہوسکتی، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ زیر بحث روایت میں مذکور "قتل" کی مفصل حکایت جاننے کے لئے دیکھئے: حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا من گھڑت روایات پر تعاقب (ص:۸۸)۔

اہم فائدہ:

زیر بحث روایت کی تفصیل مرفوع (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد) کے طور پر

آپ دیکھ چکے ہیں، تاہم حضرت داؤد علیہ السلام کا چالیس دن تک سجدہ میں روتے رہنا "اسرائیلی روایت" کے طور پر ثابت ہے، ملاحظہ ہو:

امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے "الزھد"[1] میں یہ اسرائیلی روایت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"أخبركم أبو عمر بن حيوية وأبو بكر الوراق، قالا: أخبرنا يحيى، قال: حدثنا الحسين، قال: أخبرنا ابن المبارك، قال: أخبرنا شبل، عن ابن أبي نجيح، عن مجاهد، قال: مكث أربعين يوما ساجدا يعني داؤد، ولا يرفع رأسه، حتى نبت المرعى من دموع عينيه، حتى غطى رأسه، فنودي يا داؤد! أجائع فتطعم؟ أم ظمآن فتسقى؟ أم عار فتكسى؟ قال: فأجيب في غير ما طلب.

فنحب نحبة هاج العود فاحترق من حر جوفه، ثم أنزل الله التوبة والمغفرة، فقال: يا رب! اجعل خطيئتي في كفي، فكان لا يبسط كفه لطعام، ولا لشراب، ولا لشيء سوى ذلك إلا رآها فأبكته، قال: فإن كان ليؤتى بالقدح ثلثاه ماء، فإذا تناوله أبصر خطيئة، فما يضعه على شفتيه حتى يفيض من دموعه".

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: داؤد علیہ السلام چالیس دن تک سجدہ کی حالت میں پڑے رہے، اور سر نہیں اٹھایا حتی کہ ان کی آنکھوں کے آنسوں سے گھاس اگ گئی، حتی کہ انھوں نے اپنے سر کو ڈھانپ لیا، پھر پکارا گیا: اے داؤد! آپ بھوکے ہیں کہ

[1] كتاب الزهد والرقائق: ص:١٦٣، رقم:٤٧٤ ت: حبيب الرحمن الأعظمي، مؤسسة الريان - بيروت.

آپ کو کھلایا جائے؟ یا پیاسے ہیں کہ آپ کو پلایا جائے؟ یا برہنہ ہیں کہ آپ کو پہنایا جائے؟ راوی کہتے ہیں: داؤد علیہ السلام کی مطلوبہ چیز کے علاوہ کو قبول کیا گیا (یعنی گناہوں کی بخشش کو ذکر نہیں کیا)۔

اس کے بعد داؤد علیہ السلام سخت گریہ کرنے لگے، جس کے نتیجہ میں آپ کے اندر کی حرارت سے لکڑی بھڑک اٹھی، تو اللہ نے توبہ و بخشش اتار دی، داؤد علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! میری لغزش میری ہتھیلی پر رکھ دیجئے، چنانچہ داؤد علیہ السلام کھانے کے لئے، پینے کے لئے، اور کسی چیز کے لئے اپنی ہتھیلی پھیلاتے تو اس پر نظر پڑ جاتی تو یہ آپ کو رلا دیتی، راوی کہتے ہیں: پھر اگر برتن لایا جاتا جس میں دو تہائی پانی ہوتا، آپ اسے تھامتے تو آپ کو اپنی لغزش نظر آجاتی، آپ اسے اپنے ہونٹوں پر رکھتے ہی تھے کہ وہ برتن آپ کے آنسوں سے بہنے لگتا۔

یہی روایت حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے "الرقة والبكاء"[1] میں امام عبد اللہ

---

[1] الرقة والبكاء:ص:۲۳۹،رقم:۳۳۹ت:محمد خير رمضان يوسف،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الثالثة ۱۴۱۹ھ۔
حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے یہی روایت عبد العزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ سے ان الفاظ سے تخریج کی ہے: "حدثني محمد بن الحسين، قال: حدثنا محمد بن يزيد بن خنيس، عن ابن أبي رواد، قال: سجد داود حتى دبرت جبهته وكفاه وركبتاه، وبكى وهو ساجد حتى نبت العشب من دموع عينيه، فكان ينادي: يا رب! فيقال له: أجائع فتطعم؟ أم ظمآن فتسقى؟ أم عار فتكسى؟ ولا يذكر بخطيئته، فكان يزفر الزفرة يهيج العود من العشب، فيحترق ويحرق ما حوله من العشب". (الرقة والبكاء:ص:۲۴۲،رقم:۳۵۱ت:محمد خير رمضان يوسف،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الثالثة ۱۴۱۹ھ).
اسی طرح حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے بکر بن عبد اللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ان الفاظ سے تخریج کی ہے: "حدثني محمد، قال: حدثنا زيد بن الحباب، عن عبد ربه صاحب الحرير، عن بكر بن عبد الله المزني قال: مكث داود أربعين يوما ساجدا يبكي على خطيئته، حتى نبت البقل من دموعه، ثم زفر زفرة فهاج العود، قال: فنودي: أظمآن فتسقى؟ أجائع فتطعم؟ أعار فتكسى؟ قال: فلم يرجع إليه بشيء، فازداد بكاء حتى انقطع صوته، فكان لا يسمع له إلا كهيئة الأنين، فعند ذلك غفر له". (الرقة والبكاء:ص:۲۵۶،رقم:۳۹۳ت:محمد خير رمضان يوسف،دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الثالثة ۱۴۱۹ھ).

بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

۲ چالیس دن گزرنے کے بعد داؤد علیہ السلام نے کہا: اے اللہ! میرے اس رونے دھونے پر آپ رحم نہیں فرماتے۔

زیر بحث روایت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "إحياء علوم الدين"[1] میں بلا سند ان الفاظ سے نقل کی ہے:

"وروي أنه عليه السلام لما طال بكاؤه ولم ينفعه ذلك ضاق ذرعه واشتد غمه، فقال: يا رب! أما ترحم بكائي؟ فأوحى الله تعالى إليه: يا داود! نسيت ذنبك وذكرت بكاءك...".

"روایت کیا گیا ہے کہ جب داؤد علیہ السلام کا رونا طویل ہو گیا اور اس آہ و بکاء نے ان کو کچھ نفع نہیں دیا، تو ان کا دل تنگ ہو گیا اور غم بڑھ گیا، چنانچہ کہنے لگے: اے میرے رب! آپ کو میرے اس رونے پر رحم نہیں آتا؟ اللہ تعالی نے ان کی طرف وحی نازل فرمائی: اے داؤد! اپنی غلطی تجھے یاد نہیں، اور اپنا رونا یاد ہے۔۔۔"۔

---

[1] إحياء علوم الدين: ۱۸۲/٤، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۰۲هـ.

"احیاء علوم الدین کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "وروي أنه عليه السلام لما طال بكاؤه ولم ينفعه ذلك ضاق ذرعه واشتد غمه، فقال: يا داود! نسيت ذنبك وذكرت بكاءك، فقال: إلهي وسيدي! كيف أنسى ذنبي؟ وكنت إذا تلوت الزبور كف الماء الجاري عن جريه، وسكن هبوب الريح، وأظلني الطير على رأسي، وأنست الوحوش إلى محرابي، إلهي وسيدي! فما هذه الوحشة التي بيني وبينك؟ فأوحى الله تعالى إليه: يا داود! ذلك أنس الطاعة، وهذه وحشة المعصية، يا داود! آدم خلق من خلقي خلقته بيدي، ونفخت فيه من روحي، وأسجدت له ملائكتي، وألبسته ثوب كرامتي، وتوجته بتاج وقاري، وشكا لي الوحدة فزوجته حواء أمتي، وأسكنته جنتي، عصاني فطردته عن جواري عريانا ذليلا، يا داود! اسمع مني والحق أقول: أطعتنا فأطعناك، وسألتنا فأعطيناك، وعصيتنا فأمهلناك، وإن عدت إلينا على ما كان منك قبلناك".

دوسرے جزء کا حکم

مذکورہ روایت مرفوعاً سند کے ساتھ ہمیں کہیں نہیں مل سکی، چنانچہ اس روایت کو آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، تاہم بظاہر اسے اسرائیلی روایت کہہ کر بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

آپ ماقبل تفصیل میں ملاحظہ کر چکے ہیں کہ زیرِ بحث روایت کا پہلا جزء: ”حضرت داؤد علیہ السلام کا چالیس دن تک اللہ تعالی کے سامنے روتے رہنا“ مرفوعاً (آپ ﷺ کے ارشاد کے طور پر) ”شدید ضعیف“ ہے، اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، تاہم ”اسرائیلی روایت“ کے طور پر بیان کر سکتے ہیں۔

اور دوسرا جزء ہے: ”داؤد علیہ السلام نے چالیس دن گزرنے کے بعد کہا: اے اللہ! میرے اس رونے دھونے پر آپ رحم نہیں فرماتے، اللہ تعالی نے ان کی طرف وحی نازل فرمائی اور کہا: اے داؤد! تجھے اپنا رونا یاد ہے، اور اپنی غلطی تجھے یاد نہیں“، یہ مرفوعاً سند کے ساتھ نہیں مل سکا، چنانچہ سند کے ملنے تک اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، تاہم بظاہر اسے ”اسرائیلی روایت“ کہہ کر بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر⑮

روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے اہل خانہ کے لئے کوئی چیز خریدے، پھر وہ اسے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر ان کے پاس لائے، تو اس کے ستر سال کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں“۔

حکم: من گھڑت

روایت کا مصدر

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ”الزیادات“[1] میں فرماتے ہیں:

”الديلمي: أخبرنا أبي، أخبرنا الميداني، أخبرنا أحمد بن الخضر الصامت، أخبرنا علي بن الحسن الصَيْقَلي، حدثنا أبو بكر محمد بن [نيطر] الدَيْرعَاقُولي، حدثنا محمد بن زكريا الغَلابي، حدثنا عبد الله بن الضحاك، عن الهيثم بن عدي، قال: اشترى أبو بكر الصديق كرش شاة وهو خليفة، فأخذه بيده وهو يتجر في السوق، فدنا منه عمر، فقال: أنا أحمله عنك، فقال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: (من اشترى لعياله شيئا، ثم حمله بيده إليهم، حظر [كذا فيه، والصحيح: حط] عنه ذنب سبعين سنة)“.

ہیثم بن عدی کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دوران بکری کی اوجھ خریدی، ابو بکر رضی اللہ عنہ بازار میں اوجھ کو اپنے ہاتھ سے اٹھائے ہوئے

[1] الزيادات على الموضوعات: ٥٠٦/١، رقم: ٦١١، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

خریداری کر رہے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ پاس آئے اور کہا: میں آپ کا سامان اٹھالیتا ہوں، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اپنے اہل خانہ کے لئے کوئی چیز خریدے، پھر وہ اسے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر ان کے پاس لائے، تو اس کے ستر سال کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ سیوطی کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الزيادات"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "الغَلابي يضع". (سند میں موجود راوی) غَلابی حدیث گھڑتا ہے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "المقاصد الحسنة"[2] میں زیر بحث روایت حافظ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وأحسبه باطلا". اور میں اسے باطل سمجھتا ہوں۔

علامہ ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ نے "الشذرة"[3] میں، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "كشف الخفاء"[4] میں اور علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے "إتحاف"[5] میں

---

[1] الزيادات على الموضوعات: ١/٥٠٧، رقم: ٦١١، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[2] المقاصد الحسنة: ص: ٤١٦، رقم: ٦١٣، ت: محمد عثمان الخشت، دار الكتاب العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[3] الشذرة في الأحاديث المشتهرة: ١/٣٥٥، رقم: ٥٣٢، ت: كمال بن بسيوني زغلول، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[4] كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس: ٢/١٩، رقم: ١٥٨٢، مكتبة القدسي ـ القاهرة، الطبعة ١٣٥١هـ.

[5] إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين: ٦/٣٧١، مؤسسة التاريخ العربي ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ ”تنزيه الشريعة“[1] میں زیر بحث روایت فصل ثالث میں ذکر کر کے فرماتے ہیں:

”(مي) من حديث أبي بكر الصديق، وفيه الهيثم بن عدي ومحمد بن زكريا الغَلابي، وسئل عنه الحافظ ابن حجر، فقال: باطل، والله أعلم“.

اسے دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث سے تخریج کیا ہے، اور اس میں ہیثم بن عدی اور محمد بن زکریا غَلابی ہیں، اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: یہ باطل ہے، واللہ اعلم۔

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ”فتاوی“[2] میں زیر بحث اور دیگر احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”هذه الأحاديث كلها كذب، موضوعة، لا يحمل رواية شيء منها إلا لبيان أنها كذب مفترى على النبي صلى الله عليه وسلم، كما أفاد ذلك الحافظ السيوطي، شكر الله سعيه“. یہ تمام احادیث جھوٹ، من گھڑت ہیں، ان میں سے کچھ بھی روایت کرنا حلال نہیں ہے، الا یہ کہ یہ بیان کر دیا جائے کہ یہ

---

[1] تنزيه الشريعة:۱۹۷/۲،رقم:۳۳،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[2] الفتاوى الحديثية:ص:۱۷٤،دار المعرفة ـ بيروت.

رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ، افتراء باندھا گیا ہے، جیسا کہ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سود مند بات فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کی انہیں جزاء دے۔

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "کشف الخفاء"[1] میں علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الموضوعات"[2] میں فرماتے ہیں:

"فيه العلائي [كذا فيه، والصحيح: الغَلابي]يضع، وسئل ابن حجر عن هذا الحديث، فأجاب بأنه باطل". اس میں غَلابی ہے جو گھڑتا ہے، اور اس حدیث کے بارے میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تو آپ نے جواب میں کہا: یہ باطل ہے۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائد المجموعة"[3] میں فرماتے ہیں:

"ذكره في الذيل، وفي إسناده وضاع، وقال ابن حجر: هذا حديث باطل". اسے سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذیل" میں ذکر کیا ہے، اور اس کی اسناد میں حدیث گھڑنے والا ہے، اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث باطل ہے۔

---

[1] كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس:٢٣٧/٢،رقم:٢٤٢٣،مكتبة القدسي ـ القاهرة،الطبعة ١٣٥١هـ.

[2] تذكرة الموضوعات:ص:١٣٦،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

[3] الفوائدالمجموعة في الأحاديث الموضوعة:ص:١٥٣،رقم:٤٦،ت:عبدالرحمن بن يحيى المعلمي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

سند میں موجود راوی ابو جعفر محمد بن زکریا بن دینار غَلابی ضبی بصری (المتوفی ۲۹۰ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

حافظ عبد الباقی بن قانع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سألت أبا يحيى الساجي عن حديث إسرائيل أبي موسى، عن الحسن، عن عبد الرحمن بن سمرة، لا تسأل الإمارة، فقلت: سمعته من الصلت بن مسعود؟ فقال: هذا حديث وضعه زكريا، فسرقه منه زكريا، أراد بزكريا الأول موسى بن زكريا التستري، وبالثاني محمد بن زكريا الغَلابي"[1].

میں نے ابو یحیی ساجی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث: اسرائیل بن موسی، عن الحسن، عن عبد الرحمن بن سمرہ "لا تسال الامارہ" کے بارے میں پوچھتے ہوئے کہا: یہ آپ نے صلت بن مسعود سے سنی ہے؟ ابو یحیی ساجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث کو زکریا نے گھڑا ہے، اور اس سے زکریا نے سرقہ کیا ہے، (حافظ ابو یعلی خلیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ابو یحیی زکریا ساجی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے زکریا سے زکریا تُستَرِی مراد لیا ہے، اور دوسرے سے محمد بن زکریا غَلابی مراد لیا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن زکریا غَلابی کو "ثقات"[2] میں ان الفاظ سے ذکر کیا ہے: " كان صاحب حكايات وأخبار، يعتبر حديثه إذا روى عن الثقات، لأنه في روايته عن المجاهيل بعض المناكير". غَلابی حکایات اور خبریں بیان کرتا تھا، اور اس کی حدیث کا اعتبار اس وقت کیا جائے گا جب یہ ثقہ سے روایت کرے، کیونکہ اس کی روایت میں مجاہیل سے بعض مناکیر منقول ہیں۔

---

[1] الإرشاد: ٥٢٧/٢، رقم: ٢٣٦، ٢٣٥، ت: محمد سعيد بن عمر إدريس، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[2] الثقات: ١٥٤/٩، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن، الطبعة الأولى ١٣٩٣هـ.

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[1] میں فرماتے ہیں: "يضع [الحديث]".
غَلابی حدیث گھڑتا تھا۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات"[2] میں، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[3] اور "ديوان"[4] میں، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزيادات"[5] میں، اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[6] میں امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صاحب أخبار، تكلم فيه"[7]. غَلابی خبریں بیان کرنے والا ہے، اس کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "قلت: وقد روى محمد بن زكريا الغَلابي بإسناده عن ابن عباس، عن حليمة هذه القصة بزيادات كثيرة، وهي لي مسموعة، إلا أن محمد بن زكريا هذا متهم [بالوضع] فالاقتصار على ما هو معروف عند أهل المغازي أولى، والله أعلم، ثم إني استخرت الله

---

[1] الضعفاء والمتروكون: ص: ۳۵۰، رقم: ٤٨٣، ت: موفق بن عبد الله، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] كتاب الموضوعات: ٣٨١/١، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[3] المغني: ١٩٦/٢، رقم: ٥٥١٢، ت: نور الدين عتر، إدارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.

[4] ديوان الضعفاء: ص: ٣٥١، رقم: ٣٧١٢، ت: حماد بن محمد الانصاري، مكتبة النهضة الحديثية ـ مكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[5] الزيادات على الموضوعات: ص: ٢٨٦، رقم: ٣٢٤، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[6] تنزيه الشريعة: ١٠٥/١، رقم: ١١٨، ت: عبد الله الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[7] انظر لسان الميزان: ١٤٠/٧، رقم: ٦٧٩١، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

تعالى في إيرادها، فوقعت الخيرة على إلحاقه بما تقدمه من نقل أهل المغازي، لشهرته بين المذكورين"[1]. میں کہتا ہوں: اس واقعہ کو محمد بن زکریا غَلابی نے اپنی اسناد سے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، عن حلیمہ کی سند سے کئی اضافوں کے ساتھ نقل کیا ہے، اور مجھے اس قصہ کی سماعت حاصل ہے، تاہم محمد بن زکریا متہم بالوضع ہے، چنانچہ جو اہلِ مغازی کے ہاں معروف ہے اسی پر اکتفاء اولی ہے، واللہ اعلم، پھر میں نے اس قصہ کو لانے کے لئے استخارہ کیا، مجھے گزشتہ اہلِ مغازی کی نقل کے ساتھ اس کو ملحق کرنے میں خیر محسوس ہوئی، کیونکہ یہ مذکورہ لوگوں میں شہرت یافتہ ہے۔

حافظ ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع الآثار"[2] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تاریخ"[3] میں ایک حدیث کی تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "رواته ثقات، إلا محمد بن زكريا، وهو الغَلابي المذكور، فهو آفته". اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں، سوائے محمد بن زکریا غَلابی کے، اور وہ مذکورہ غَلابی ہے، تو وہی اس کی آفت ہے۔

---

[1] دلائل النبوة: ١٣٩/١، ت: عبد المعطي قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢٩هـ.

[2] جامع الآثار: ٢٧٤/٧، ت: أبو يعقوب نشأت كمال، دار الفلاح للبحث العلمي، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[3] انظر لسان الميزان: ١٤٠/٧، رقم: ٦٧٩١، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

"لسان المیزان" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وقال الحاكم في تاريخه: حدثنا الحسن بن محمد، حدثنا محمد بن زكريا، حدثنا إبراهيم بن بشار، حدثنا سفيان، عن ابن المنكدر، عن جابر رضي الله عنه، رفعه: لا تسبوا ربيعة ومضر، فإنهما كانا مسلمين، ولا تسبوا ضبة من أد، ولا تميم بن مرة، ولا أسد بن خزيمة، فإنهم كانوا على دين إسماعيل. رواته ثقات إلا محمد بن زكريا، وهو الغَلابي المذكور، فهو آفته".

حافظ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ "الإرشاد"[1] میں فرماتے ہیں: "محمد بن زكريا الغَلابي وموسى بن زكريا، حافظان صاحبا أخبار وأشعار، ولهما روايات كثيرة، لكنهما ضعيفان متكلم فيهما". محمد بن زکریا غَلابی اور موسی بن زکریا دونوں حافظ، صاحب اخبار واشعار تھے، ان کی بہت زیادہ مرویات ہیں، لیکن دونوں ضعیف، متکلم فیہ تھے۔

حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ "الأنساب"[2] میں فرماتے ہیں: "وسمعت بعض الحفاظ ينسبه إلى التشيع". میں نے بعض حفاظ کو سنا وہ اسے تشیع کی طرف منسوب کرتے تھے۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[3] میں ایک حدیث کے تحت غَلابی کو "أحد الضعفاء" کہا ہے۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ دمشق"[4] میں مزاحم بن عبد الوارث کے ترجمہ میں ایک حدیث کی تخریج کر کے فرماتے ہیں: "غريب جدا، والغَلابي ضعيف". یہ حدیث غریب جداً ہے، اور غَلابی ضعیف ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[5] میں محمد بن زکریا غَلابی کے

---

[1] الإرشاد:۵۲۸/۲،رقم:۲۳۶،۲۳۵،ت:محمد سعيد بن عمر إدريس،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱۴۰۹هـ.

[2] الأنساب:۹۵/۱۰،رقم:۲۹۳۹،مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن ـ الهند،الطبعة الاولى ۱۳۹۷هـ.

[3] المغني عن حمل الأسفار:۷۷۲/۲،رقم:۲۸۳۹،ت:أبو محمد أشرف،مكتبة طبرية ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱۴۱۵هـ.

[4] تاريخ دمشق:۳۷۳/۵۷،رقم:۷۳۴۶،ت:عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۴۱۸هـ.

[5] ميزان الاعتدال:۵۵۰/۳،رقم:۷۵۳۷،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

"میزان الاعتدال" کی عبارت ملاحظہ ہو: "الصولي، حدثنا الغَلابي، حدثنا إبراهيم بن بشار، عن سفيان، عن أبي الزبير، قال: كنا عند جابر، فدخل علي بن الحسين، فقال جابر: دخل الحسين، فضمه النبي صلى الله عليه وسلم إليه

ترجمہ میں اسے "ضعیف" کہا ہے، پھر غَلابی کی ایک حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں: "فهذا كذب من الغَلابي". یہ غَلابی کی طرف سے جھوٹ ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں بشر بن مہران خصاف کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "قد روى عنه محمد بن زكريا الغَلابي [لكن الغَلابي] متهم". اس سے محمد بن زکریا غَلابی نے روایت کیا ہے، لیکن غَلابی متہم ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الموضوعات"[2] میں ایک حدیث کے تحت غَلابی کو "متهم" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التلخيص الحبير"[3] میں محمد بن زکریا غَلابی کو "ضعيف جدا" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[4] میں محمد بن زکریا غَلابی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

اہم نوٹ:

ان عبارتوں کے ساتھ ساتھ یہ اصل ملحوظ رہے کہ ہر شدید ضعیف راوی کی ہر

وقال: يولد لابني هذا ابن يقال له علي، إذا كان يوم القيامة نادى مناد: ليقم سيد العابدين، فيقوم هذا، ويولد له [ولد، يقال له] محمد، إذا رأيته يا جابر! فاقرأ عليه مني السلام. فهذا كذب من الغلابي".

[1] ميزان الاعتدال: ٣٢٥/١، رقم: ١٢٢٤، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] تلخيص كتاب الموضوعات: ص: ١٤٧، رقم: ٣٢٠، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[3] تلخيص الحبير: ٨٤/٤، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[4] تنزيه الشريعة: ١٠٥/١، رقم: ١١٨، ت: عبد الله محمد الصديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

ہر روایت کا مردود ہونا ضروری نہیں، بلکہ ائمہ حدیث بعض ایسے راویوں کی بعض روایات دیگر قرائن وشواہد کی وجہ سے فضائل کے باب میں قبول بھی کر لیتے ہیں۔

سند میں موجود راوی ابو عبد الرحمن ہیثم بن عدی بن عبد الرحمن بن زید بن اسید بن جابر طائی اخباری مؤرخ کوفی (المتوفی ۲۰۷ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ہیثم بن عدی کے بارے میں فرمایا ہے: "ليس بثقة، كان يكذب"[1]. لیس بثقہ ہے، یہ جھوٹ بولتا تھا۔

حافظ عباس دوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت بعض أصحابنا يقول: قالت جارية الهيثم بن عدي: كان مولاي يقوم عامة الليل يصلي، فإذا أصبح جلس يكذب"[2]. میں نے اپنے بعض ساتھیوں کو فرماتے سنا ہے، ہیثم بن عدی کی باندی کہتی ہے: میرا آقا رات کے اکثر حصہ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتا تھا، پھر جیسے ہی صبح ہوتی تو بیٹھ کر جھوٹ بولتا تھا۔

حافظ علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الهيثم بن عدي أوثق عندي من الواقدي، ولا أرضاه في الحديث، ضعيف، ولا في الأنساب، ولا في شيء"[3]. ہیثم بن عدی میرے نزدیک واقدی سے اوثق ہے، اور میں حدیث میں ان سے راضی نہیں ہوں، اور نہ انساب میں، اور نہ کسی اور چیز میں، یہ ضعیف ہے۔

حافظ عبد الملک بن عبد الحمید میمونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ذاكروا أبا عبد الله

---

[1] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: ٢٦٧/١،رقم:١٧٦٧،ت:عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـ بيروت .

[2] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: ٢٦٧/١،رقم:١٧٦٨،ت:عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـ بيروت .

[3] انظر الضعفاء الكبير: ٣٥٢/٤،رقم:١٩٥٩،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

بحديث، وأنا حاضر، فقال: من يرو ذا كذب، فقال له رجل: الهيثم بن عدي عن مجالد، فتبسم أبو عبد الله متعجبا من ذلك، وأظنه قد قال في هذا الموضع: كذب"[1]. **محدثین ابو عبد اللہ (یعنی احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) سے حدیث کا مذاکرہ کر رہے تھے، اور میں موجود تھا، ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ جھوٹ کس نے روایت کیا ہے؟ تو ایک شخص نے کہا: ہیثم بن عدی نے مجالد سے روایت کیا ہے، ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ اس پر تعجب کرتے ہوئے مسکرائے، اور میرا خیال ہے آپ نے اس موقع پر یہ (بھی) کہا: جھوٹ کہا ہے۔**

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاريخ الكبير"[2] **اور** "الضعفاء"[3] **میں ہیثم بن عدی کے بارے میں** "سكتوا عنه" **فرمایا ہے۔**

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[4] **میں فرماتے ہیں:** "ساقط، قد كشف قناعه". **یہ ساقط ہے، اس کا معاملہ کھل کر واضح ہو گیا تھا۔**

حافظ عجلی رحمۃ اللہ علیہ "الثقات"[5] **میں فرماتے ہیں:** "كذاب، وقد رأيته". **یہ جھوٹا ہے، میں نے اسے دیکھا ہے۔**

---

[1] انظر الضعفاء الكبير:٣٥٢/٤،رقم:١٩٥٩،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] التاريخ الكبير:١٠٥/٨،رقم:١٢١١٣،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[3] الضعفاء الصغير:ص:١٢٢،رقم:٣٩٠،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[4] أحوال الرجال:ص:٣٣٩،رقم:٣٧٣،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث إكادمي ـ فيصل آباد باكستان،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

[5] تاريخ الثقات:ص:٤٦٢،رقم:١٧٥٧،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہیثم بن عدی کو ''لیس بشيء'' کہا ہے[1]۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''متروك الحديث، محله محل الواقدي''[2]. یہ متروک الحدیث ہے، اس کا مقام، واقدی کا مقام ہے۔

حافظ یعقوب بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''والهيثم بن عدي كانت له معرفة بأمور الناس وأخبارهم، ولم يكن في الحديث بالقوي، ولا كانت له به معرفة، وبعض الناس يحمل عليه في صدقه''[3]. ہیثم بن عدی کو لوگوں کے امور اور ان کی خبروں کی معرفت تھی، اور یہ حدیث میں قوی نہیں تھا، اور اسے حدیث کی معرفت نہیں تھی، اور بعض لوگ اس کی سچائی میں اس پر ''حمل'' کرتے تھے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ہیثم بن عدی کو ''كذاب'' کہا ہے[4]۔

حافظ یعقوب بن سفیان فسوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المعرفة''[5] میں ہیثم بن عدی کو ''كذاب'' کہا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الضعفاء''[6] میں ''متروك الحديث'' کہا ہے۔

---

[1] سؤالات البرذعي:ص:١٦١،رقم:٢٣٢،ت:أبو عمر محمد بن علي،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

[2] الجرح والتعديل:٨٥/٩،رقم:٣٥٠،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[3] تاريخ بغداد:٧٩/١٦،رقم:٧٣٤٤،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] سؤالات أبي عبيد الآجري:٣١١/٢،رقم:١٩٦٠،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[5] كتاب المعرفة والتاريخ:٥٦/٣،ت:أكرم ضياء العمري،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

[6] الضعفاء والمتروكين:ص:٢٤١،رقم:٦٣٧،ت:بوران الضناوي وكمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب

حافظ زکریا ساجی رحمۃ اللہ علیہ ہیثم بن عدی کے بارے میں فرماتے ہیں: ”سکن مكة، وكان يكذب“[1]. ہیثم بن عدی مکہ میں رہتا تھا اور یہ جھوٹ بولتا تھا۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ”المجروحين“[2] میں ہیثم بن عدی کے بارے میں فرماتے ہیں: ”وكان من علماء الناس بالسير، وأيام الناس، وأخبار العرب إلا أنه روى عن الثقات أشياء، كأنها موضوعة، يسبق إلى القلب أنه كان يدلسها، فالتزق تلك العضلات به، ووجب مجانبة حديثه على علمه بالتاريخ ومعرفته بالرجال، ولكن صناعة الحديث صناعة من لم يقنع بيسير ما سمع عن كثير ما فاته، لم يعلم فيها[كذا فيه، وفي بعض المصادر: فإنه لم يفلح فيها[3]]، وإن لم يقل حديثه على الأيام، لبالحري أن لا يستحليه الأنام [كذا فيه، وفي بعض المصادر: وإن من لم يقبل حديثه على الأيام لبالحري أن لا يستجلبه الأيام[4]]، وكل من حدث عن كل من سمع في الأيام وبكل ما عنده عرض نفسه للقدح والملام.

ولست أعلم للمحدث إذا لم يحسن صناعة الحديث خصلة خيرا له من أن ينظر إلى كل حديث، يقال له: إن هذا غريب، ليس عند

الثقافية۔بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[1] انظر لسان الميزان:٣٦٢/٨،رقم:٨٣١٢،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] المجروحين:٩٣/٣،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة۔بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

[3] انظر الأنساب للسمعاني:٢٦/٩،رقم:٢٥٥٨،مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن ـ الهند،الطبعة الاولى ١٣٩٧هـ.

[4] انظر الأنساب للسمعاني:٢٦/٩،رقم:٢٥٥٨،مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن ـ الهند،الطبعة الاولى ١٣٩٧هـ.

غيرك، أن يضرب عليه من كتابه ولا يحدث به، لئلا يكون ممن يتفرد دائما، لو أراد الحاسد [كذا فيه، وفي بعض المصادر: بما لو أراد الحاسد[1]] أن يقدح فيه تهيأ له، ولا يسعه أن يروي إلا عن شيخ ثقة بحديث صحيح يكون إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بنقل العدل من العدل موصولا".

ہیثم بن عدی ان لوگوں میں شمار ہوتا ہے جو سوانح عمری، لوگوں کے احوال، اور عرب کی خبروں کا علم رکھتے ہیں، مگر یہ ثقہ لوگوں کے انتساب سے ایسی چیزیں روایت کرتا تھا گویا کہ وہ گھڑی ہوئی ہوں، دل میں یہ بات آجاتی ہے کہ ہیثم ان احادیث میں تدلیس کرتا ہے، چنانچہ یہ معضلات اسی سے جاملیں، اور اس کی حدیثوں سے کنارہ کشی واجب ہوگئی، باوجودیکہ اسے تاریخ کا علم تھا، اور اسے رجال کی معرفت تھی، لیکن صناعتِ حدیث اس شخص کا کام ہے جو کثیر فوت شدہ کو چھوڑ کر معمولی پر قناعت نہیں کرتا، کیونکہ ایسا شخص صناعت میں کامیاب نہیں ہوتا اور اگر اس کی حدیث زمانہ میں مقبول نہ ہو تو مناسب ہے کہ زمانہ اسے حاصل نہ کرے، اور جو شخص زمانہ میں جس کسی سے کچھ سنے اور جو کچھ اس کے پاس ہو اسے آگے روایت کردے، تو وہ شخص خود کو مذمت وملامت کا نشانہ بناتا ہے۔

اور جو محدث صناعتِ حدیث سے اچھی طرح واقف نہ ہو میں اس کے لئے اس سے بہتر خصلت نہیں پاتا کہ وہ ہر ایسی حدیث پر غور کرے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ غریب ہے، آپ کے علاوہ کے پاس نہیں ہے، یہ محدث اپنی کتاب سے اسے خارج کردے، اور اسے بیان نہ کرے، تاکہ یہ ان لوگوں میں شمار نہ ہو جو

---

[1] انظر الأنساب للسمعاني:٢٦/٩، رقم:٢٥٥٨، مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن ـ الهند، الطبعة الاولى ١٣٩٧هـ.

ہمیشہ متفرد ہو جاتے ہیں، وجہ یہ ہے کہ اگر کسی حاسد کا اس کی مذمت کا اردہ ہو گا تو وہ (اسے دیکھ کر) اس کی مذمت کے لئے تیار ہو جائے گا، اور اس کے لئے صرف اس کی گنجائش ہے کہ ثقہ شیخ سے ایسی صحیح حدیث روایت کرے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک وصل کے ساتھ عادل کے عادل سے نقل کے ساتھ منقول ہو۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں حسن بن عُمارہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "والهيثم بن عدي لا يعتمد على رواياته عمن روى عنهم، لأنه ضعيف جدا". ہیثم بن عدی کے مروی عنہم سے منقول اس کی روایات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، کیوں کہ ہیثم بن عدی شدید ضعیف (راوی) ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[2] ہیثم بن عدی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "والهيثم بن عدي ما أقل ما له من المسندات، وإنما هو صاحب أخبار، وأسمار، ونسب وأشعار". ہیثم بن عدی کی مسند روایات کتنی کم ہیں، اور یہ صرف خبر، قصے، نسب اور اشعار والا تھا۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[3] میں ہیثم بن عدی کو "[ضعیف]"

---

[1] الكامل في ضعفاء:۱۱۲/۳،رقم:٤٤٥،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] الكامل في ضعفاء:٤٠١/٨،رقم:٢٠٢٠،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] الضعفاءوالمتروكون:ص:۳۸۸،رقم:٥٦٥،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ ابو بکر برقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ ان اوراق (یعنی اس کتاب) میں حروف معجم کی ترتیب پر اُن راویوں کو لے کر آئے ہیں جن کا "متروک" ہونا ہمارے اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان قرار پایا ہے، حافظ ابو بکر برقانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "قال أبو بكر أحمد بن محمد بن غالب الخوارزمي البرقاني: طالت محاورتي مع أبي منصور إبراهيم بن

کہا ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[۱] میں ہیثم بن عدی کے بارے میں فرماتے ہیں: "حدث عن جماعة من الثقات أحاديث منكرة". ہیثم بن عدی ثقات کی جماعت کے انتساب سے منکر احادیث بیان کرتا ہے۔

حافظ ابن یونس "تاریخ مصر"[۲] میں ہیثم بن عدی کے بارے میں فرماتے ہیں: "الهيثم غير موثق". ہیثم غیر ثقہ ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ ہیثم بن عدی کے بارے میں "المسند"[۳] میں فرماتے ہیں: " الهيثم بن عدي في فضله وجلالته يوجد في حديثه المناكير عن الثقات، قال البخاري: سكتوا عنه". ہیثم بن عدی کی فضیلت وجلالت کے باوجود اس کی احادیث میں مناکیر پائی جاتی ہیں، بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سکتوا عنہ۔

حافظ ابو یعلی خلیلی رحمۃ اللہ علیہ "الإرشاد"[۴] میں ہیثم بن عدی کے بارے میں

الحسين بن حمكان، لأبي الحسن علي بن عمر الدارقطني عفا الله عني وعنهما في المتروكين من أصحاب الحديث، فتقرر بيننا وبينه على ترك من أثبته على حروف المعجم في هذه الورقات". (الضعفاء والمتروكون: ص:۹۵،ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ) .

[۱] المدخل إلى الصحيح:ص:۲۲۵،رقم:۲۱۹،ت:ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[۲] انظر لسان الميزان:۳۶۳/۸،رقم:۸۳۱۲،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[۳] المسند المستخرج على صحيح مسلم:۸۵/۱،رقم:۲۶۸،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

[۴] الإرشاد فى معرفة علماء الحديث:۸۹۵/۳،رقم:۸۱۲،ت:محمد سعيد بن عمر إدريس،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

فرماتے ہیں: "كبير المحل، غير متفق عليه عند الحفاظ، لينوه، ذو تصانيف، ومعرفة بهذا الشأن". بڑے مقام والا ہے، حفاظ کے نزدیک غیر متفق ہے، انہوں نے اسے "لین" کہا ہے، تصانیف والا ہے، اور اس فن میں اس کی معرفت ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإيمان"[1] میں ایک روایت کے تحت ہیثم بن عدی کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخيرة الحفاظ"[2] میں ایک روایت کے تحت ہیثم کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ہیثم بن عدی کو "المغني"[3] اور "ديوان"[4] میں "تركوه"، "المقتنى"[5] میں "واه" اور "العبر"[6] میں "متروك" کہا ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے "البدر المنير"[7] میں ایک روایت کے تحت

[1] شعب الإيمان: ٣٩٥/١١، رقم: ٨٧٢٦، ت: مختار أحمد الندوي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] ذخيرة الحفاظ: ص: ١٧٠٤، رقم: ٣٨٣٨، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[3] المغني في الضعفاء: ٤٨٨/٢، رقم: ٦٨٠٨، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[4] ديوان الضعفاء: ص: ٤٢٣، رقم: ٤٥١١، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثية ـ المكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[5] المقتنى في سرد الكنى: ٣٦٩/١، رقم: ٣٨٢٤، ت: محمد صالح عبد العزيز، المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٨هـ.

[6] العبر في خبر من غبر: ٢٧٧/١، ت: أبو هاجر محمد السعيد بن بسيوني زغلول، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[7] البدر المنير في تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في الشرح الكبير: ٤٢٣/١، ت: أبو محمد عبد الله بن سلمان،

ہیثم کو"أحد الهلكى" کہا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد" میں ایک مقام پر ہیثم بن عدی کو "متروك"[1] اور دوسرے مقام پر "كذاب"[2] کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الإصابة" میں ایک مقام پر ایک روایت کے تحت ہیثم بن عدی کو "متروك"[3] اور ایک دوسرے مقام پر "واه"[4] کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه"[5] میں ہیثم بن عدی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو "من گھڑت" قرار دیا ہے، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں اسے باطل سمجھتا ہوں"، علامہ ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

دار الهجرة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[1] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:٤٣/٩،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربى ـ بيروت.

[2] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:١٠/١٠،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربى ـ بيروت.

[3] الإصابة في تمييز الصحابة:٣٦١/١،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[4] الإصابة في تمييز الصحابة:٢٥/٤،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[5] تنزيه الشريعة:١٢٤/١،رقم:٢٤،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "باطل" کہاہے، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیاہے۔

نیز حافظ ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث اور بعض دیگر روایات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "یہ تمام احادیث جھوٹ، من گھڑت ہیں، ان میں سے کچھ بھی روایت کرنا حلال نہیں ہے"، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیاہے۔

الحاصل اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

زیر بحث روایت کی تفصیل آپ کے سامنے آچکی ہے، تاہم اہل خانہ کے لئے خریدی اشیاء خود اٹھاکر چلنا طریقۂ سلف ہے، چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی "فضائل الصحابة"[1] میں ہے:

"حدثنا عبد الله، قال: حدثني سُريج بن يونس، قثنا علي بن هاشم، عن صالح بياع الأكسية، عن أمه، أو جدته، قالت: رأيت علي بن أبي طالب، اشترى تمرا بدرهم، فحمله في ملحفته، فقالوا: نحمل عنك يا أمير المؤمنين! قال: لا، أبو العيال أحق أن يحمل".
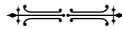
صالح بیاع اکسیہ (تھیلی فروش) اپنی والدہ یا دادی سے روایت کرتے ہیں، وہ

---

[1] كتاب فضائل الصحابة: ٥٤٦/١، رقم: ٩١٦، ت: وصي الله بن محمد عباس، إحياء التراث الإسلامي ـ مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

فرماتی ہیں کہ میں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ رضی اللہ عنہ نے ایک درہم کے عوض کھجور خریدی، اور اسے ٹوکری میں رکھ دیا، لوگوں نے کہا: اے امیر المؤمنین ! اسے آپ چھوڑ دیں، ہم اٹھاتے ہیں، علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، بال بچوں والا اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ وہ اٹھائے۔

بعض دیگر مصادر

یہی حکایت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے "الزهد"[1] میں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "الأدب المفرد"[2] میں اور حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے "التواضع"[3] میں تخریج کی ہے۔

[1] الزهد:ص:۱۱۰،رقم:۷۰۹،ت:محمد عبد السلام شاهين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۰هـ.

[2] الأدب المفرد:ص:۱۹٤،رقم:۵۵۱،ت:محمد فؤاد عبد الباقي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الثالثة۱٤۰۹هـ.

[3] التواضع والخمول:ص:۱۳٦،رقم:۱۰۲،ت:محمد عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى۱٤۰۹هـ.

روایت نمبر⑯

روایت: "آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "رحم الله رجلا قال: يا أهلاه! صلاتكم، صيامكم، زكاتكم، مسكينكم، يتيمكم، جيرانكم، لعل الله يجمعهم معه في الجنة". اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو کہے: اے گھر والو! اپنی نماز، اپنی زکوۃ، اپنے مسکین، اپنے یتیم، اپنے پڑوسی کی دیکھ بھال کرو، شاید اللہ تعالی اس کے ساتھ ان کو جنت میں اکٹھا کر دے"۔

حکم: اس روایت کو حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے "غریب" کہا ہے، اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مجھے یہ حدیث نہیں ملی"، الحاصل اسے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشاف"[1] میں زیر بحث روایت ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

"رحم الله رجلا قال: يا أهلاه! صلاتكم، صيامكم، زكاتكم، مسكينكم، يتيمكم، جيرانكم، لعل الله يجمعهم معه في الجنة". اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو کہے: اے گھر والو! اپنی نماز، اپنی زکوۃ، اپنے مسکین، اپنے یتیم، اپنے پڑوسی کی دیکھ بھال کرو، شاید اللہ تعالی اس کے ساتھ ان کو جنت میں اکٹھا کر دے۔

---

[1] الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل:٦/١٦٠،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،مكتبة العبيكان ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

بعض دیگر مصادر

یہی روایت علامہ ابو محمد ابن عطیہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے "المحرر الوجیز"[1] میں، علامہ محمد بن احمد شربینی رحمۃ اللہ علیہ نے "السراج المنير"[2] میں، علامہ اسماعیل حقی استنبولی رحمۃ اللہ علیہ نے "روح البیان"[3] میں، اور علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے "روح المعاني"[4] میں بلاسند نقل کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے "تخريج الأحاديث والآثار"[5] میں اسے "غريب" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "الكافي الشاف"[6] میں فرماتے ہیں: "لم أجده". مجھے یہ حدیث نہیں ملی۔

---

[1] المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز:۳۳۳/۵،ت:عبد السلام عبد الشافي محمد،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[2] السراج المنير في الأعانة على معرفة بعض معاني كلام ربنا الحكيم الخبير: ۳۳۱/٤،مطبعة بولاق ـ مصر .

[3] روح البيان: ۵۸/۱۰،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت .

[4] روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني:۳۵۱/۱٤،ت:علي عبد الباري عطية،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۵هـ.

[5] تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في تفسير الكشاف:٦٦/٤،رقم:۱۳۸٤،ت:سلطان بن فهد،دار ابن خزيمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۱٤هـ.

[6] الكافي الشاف في تخريج أحاديث الكشاف:ص: ۳۰۰،رقم:۱۲۱۲،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

تحقیق کا خلاصہ روایت کا حکم

اس روایت کو حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے "غریب" کہا ہے، اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مجھے یہ حدیث نہیں ملی"، الحاصل اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

اسی مضمون پر مشتمل ایک "صحیح" روایت امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "المستدرك"[1] میں ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"حدثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الصفار، ثنا أحمد بن مهران الأصبهاني، ثنا عبيد الله بن موسى، أنبأ شيبان، عن الأعمش، عن علي بن الأقمر، عن الأغر أبي مسلم، عن أبي سعيد، وأبي هريرة، قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من استيقظ من الليل، وأيقظ أهله، فصليا ركعتين جميعا، كتبا من الذاكرين الله كثيرا والذاكرات".

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دونوں ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص رات کو بیدار ہو جائے، اور اپنی گھر والی کو (نیند سے) اٹھادے، پھر دونوں ایک ساتھ نماز پڑھیں تو وہ دونوں اُن مردوں اور عورتوں میں لکھے جائیں گے جو اللہ تعالی کو کثرت سے یاد کرتے ہیں۔

---

[1] المستدرك على الصحيحين: ١/٤٦١، رقم: ١١٨٩، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ــ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هــ.

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں: ”هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه“. یہ حدیث شیخین کی شرائط پر صحیح ہے، اور شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔
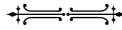
روایت نمبر ⑰

روایت: "سمع رجلا يتغنى من الليل فقال: لا صلاة له حتى يصلي مثلها، ثلاث مرات". نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات کسی شخص کے گانے کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: اس کی نماز مقبول نہیں یہاں تک کے اس کے مثل پڑھ لے۔

حکم: زیر بحث روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت" قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"أنبأنا محمد بن عبد الباقي بن أحمد، قال: أنبأنا حمد بن أحمد الحداد، قال: أنبأنا أبو نعيم الحافظ، قال: حدثنا محمد بن أحمد بن الحسن، قال: حدثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل، قال: حدثني إبراهيم بن سعيد الطبري، قال: حدثنا أبو اليمان، عن سعيد بن سنان، عن أبي الزاهرية، عن كثير بن مرة، عن الربيع بن خيثم، عن ابن مسعود، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم سمع رجلا يتغنى من الليل، فقال: لا

[1] كتاب الموضوعات:۱۱۵/۳،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى۱۳۸٦هـ.

صلاۃ له حتى مثلها ثلاث مرات".

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات کسی شخص کے گانے کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: اس کی نماز مقبول نہیں یہاں تک کے اس کے مثل پڑھ لے[1]۔

---

[1] حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "حلیۃ الاولیاء" میں یہ روایت اس سیاق سے تخریج کی ہے: "حدثنا محمد بن أحمد بن الحسن، قال: ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل، حدثني إبراهيم بن سعيد الطبري، قال: ثنا أبو اليمان، عن سعيد بن سنان، عن أبي الزاهرية، عن كثير بن مرة، عن الربيع بن خيثم، عن عبد الله بن مسعود، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يستمع الله عز وجل من مسمع ولا مرائي ولا لاه ولا ملاعب، وسمع رجلا يتغنى من الليل، فقال: لا صلاة له حتى يصلي مثلها ثلاث مرات". (حلية الأولياء:۱۱۸/۲،دار الفكر- بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: (دوسروں کو) سنانے والے، ریاکار، لہو ولعب میں مشغول شخص کی اللہ عز وجل نہیں سنتے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات کسی شخص کے گانے کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: اس کی نماز مقبول نہیں یہاں تک کے اس کے مثل پڑھ لے۔

بظاہر حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سیاق سے دو حدیثوں کو جمع کر دیا ہے، واللہ اعلم۔

تاہم زیر بحث الفاظ کے علاوہ مذکورہ الفاظ کو حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے مرفوعاً غیر محفوظ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول قرار دیا ہے، ملاحظہ ہو: "يرويه سعيد بن سنان أبو مهدي حمصي -قال الشيخ: وسعيد بن سنان أصله كوفي، سكن الري، من ثقات المسلمين، يروي عن عمرو بن مرة، وأبي إسحاق، وغيرهما -وكان يتهم بوضع الحديث عن أبي الزاهرية، عن كثير بن مرة، عن الربيع بن خثيم، عن ابن مسعود، مرفوعا، ولا يصح رفعه، وهو محفوظ من كلام بن مسعود". (العلل الواردة:٥١/٥، رقم:٦٩٧ت:محفوظ الرحمن زين الله السلفي،دار طيبة - الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ). اسے سعید بن سنان ابو حمصی نے روایت کیا ہے (اور سعید بن سنان اصلاً کوفی ہے، "ری" میں رہتا تھا، مسلمانوں کے ثقات میں سے تھا، عمرو بن مرہ اور ابو اسحاق وغیرہ سے روایت کرتا ہے) اور یہ "ابو زاہریہ، عن کثیر بن مرہ، عن الربیع بن خیثم، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً" کے طریق سے حدیث گھڑنے میں متہم ہے، اور اس حدیث کا مرفوع ہونا صحیح نہیں ہے، اور یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کلام سے محفوظ ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "العلل" میں حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے (العلل المتناهية:۳۵۸/۲،رقم:۱٤٠٨،ت: إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية -فيصل آباد،باكستان،الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.)۔

اہم نوٹ: واضح رہے کہ زیر بحث روایت کا پہلا حصہ "(دوسروں کو) سنانے والے، ریاکار اور لہو ولعب میں مشغول آدمی کی طرف اللہ تعالی دھیان نہیں دیتے" مرفوعاً (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے طور پر) ثابت نہیں ہے، جیسا کہ اس کی تفصیل گزر چکی ہے، تاہم یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر ملتا ہے، ملاحظہ ہو:

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات "[1] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے

امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے "الزہد" میں تخریج فرماتے ہیں: "أنا سفيان، عن سليمان، عن مالك بن الحارث قال: جاء ربيع بن خثيم إلى علقمة، فذكر شيئا، فقال: إن الله لا يقبل من العمل إلا الناخلة يعني محض قلبه، فعجب به ربيع، فقال عبد الرحمن بن يزيد، لعلقمة، أما سمعت ابن مسعود يقول: إن الله لا يقبل من مسمع، ولا مراء، ولا لاعب، ولا داع، إلا داعيا دعاء ثبتا من قلبه". (الزهد لابن المبارك:ص: ۲۰/۲،رقم:۸۳، ت:حبيب الرحمن الأعظمي،مؤسسةالريان ـ بيروت .)

مالک بن حارث کہتے ہیں کہ ربیع بن خیثم، علقمہ کے پاس آئے، انہوں نے کچھ تذکرہ کیا تو علقمہ نے کہا: اللہ تعالی صرف نیت سے کیے عمل کو قبول فرماتے ہیں: ربیع کو اس پر تعجب ہوا، پھر عبد الرحمن بن یزید نے علقمہ سے کہا: آپ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرماتے نہیں سنا: بلاشبہ (دوسروں کو) سنانے والے، ریاکار، لہو ولعب میں مشغول شخص، اور کسی پکارنے والے کو اللہ قبول نہیں کرتے، سوائے اس پکارنے والے کے جو ثابت قلبی سے دعاء کرے۔

بعض دیگر مصادر: یہی روایت امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ نے "الزہد" میں، امام ابن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے "مصنف" میں، امام ابو السری ہناد بن سری رحمۃ اللہ علیہ نے "الزہد" میں، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے "الزہد" میں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "ادب المفرد" میں، اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الایمان" میں تخریج کی ہے۔

(كتاب الزهد للإمام وكيع بن جراح:۵۷۹/۱،رقم:۳۰۵،ت:عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

مصنف ابن أبي شيبة:۳٤/٦،رقم:۲۹۲۷۰،ت:كمال يوسف الحوف،دارالتاج ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

كتاب الزهد للإمام هناد بن السري:٤٤٢/٢،رقم:٨٧٤،ت:عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي،دار الخلفاء للكتاب الإسلامي، الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

كتاب الزهد للإمام أحمد بن حنبل:ص:۱۳۱،رقم:۸۷۲،ت:محمد عبد السلام شاهين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

الأدب المفرد:ص:۲۱۲،رقم:٦٠٦،ت:محمد فؤاد الباقي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٠٩هـ.

شعب الإيمان:۳۸۲/۲،رقم:۱۰۹٦،ت:محمد السعيد بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.)

[1] كتاب الموضوعات:۱۱۵/۳،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة

کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث لم يصح، قال يحيى بن معين: سعيد ليس بثقة، أحاديثه بواطيل، وقال النسائي: متروك الحديث". یہ حدیث صحیح نہیں ہے، یحییٰ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سعید ثقہ نہیں ہے، اس کی احادیث باطل ہیں، اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سعید متروک الحدیث ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ"[1] میں، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرة الموضوعات"[2] میں اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[3] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص الموضوعات"[4] میں زیر بحث روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "فيه سعيدبن سنان متروك". اس میں سعید بن سنان ہے جو کہ متروک ہے۔

الأولى ١٣٨٦هـ.

[1] اللآلئ المصنوعة: ١٧٥/٢، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] تذكرة الموضوعات: ص: ١٩٧، احياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

[3] تنزيه الشريعة: ٢٢٣/٢، رقم: ٣٠، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبدالله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[4] تلخيص كتاب الموضوعات: ص: ٢٩٢، رقم: ٧٩٥، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

سند میں موجود راوی ابو مہدی سعید بن سنان حنفی حمصی (المتوفی ۱۶۸ھ) کے بارے میں ائمہ کا کلام

حافظ دحیم رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن سنان کو "ليس بشيء" کہا ہے[1]۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن سنان کے بارے میں "ليس بشيء"[2]، "ليس بثقة"[3] اور "متروك الحديث" کہا ہے[4]۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا أعرفه"[5]. میں سعید کو نہیں جانتا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن سنان کو "ضعیف" کہا ہے[6]۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "عيسى بن إبراهيم وسعيد بن سنان، ليسا بشيء"[7]. عیسی بن ابراہیم اور سعید بن سنان دونوں "لیس بشیء" ہیں۔

---

[1] الجرح والتعديل: ۲۸/٤، رقم: ۱۱٤، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

[2] سؤالات ابن الجنيد: ص: ۳۹٦، رقم: ۵۱۲، ت: أحمد محمد نور، مكتبة الدار ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱٤۰۸هـ. وكذا في تاريخ ابن معين برواية الدارمي: ص: ۱۱۸، رقم: ۳٦٦، ت: أحمد محمد نور، درا المامون للتراث ـ بيروت.

[3] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: ۳۲۵/۲، رقم: ۵۰۷۸، ت: عبد الله أحمد حسن، دار القلم ـ بيروت.

[4] انظر إكمال تهذيب الكمال: ۳۱۱/۵، رقم: ۱۹۸۸، ت: أبو عبد الرحمن عادل بن محمد، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[5] تهذيب التهذيب: ٤۷/٤، رقم: ۷٤، دائرة المعارف النظامية ـ الهند، الطبعة الأولى ۱۳۲۵هـ.

[6] الكامل في ضعفاء الرجال: ۳۹۹/٤، رقم: ۸۰۱، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[7] العلل ومعرفة الرجال: ص: ۱۱۷، رقم: ۲۷۱، ت: صبحي البدري السامرائي، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۰۹هـ.

حافظ احمد بن صالح مصری رحمۃ اللہ علیہ سعید بن سنان کے بارے میں فرماتے ہیں: "منکر الحدیث، ما أعرف من حدیثه إلا حدیثین أو ثلاثة"[1]. منکر الحدیث ہے، مجھے اس کی احادیث میں سے صرف دو یا تین احادیث ہی کی معرفت ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاریخ الصغیر"[2] میں فرماتے ہیں: "صاحب مناکیر". یہ مناکیر والا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر سعید بن سنان کو "متروك الحدیث" کہا ہے[3]۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہی نے "التاریخ الکبیر"[4] اور "الضعفاء"[5] میں سعید بن سنان کو "منکر الحدیث" کہا ہے۔

حافظ ابو اسحاق ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[6] میں فرماتے ہیں: "أحادیثه أخاف أن تکون موضوعة، لا تشبه أحادیث الناس،

---

[1] تهذیب التهذیب: ٤/٤٧، رقم: ٧٤، دائرة المعارف النظامیة ـ الهند، الطبعة الأولی ١٣٢٥هـ.

[2] التاریخ الصغیر: ٢/١٧١، ت: محمود إبراهیم زاید، دار المعرفة ـ بیروت، الطبعة الأولی ١٤٠٦هـ.

[3] انظر الکامل في ضعفاء الرجال: ٤/٤٠٠، رقم: ٨٠١، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الکتب العلمیة ـ بیروت.

[4] التاریخ الکبیر: ٣/٣٩٣، رقم: ١٥٩٨، ت: مصطفی عبد القادر عطا، دار الکتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الثانیة ١٤٢٩هـ.

[5] الضعفاء الصغیر: ص: ٥٢، رقم: ١٣٥، ت: محمود إبراهیم زاید، دار المعرفة ـ بیروت، الطبعة الأولی ١٤٠٦هـ.

[6] أحوال الرجال: ص: ٢٨٩، رقم: ٣٠٦، ت: عبد العلیم عبد العظیم البستوي، حدیث إکادمي ـ فیصل آباد باکستان، الطبعة الأولی ١٤١١هـ.

كان أبو اليمان يثني عليه في فضله وعبادته، قال كنا نستمطر به، فنظرت في حديثه فإذا أحاديثه معضلة، فأخبرت أبا اليمان بذلك، فقال: أما إن يحيى بن معين لم يكتب منها شيئا، فلما رجعت إلى العراق ذكرت أبا المهدي ليحيى بن معين، وقلت ما منعك يا أبا زكريا أن تكتبها، قال: من يكتب تلك الأحاديث؟ من أين وقع عليها؟ لعلك كتبت منها يا أبا إسحاق! قلت: كتبت منها شيئا يسيرا لأعتبر به، قال: تلك لا يعتبر بها، هي بواطيل".

اس کی احادیث کے بارے میں مجھے من گھڑت ہونے کا خدشہ ہے، اس کی احادیث لوگوں کی احادیث کی طرح نہیں ہیں، اس کے فضل اور عبادت کی وجہ سے ابوالیمان اس کی تعریف کیا کرتے تھے، فرماتے ہیں کہ ہم ان کے وسیلہ سے بارش مانگا کرتے تھے، (حافظ ابواسحاق ابراہیم بن یعقوب بن ابراہیم جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) پھر جب میں نے اس کی احادیث دیکھیں تو اس کی احادیث معضل نکلیں، میں نے اس کی خبر ابوالیمان کو دی، انہوں نے فرمایا: یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے کوئی ایک حدیث بھی نہیں لکھی، (حافظ ابواسحاق ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) جب میں عراق لوٹ آیا، تو میں نے یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے ابومہدی کا ذکر کیا اور کہا: اے ابوزکریا! ان احادیث کے لکھنے سے آپ کو کس چیز نے روکا؟ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ان احادیث کو کون لکھے، اسے یہ احادیث کہاں سے حاصل ہوئیں؟ اے ابواسحاق! شاید آپ نے وہ احادیث لکھی ہیں؟ میں نے کہا: میں نے ان میں سے تھوڑی سی احادیث لکھی ہیں، تاکہ میں ان کا "اعتبار" کر سکوں، یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ان کا "اعتبار" نہیں ہو سکتا، یہ باطل ہیں۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] میں فرماتے ہیں: "منكر الحديث، لا يعجبني الاحتجاج بخبره إذا انفرد". منکر الحدیث ہے، جب یہ متفرد ہو تو مجھے اس کی خبر سے احتجاج کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ چند سطروں کے بعد زیر بحث روایت کے علاوہ ایک دوسری روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں: "ثناه الحسن بن سفيان، ثنا صفوان بن صالح، ثنا الوليد[كذا في الأصل، والصحيح: سعيد]، أبو مهدي في نسخة، كتبناها عنه بهذا الإسناد، أكثرها مقلوبة، لا يحل ذكرها في الكتب إلا على سبيل القدح في ناقليها [كذا في الأصل]". ہمیں یہ حدیث حسن بن سفیان نے صفوان بن صالح، عن سعید ابو مہدی کے طریق سے ایک ایسے نسخہ میں بیان کی ہے جس کو ہم نے حسن بن سفیان سے اسی سند سے لکھا ہے، اس نسخہ کا اکثر حصہ مقلوب ہے، کتابوں میں اس کا ذکر صرف اس کے ناقل پر بطور قدح کے حلال ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے "الكنى والأسماء"[2] میں سعید بن سنان کو "منكر الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سألت أبا زرعة عن سعيد بن سنان أبى مهدى، فأومأ بيده [أنه] ضعيف"[3]. میں نے ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے

---

[1] المجروحين: ۳۲۲/۱، ت:محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[2] الكنى والأسماء: ص: ۸۲۹، رقم: ۳۳٤۹، ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ .

[3] الجرح والتعديل: ۲۸/٤، رقم: ۱۱٤، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

سعید بن سنان ابو مہدی کے بارے میں پوچھا تو ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ سعید بن سنان ضعیف ہے۔

حافظ ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف الحديث، منكر الحديث، يروي عن أبي الزاهرية، عن كثير بن مرة، عن ابن عمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم بنحو من ثلاثين حديثا أحاديث منكرة"[1]. سعید بن سنان ضعیف الحدیث، منکر الحدیث ہے، یہ ابی الزاہریہ، عن کثیر بن مرۃ، عن ابن عمر، عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریق سے تقریبا تیس منکر احادیث روایت کرتا ہے۔

حافظ ابو بکر ابن ابی خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أخبرني أبو محمد صاحب لي من بني تميم، ثقة، قال: قال: أبو مسهر: نا صدقة بن خالد قال: حدثني أبو مهدي سعيد بن سنان مؤذن أهل حمص، وكان ثقة مرضيا "[2]. مجھے بنو تمیم کے میرے ایک ثقہ ساتھی ابو محمد نے بتایا: کہتے ہیں: ابو مسہر کا کہنا ہے: صدقہ بن خالد نے ہمیں حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا: مجھے ابو مہدی سعید بن سنان نے حدیث بیان کی ہے، اور وہ ثقہ، پسندیدہ شخص ہے۔

حافظ ابو بکر بزار رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن سنان کو "سيء الحفظ "[3] کہا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء "[4] میں سعید بن سنان کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

---

[1] الجرح والتعديل: ٢٨/٤، رقم: ١١٤، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] الجرح والتعديل: ٢٨/٤، رقم: ١١٤، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[3] انظر إكمال تهذيب الكمال: ٣١٠/٥، رقم: ١٩٨٨، ت: أبو عبد الرحمن عادل بن محمد، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] الضعفاء والمتروكين: ص: ١٨٩، رقم: ٢٦٨، ت، محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "لا يكتب حديثه"[۱]. اس کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا۔

حافظ زکریا ساجی رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن سنان کو "منكر الحديث" کہا ہے[۲]۔

حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ "قبول الأخبار"[۳] میں فرماتے ہیں: "وسعيد بن سنان أبو المهدى ليس بذاك، يكثر الرواية عن أبى الزاهرية، عن كثير بن مرة، عن ابن عمر، عن النبى صلى الله عليه وسلم بالمناكير". سعید بن سنان "لیس بذاک" ہے، یہ ابو الزاہریہ، عن کثیر بن مرہ، عن ابن عمر، عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریق سے کثرت سے مناکیر روایت کرتا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[۴] میں سعید بن سنان کی چند روایات ذکر کرکے فرماتے ہیں: "ولأبي مهدي سعيد بن سنان هذا غير ما ذكرت من الأحاديث، وعامة ما يرويه وخاصة عن أبي الزاهرية غير محفوظة، ولو قلنا: إنه هو الذي يرويه، عن أبي الزاهرية لا غيره، جاز ذلك لي، وكان من صالحي أهل الشام وأفضلهم، إلا أن في بعض رواياته ما فيه". اور اس ابو مہدی سعید بن سنان کی میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ بھی احادیث ہیں،

---

[۱] انظر إكمال تهذيب الكمال:۳۱۱/۵،رقم:۱۹۸۸،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[۲] انظر إكمال تهذيب الكمال:۳۱۱/۵،رقم:۱۹۸۸،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[۳] قبول الأخبار ومعرفة الرجال:۲٤۲/۲،رقم:٤٤۷،ت:أبو عمرو الحسيني بن عمر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۱هـ.

[٤] الكامل في ضعفاء الرجال:٤۰۳/٤،رقم:۸۰۱،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

اوراس کی اکثر روایات غیر محفوظ ہیں، خصوصاً وہ روایات جو ابوالزاہر یہ سے مروی ہیں، اور اگر ہم یہ کہیں کہ ان روایات کو ابوالزاہر یہ سے صرف سعید بن سنان ہی نقل کرتا ہے، اس کے علاوہ کوئی اور نقل نہیں کرتا، تو یہ کہنا میرے لئے جائز ہوگا، اور سعید شام کے نیک اور افضل لوگوں میں سے تھا، البتہ اس کی بعض روایات میں کچھ ہے۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حديثه ليس بالقائم“[1]. اس کی حدیث ”لیس بالقائم“ ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المؤتلف والمختلف“[2] میں سعید بن سنان کو ”منكر الحديث“ کہا ہے۔

علامہ عبد الرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ”وسألته عن سعيد بنِ سنان؟ فقال: هما اثنان: سعيد بن سنان أبو مهدي حمصي، يضع الحديث...“[3].

”میں نے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سے سعید بن سنان کے بارے میں پوچھا، تو دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ دو ہیں، (ایک) سعید بن سنان ابو مہدی حمصی ہے، یہ حدیث گھڑتا ہے۔۔۔“۔

حافظ ابن جارود رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”ليس بثقة“ کہا ہے[4]۔

---

[1] انظر إكمال تهذيب الكمال:٣١١/٥،رقم:١٩٨٨،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] المؤتلف والمختلف:ص:١٢١٢،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

[3] سؤالات السلمي للدارقطني:ص:١٨١،رقم:١٥٥،ت:سعد بن عبدالله الحميد وخالد بن عبد الرحمن الجريسى،مكتبة الملك فهد ـ الرياض، الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.

[4] انظر إكمال تهذيب الكمال:٣١١/٥،رقم:١٩٨٨،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة،

حافظ ابو یوسف بن یعقوب بن سفیان فسوی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعرفة والتاريخ"[1] میں سعید بن سنان کو "ضعيف الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ "المسند المستخرج"[2] میں فرماتے ہیں: "يروي عن أبي الزاهرية بالمناكير". سعید بن سنان ابو الزاہریہ سے مناکیر روایت کرتا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "شعب الإيمان"[3] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وأبو المهدي سعيد بن سنان ضعيف عند أهل العلم". اور ابو مہدی سعید بن سنان اہل علم کے ہاں ضعیف ہے۔

حافظ عبد الحق اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ "الأحكام الوسطى"[4] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "أبو المهدي كان رجلا صالحا، من صالحي أهل الشام، ولكن حديثه ضعيف، ولا يحتج به". ابو مہدی نیک شخص تھا، شام کے نیک لوگوں میں سے تھا، لیکن اس کی حدیث ضعیف ہے، اور اس سے احتجاج نہیں کیا جائے گا۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[5] میں ایک روایت کے تحت

الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[1] المعرفة والتاريخ: ٤٤٩/٢، ت: أكرم ضياء العمري، مكتبة الدار ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

[2] المسند المستخرج: ٦٦/١، رقم: ٨١، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل الشافعي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[3] شعب الإيمان: ٤٧٦/٩، رقم: ٦٩٨٤، ت: مختار أحمد الندوي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[4] الأحكام الوسطى: ١١٦/٣، ت: حمدي السلفي صبيحي السامرئي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة ١٤١٦هـ.

[5] كتاب الموضوعات: ١٨٩/٣، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى

فرماتے ہیں: "هذا حديث لا يصح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وفيه كذابان، أحدهما أبو مهدي". یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں، اور اس میں دو جھوٹے ہیں، ایک ان میں سے ابو مہدی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[1] میں سعید بن سنان کے ترجمہ میں زیر بحث روایت کے علاوہ سعید بن سنان کی دیگر چند روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ولأبي مهدي أحاديث كثيرة، وهو بين الضعف". ابو مہدی کی بہت سی احادیث ہیں، اور اس کا ضعف واضح ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الموضوعات"[2] میں دو مقامات پر مختلف روایات کے تحت سعید بن سنان کو "متروك"، "الكاشف"[3] میں "زاهد، ضعيف الحديث"، "ديوان الضعفاء"[4] میں "هالك"، "المغني"[5] میں "متروك، متهم" اور "تلخيص المستدرك" میں "متهم، ساقط"[6] اور

۱۳۸۸هـ.

[1] ميزان الاعتدال:١٤٥/٢،رقم:٣٢٠٨،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[2] تلخيص الموضوعات:ص:٢٩٢،رقم:٧٩٥،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ .وكذا في ص:٣٢٣،رقم:٨٧٢،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[3] الكاشف:٤٣٨/١،رقم:١٩٠٥،ت:محمد عوامة،دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[4] ديوان الضعفاء:ص:١٦٠،رقم:١٦١٩،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مطبعة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[5] المغني في الضعفاء:٤٠٦/١،رقم:٢٤١١،ت:أبو الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[6] تلخيص المستدرك بذيل المستدرك على الصحيحين:٥٠٨/٤،ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي، دار المعرفة ـ بيروت.

"متهم تالف"[1] کہا ہے۔

حافظ علائی رحمۃ اللہ علیہ ، سعید بن سنان کے بارے میں فرماتے ہیں: "سعيد بن سنان ضعيف جدا، بل متروك"[2]. سعید بن سنان شدید ضعیف ہے، بلکہ متروک ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع"[3] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وفيه أبو مهدي سعيد بن سنان، وهو ضعيف، متروك، قال صدقة بن خالد: حدثني أبو مهدي سعيد بن سنان مؤذن أهل حمص، وكان ثقة مرضيا، ولا يصح إسناد هذه الحكاية". اس روایت میں ابو مہدی سعید بن سنان ہے، اور وہ ضعیف، متروک ہے، اور صدقہ بن خالد فرماتے ہیں: مجھے حمص والے مؤذن ابو مہدی سعید بن سنان نے حدیث بیان کی، اور وہ ثقہ، پسندیدہ شخص ہے، (حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اور اس حکایت کی اسناد صحیح نہیں ہے۔

نیز حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع"[4] میں ایک روایت کے تحت ابو مہدی سعید بن سنان کو "ضعيف جدا" کہا ہے۔

علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ "الكشف الحثيث"[5] میں سعید بن سنان کا

---

[1] تلخيص المستدرك بذيل المستدرك على الصحيحين:٥١١/٤،ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي، دار المعرفة ـ بيروت .

[2] انظر فيض القدير:٥٠٩/٢،رقم:٢٤١٣،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

[3] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:١٥٥/٨،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربى ـ بيروت .

[4] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:١٨٩/٢،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربى ـ بيروت .

[5] الكشف الحثيث:ص:١٢٤،رقم:٣٠٦،ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

ترجمہ قائم کرکے فرماتے ہیں: "له ترجمة في الميزان، ولم يذكر فيها أنه وضع، ولكن ذكر عن الجوزجاني أنه قال: أخاف أن تكون أحاديثه موضوعة، وقد ذكر الحاكم في المستدرك حديثا في كتاب الفتن والملاحم قبل آخره نحو كراسة من القطع الكبير، رواه عن أبي الزاهرية، قال الحاكم فيه: صحيح، قال الذهبي عقيبه: بل سعيد متهم به، انتهى". سعید بن سنان کا ترجمہ "میزان" میں موجود ہے، لیکن اس میں یہ مذکور نہیں کہ اس نے حدیث گھڑی ہے، تاہم جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے ذکر کیا گیا ہے کہ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے سعید بن سنان کی احادیث کے من گھڑت ہونے کا خدشہ ہے، اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "مستدرک" میں "کتاب الفتن والملاحم" میں اس کے آخر سے پہلے ایک بڑے حصے کے چھوٹے جزء کے بقدر حدیث ذکر کی ہے جسے انہوں نے ابو الزاہریہ سے روایت کیا ہے، حاکم رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ صحیح ہے، اس کے متصل بعد ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بلکہ سعید اس حدیث میں متہم ہے، انتہی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "التقریب"[1] میں سعید بن سنان کے بارے میں فرماتے ہیں: "متروك، ورماه الدارقطني وغيره بالوضع". یہ متروک ہے، دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اسے حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[2] میں سعید بن سنان کو وضاعین

---

[1] تقريب التهذيب: ص: ۲۳۷، رقم: ۲۳۳۳، ت: محمد عوامة، دار الرشيد - سوريا، الطبعة الثالثة ۱٤۱۱ھـ.

[2] تنزيه الشريعة: ٦٣/١، رقم: ١٤، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق الغماري، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱ھـ.

و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے فرماتے ہیں: ”قال يحيى: أحاديثه بواطيل، وقال الجوزجاني: أخاف أن تكون أحاديثه موضوعة“. یحیی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی احادیث باطل ہیں، اور جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے اس کی احادیث کے من گھڑت ہونے کا اندیشہ ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

زیر بحث روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ”من گھڑت“ قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر⑱

روایت: ”غار ثور میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو شدید پیاس لگی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا، غار کے دہانے پر جا کر پینے کا حکم ہوا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پانی پیا تو وہ شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبو والا تھا جو کہ اللہ تعالی کے حکم سے ایک فرشتے نے جنت الفردوس کی نہر سے جاری کیا تھا“۔

حکم: شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی تخریج ”تاریخ دمشق“[1] میں ان الفاظ کے ساتھ کی ہے:

”أخبرنا أبو الفضل محمد بن حمزة بن إبراهيم الفراتي بزنجان، أنبأ الشيخ العالم الثقة أبو محمد إدريس بن محمد بهمذان في ذي القعدة سنة خمس وثمانين وأربع مائة، نا أبو الحسن أحمد بن إبراهيم بن فراس بمكة، نا أبو العباس أحمد بن محمد بن علي العنبري، نا أبو إسحاق إبراهيم بن علي بن عبد الله، نا محمد بن يونس، نا إبراهيم بن هشام، عن زيد بن أرقم، عن مجاهد، عن ابن عباس قال: كان أبو بكر الصديق مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في الغار، فعطش أبو بكر عطشا شديدا، فشكا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال له

---

[1] تاريخ مدينة دمشق: ۱٤۹/۳۰، رقم: ٦۱۸۹، ت: محب الدين عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱٥هـ.

رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذهب إلى صدر الغار واشرب، فانطلق أبو بكر إلى صدر الغار، وشرب منه ماء أحلا من العسل، وأبيض من اللبن، وأزكى رائحة من المسك، ثم عاد إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: شربت يا رسول الله!.

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا أبشرك يا أبا بكر! قال: بلى، فداك أبي وأمي يا رسول الله! قال: إن الله تعالى أمر الملك الموكل بأنهار الجنة أن خرق نهرا من جنة الفردوس إلى صدر الغار ليشرب أبو بكر، فقال أبو بكر: ولي عند الله هذه المنزلة؟ قال: نعم، وأفضل، والذي بعثني بالحق نبيا لا يدخل الجنة مبغضك ولو كان له عمل سبعين نبيا".

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار میں تھے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو شدید پیاس لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غار کے منہ کی جانب جاؤ اور پانی پیو، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غار کے دہانے پر آگئے اور وہاں سے پانی پیا جو شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید، اور مشک سے زیادہ اچھی خوشبو والا تھا، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے پانی پی لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! میں تمہیں خوشخبری نہ سناؤں؟ انھوں نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی نے جنت کی نہروں پر مامور ایک فرشتے کو حکم دیا ہے کہ وہ جنت الفردوس کی نہروں میں سے ایک نہر کو غار میں جاری کر دے تاکہ

ابو بکر رضی اللہ عنہ پانی پی لے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے ہاں میرا اتنا مرتبہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی ہاں، اور اس سے افضل ہے، قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! تم سے بغض رکھنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا، اگرچہ اس کے اعمال ستر نبیوں کے برابر ہوں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الخصائص الکبری"[1] اور "الدر المنثور"[2] میں اسے "بسند واہ" کہا ہے۔

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "حجة الله على العالمين"[3] میں اسے "بسند واہ" کہا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو عباس محمد بن یونس بن موسی بن سلیمان قرشی سامی کدیمی (المتوفی ۲۸٦ھ) پر ائمہ رجال کا کلام

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان محمد بن يونس الكديمي حسن الحديث، حسن المعرفة، ما وجدنا عليه إلا صحبته لسليمان

---

[1] الخصائص الكبرى: ۳۰۷/۱، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الخامسة ۱٤۳۸ھـ.

[2] الدر المنثور في التفسير بالمأثور: ۳۷٥/۷، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۲٤ھـ.

[3] حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين: ص: ٤٦۳، ت: عبد الوارث محمد علي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷ھـ.

الشاذكوني"[1]. محمد بن یونس حسن الحدیث اور حسن المعرفہ تھا، ہم اس پر صرف سلیمان شاذکونی کے ساتھ رہنے کی وجہ سے غصہ ہیں۔

علامہ ابو عبید آجری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت أبا داود يتكلم في محمد بن سنان وفي محمد بن يونس، يطلق عليهما الكذب"[2]. میں نے ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کو محمد بن سنان اور محمد بن یونس پر کلام کے دوران سنا کہ آپ نے دونوں پر جھوٹ کا اطلاق کیا۔

علامہ ابو بکر محمد بن وہب بصری المعروف ابن تمار ورّاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ما أظهر أبو داود السجستاني تكذيب أحد إلا في رجلين: الكديمي وغلام خليل"[3]. ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے صرف کدیمی اور خلیل، دو شخصوں کے جھوٹا ہونے کا اظہار کیا ہے۔

حافظ ابو الفضل جعفر طیالسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الكديمي ثقة، ولكن أهل البصرة يحدثون بكل ما يسمعون"[4]. کدیمی ثقہ ہے، لیکن بصرہ والے جو سنتے ہیں، روایت کر دیتے ہیں۔

حافظ ابو الآذان عمر بن ابراہیم بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت موسى بن هارون يقول: وهو متعلق بأستار الكعبة: اللهم! إني أشهدك أن الكديمي

---

[1] انظر تاريخ بغداد: ٦٩٣/٤، رقم: ١٨٤٢، ت: بشار عواد، دار الغرب الإسلامی ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] سؤالات أبي عبيد الآجري: ٢٨٣/٢، رقم: ١٨٥٦، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[3] انظر تاريخ بغداد: ٢٤٧/٦، رقم: ٢٧٣٥، ت: بشار عواد، دار الغرب الإسلامی ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] تاريخ بغداد: ٧٠١/٤، رقم: ١٨٤٢، ت: بشار عواد، دار الغرب الإسلامی ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

كذاب، يضع الحديث"[1]. میں نے موسی بن ہارون کو یہ کہتے سنا اس حال میں کہ وہ کعبہ کے پردے کو پکڑے ہوئے تھے: اے اللہ! میں آپ کو اس پر گواہ بناتا ہوں کہ کدیمی جھوٹا ہے، حدیث گھڑتا ہے۔

حافظ موسی بن ہارون حمال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تقرب إلي الكديمي بالكذب، قال لي: كتبت عن أبيك في مجلس محمد بن سابق، وسمعت أبي يقول: ما كتبت عن محمد بن سابق شيئا، ولا رأيته"[2]. کدیمی نے جھوٹ بول کر میرے قریب ہونا چاہا، کدیمی نے مجھے کہا کہ میں نے محمد بن سابق کی مجلس میں آپ کے والد سے لکھا ہے، (موسی بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) حالانکہ میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا ہے: میں نے محمد بن سابق سے کچھ نہیں لکھا، اور نہ ہی اس کو دیکھا ہے۔

حافظ ابو بکر شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت أبا الأحوص محمد بن الهيثم وسئل عن الكديمي، فقال: تسألوني عنه وهو أكبر مني وأكثر علما؟ ما علمت إلا خيرا"[3]. میں نے ابو الاحوص محمد بن ہیثم سے سنا اس حال میں کہ ان سے کدیمی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: تم مجھ سے کدیمی کے بارے میں پوچھتے ہو، حالانکہ وہ مجھ سے بڑے ہیں، اور ان کا علم زیادہ ہے؟ میں ان کے بارے میں صرف خیر ہی جانتا ہوں۔

---

[1] تاريخ بغداد: ٦٩٦/٤، رقم: ١٨٤٢، ت: بشار عواد، دار الغرب الإسلامي - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] الكامل في ضعفاء: ٥٥٣/٧، رقم: ١٧٨٠، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية - بيروت.

[3] تاريخ بغداد: ٦٩٤/٤، رقم: ١٨٤٢، ت: بشار عواد، دار الغرب الإسلامي - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

حافظ قاسم بن زکریا مُطّرِز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أنا أجاثية [كذا في الأصل] بين يدي الله تبارك وتعالى يوم القيامة وأقول: إن هذا كان يكذب على رسولك، وعلى العلماء"[1]. میں قیامت کے دن کدیمی کو گھٹنوں کے بل بٹھا کر اللہ تبارک وتعالی سے عرض کروں گا: بے شک یہ آپ کے رسول اور علماء پر جھوٹ بولتا تھا۔

حافظ ابوالحسین ابن منادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " كتبنا عن الكديمي، ثم بلغنا كلام أبي داود فيه، فرمينا بما سمعنا منه"[2]. ہم نے کدیمی سے لکھا تھا، پھر ہمیں ابوداؤد کا کلام پہنچا تو ہم نے ان سے جو سنا تھا اس کو ترک کر دیا۔

علامہ اسماعیل خُطَبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ما رأيت ناسا أكثر من مجلسه، وكان ثقة"[3]. میں نے اس کی مجلس میں موجود لوگوں سے زیادہ لوگ نہیں دیکھے، اور یہ ثقہ تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[4] میں اسماعیل خُطَبی کا مذکورہ قول "قال بجهل" (اس نے جہالت کے ساتھ کہا ہے) کہہ کر نقل کیا ہے۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعديل"[5] میں فرماتے ہیں: "سمعت أبي وعرض عليه شيء من حديثه، فقال: ليس هذا حديث أهل الصدق".

---

[1] سؤالات حمزة بن يوسف السهمي للدار قطني وغيره من المشايخ:ص:١١٢،رقم:٧٤،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] سير أعلام النبلاء:٣٠٤/١٣،رقم:١٣٩،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

[3] تاريخ بغداد:٧٠٢/٤،رقم:١٨٤٢،ت:بشار عواد، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] ميزان الاعتدال:٧٤/٤،رقم:٨٣٥٣،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[5] الجرح والتعديل:١٢٢/٨،رقم:٥٤٨،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

میں نے اپنے والد سے سنا اس حال میں کہ ان پر کدیمی کی حدیث میں سے کچھ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ اہل صدق کی حدیث نہیں ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[1] میں فرماتے ہیں: "وكان يضع على الثقات الحديث وضعا، ولعله قد وضع أكثر من ألف حديث". **محمد بن یونس** ثقات پر خوب احادیث گھڑتا تھا، اور شاید اس نے ہزار سے زیادہ احادیث گھڑی ہیں۔

حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے کدیمی کو "متروك الحديث" کہا ہے[2]۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[3] میں فرماتے ہیں: "اتهم بوضع الحديث وبسرقته، وادعى رؤية قوم لم يرهم، ورواية عن قوم لا يعرفون، وترك عامة مشايخنا الرواية عنه، ومن حدث عنه نسبه إلى جده موسى بأن لا يعرف". یہ حدیث گھڑنے اور سرقۂ حدیث میں متہم ہے، اور اس نے ایسی جماعت کو دیکھنے کا دعوی کیا ہے جس کو اس نے نہیں دیکھا، اور اس نے ایسی جماعت سے روایت کا دعوی کیا ہے جن کی معرفت نہیں ہے، اور ہمارے اکثر مشائخ نے اس سے روایت لینا چھوڑ رکھا ہے، اور جو اس سے روایت کرتے ہیں وہ اسے اس کے دادا موسی کی طرف منسوب کرتے ہیں، تاکہ یہ پہچانا نہ جائے۔

---

[1] المجروحين:٣١٣/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

[2] الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي:١٠٩/٣،رقم:٣٢٥٧،ت:عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[3] الكامل في ضعفاء:٥٥٣/٧،رقم: ١٧٨٠،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يتهم بوضع الحديث، وما أحسن فيه القول إلا من لم يخبر حاله"[1]. وہ حدیث گھڑنے میں متہم ہے، اس کے بارے میں اچھائی کا قول صرف ان لوگوں کا ہے جن کو اس کے حال کی خبر نہیں ہے۔

حافظ ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وسألته عن محمد بن يونس الكديمي، وإن جماعة من مشايخنا أثنوا عليه، فقال: متروك"[2]. میں نے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سے محمد بن یوسف کدیمی کے بارے میں پوچھا، اور یہ بھی کہ ہمارے مشایخ کی ایک جماعت نے اس کی خوبی بیان کی ہے، دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ متروک ہے۔

حافظ ابو احمد حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ذاهب الحديث، تركه يحيى بن محمد بن صاعد وأحمد بن محمد بن سعيد الهمذاني، وسمع منه عبد الله بن أحمد بن حنبل ومحمد بن إسحاق بن خزيمة"[3]. کدیمی ذاہب الحدیث ہے، یحیی بن محمد بن صاعد اور احمد بن محمد بن سعید ہمذانی نے اسے ترک کیا ہے، اور عبد اللہ بن احمد بن حنبل اور محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے اس سے سنا ہے۔

حافظ ابو یعلی خلیلی رحمۃ اللہ علیہ "الإرشاد"[4] میں فرماتے ہیں: "وليس الكديمي

---

[1] ميزان الاعتدال: ٧٥/٤، رقم: ٨٣٥٣، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] سؤالات الحاكم للدارقطني في الجرح والتعديل: ص: ٢٩٠، رقم: ٥٢٩، ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] تاريخ بغداد: ٦٩٥/٤، رقم: ١٨٤٢، ت: بشار عواد، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] الإرشاد في معرفة علماء الحديث: ٥١١/٢، رقم: ٢٢٣، ت: محمد سعيد بن عمر إدريس، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

بذلك القوي، ومنهم من يقويه". کدیمی "ذلک القوی" نہیں ہے، اور بعض نے اسے قوی کہا ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ بغداد"[1] میں فرماتے ہیں: " لم يزل الكديمي معروفا عند أهل العلم بالحفظ، مشهورا بالطلب، مقدما في الحديث، حتى أكثر روايات الغرائب والمناكير، فتوقف إذ ذاك بعض الناس عنه، ولم ينشطوا للسماع منه". کدیمی اہل علم کے مابین حفظ میں معروف، اور طلب میں مشہور تھے، یہ حدیث میں مقدم ہے، حتی کہ اس نے کثرت سے غرائب ومناکیر روایت کیں ہیں، سو یہی وجہ ہے کہ بعض لوگوں نے ان کے بارے میں توقف کیا ہے، اور وہ اس سے سماعت میں نشاط نہیں رکھتے تھے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "ذخيرة الحفاظ"[2] میں ایک روایت کے تحت محمد بن یونس کدیمی کے بارے میں فرماتے ہیں: "ومحمد هذا كان يضع الحديث على الثقات وضعا". اور یہ محمد ثقات پر خوب حدیث گھڑتا تھا۔

حافظ ابو الحسن ابن قطان رحمۃ اللہ علیہ "بيان الوهم"[3] میں ایک حدیث کے تحت کدیمی کے بارے میں فرماتے ہیں: "فإنه ممن يتهم بالوضع". کیونکہ کدیمی حدیث گھڑنے میں متہم لوگوں میں سے ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ الإسلام"[4] میں کدیمی کو "أحد الضعفاء"،

---

[1] تاريخ بغداد: ٦٩٥/٤، رقم: ١٨٤٢، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] ذخيرة الحفاظ: ٤١٥/١، رقم: ٥٤٠، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[3] بيان الوهم والايهام: ٣٧٢/٣، رقم: ١١١٦، ت: الحسين آيت سعيد، دار طيبة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[4] تاريخ الإسلام: ٨٣٣/٦، رقم: ٥٣٠، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

"المغني"[1] میں "هالك"، "تذكرة الحفاظ"[2] میں "واه"، "المعين"[3] میں "متهم" اور "ميزان"[4] میں "أحد المتروكين" کہا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "البداية"[5] میں ایک روایت کے تحت کدیمی کو "متهم" کہا ہے۔

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "جلاء الأفهام"[6] میں کدیمی کو "متروك" کہا ہے۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے "توضيح المشتبه"[7] میں ایک حدیث کے تحت کدیمی کو "أحد المتروكين" کہا ہے۔

حافظ علائی رحمۃ اللہ علیہ نے کدیمی کو "هالك" کہا ہے[8]۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ "البدر المنير"[9] میں ایک روایت کے تحت کدیمی

---

[1] المغني في الضعفاء:۳۹۰/۲،رقم:٦١١٢،ت:أبو الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] تذكرة الحفاظ:١٤٤/٢،رقم:٦٤٥،ت:زكريا عميرات،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[3] المعين في طبقات المحدثين:ص:١٠١،رقم:١١٥٢،ت:همام عبد الرحيم سعيد،دار الفرقان ـ عمان، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] ميزان الاعتدال:٧٤/٤،رقم:٨٣٥٣،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[5] البداية والنهاية:٥٤٥/٢،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي،دار هجر ـ مصر،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[6] جلاء الأفهام في فضل الصلاة على محمد خير الأنام:٣٣٧/١،ت: شعيب الأرناؤوط وعبد القادر الأرناؤوط، دار العروبة ـ الكويت،الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.

[7] توضيح المشتبة:٦٥/٩،ت:محمد نعيم العرقسوسي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت .

[8] انظر مجموعة رسائل الحافظ العلائي:ص:٤٣،ت:وائل محمد بكر زهران،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

[9] البدر المنير:٥٩٠/٣،ت:أبو محمد عبد الله بن سلمان، دار الهجرة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

کے بارے میں فرماتے ہیں: ”فإنه من يتهم بالوضع“. یہ ان لوگوں میں سے ہے جو حدیث گھڑنے میں متہم ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ”لسان المیزان“[1] میں فرماتے ہیں: ”تكلموا فيه كثيرا“. اس کے بارے میں ائمہ نے کثرت سے کلام کیا ہے۔

حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ ”مغاني الأخيار“[2] میں کدیمی کے بارے میں فرماتے ہیں: ”وكان يضع على الثقات، وقيل: كان حسن الحديث“. یہ ثقہ راویوں کے انتساب سے احادیث گھڑتا تھا، اور کہا گیا ہے کہ یہ حسن الحدیث تھا۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ”طبقات الحفاظ“[3] میں فرماتے ہیں: ”اتهموه بالوضع، وكان حافظا“. ائمہ نے اس کو متہم بالوضع قرار دیا ہے، اور وہ حافظ تھا۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ ”تنزيه الشريعة“[4] میں محمد بن یونس کدیمی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: ”قال ابن عدي: اتهم بالوضع، وقال ابن حبان: كان يضع على الثقات“. ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث گھڑنے میں متہم ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ثقہ راویوں پر احادیث گھڑتا ہے۔

---

[1] لسان الميزان: ٤١٩/٩، رقم: ٢٦١٢، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] مغاني الأخيار: ٤٤/٣، رقم: ٣٩١٠، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[3] طبقات الحفاظ: ص: ٢٦٩، رقم: ٦٠٣، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٤هـ.

[4] تنزيه الشريعة: ١١٦/١، رقم: ٣١٣، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

زیر بحث روایت کے بارے میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: ’’اس کی سند واہی ہے‘‘۔

نیز سند میں موجود راوی محمد بن یونس کدیمی کے بارے میں متعدد ائمہ رجال نے شدید جرح کے الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

’’میں نے ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کو محمد بن سنان اور محمد بن یونس پر کلام کے دوران سنا کہ آپ نے دونوں پر جھوٹ کا اطلاق کیا‘‘ (علامہ ابو عبید آجری رحمۃ اللہ علیہ)، ’’ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے صرف کدیمی اور خلیل، دو شخصوں کے جھوٹا ہونے کا اظہار کیا ہے‘‘ (علامہ ابو بکر محمد بن وہب بصری المعروف ابن تمار ورّاق رحمۃ اللہ علیہ)، ’’میں نے موسی بن ہارون کو یہ کہتے سنا اس حال میں کہ وہ کعبہ کے پردے کو پکڑے ہوئے تھے: اے اللہ! میں آپ کو اس پر گواہ بناتا ہوں کہ کدیمی جھوٹا ہے، حدیث گھڑتا ہے‘‘ (حافظ ابو الآذان عمر بن ابراہیم بغدادی رحمۃ اللہ علیہ)، ’’کدیمی نے جھوٹ بول کر میرے قریب ہونا چاہا، کدیمی نے مجھے کہا کہ میں نے محمد بن سابق کی مجلس میں آپ کے والد سے لکھا ہے، (موسی بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) حالانکہ میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا ہے: میں نے محمد بن سابق سے کچھ نہیں لکھا، اور نہ ہی اس کو دیکھا ہے‘‘ (حافظ موسی بن ہارون حمال رحمۃ اللہ علیہ)، ’’قیامت کے دن میں اللہ تبارک وتعالی کے سامنے دوزانو عرض کروں گا: بے شک یہ آپ کے رسول اور علماء پر جھوٹ بولتا تھا‘‘ (حافظ قاسم بن زکریا مُطّرِز رحمۃ اللہ علیہ)، ’’ہم نے کدیمی سے لکھا تھا، پھر ہمیں ابو داؤد کا کلام پہنچا تو ہم نے ان سے جو سنا تھا اس کو ترک کر دیا‘‘ (حافظ ابو الحسین ابن منادی رحمۃ اللہ علیہ)، ’’محمد

بن یونس ثقات پر خوب احادیث گھڑتا تھا، اور شاید اس نے ہزار سے زیادہ احادیث گھڑی ہیں'' (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)، ''متروک الحدیث'' (حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ)، ''یہ حدیث گھڑنے اور سرقۂ حدیث میں متہم ہے، اور اس نے ایسی جماعت کو دیکھنے کا دعوی کیا ہے جس کو اس نے نہیں دیکھا، اور اس نے ایسی جماعت سے روایت کا دعوی کیا ہے جن کی معرفت نہیں ہے، اور ہمارے اکثر مشائخ نے اس سے روایت لینا چھوڑ رکھا ہے، اور جو اس سے روایت کرتے ہیں وہ اسے اس کے دادا موسی کی طرف منسوب کرتے ہیں، تاکہ یہ پہچانا نہ جائے'' (حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ)، ''حدیث گھڑنے میں متہم ہے، اس کے بارے میں اچھائی کا قول صرف ان لوگوں کا ہے جن کو اس کے حال کی خبر نہیں ہے'' (امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ)، ''میں نے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سے محمد بن یوسف کدیمی کے بارے میں پوچھا، اور یہ بھی کہ ہمارے مشائخ کی ایک جماعت نے اس کی خوبی بیان کی ہے، دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ متروک ہے'' (حافظ ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ)، ''ذاہب الحدیث'' (حافظ ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ)، ''یہ ثقات پر خوب حدیث گھڑتا تھا'' (حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ)، ''کدیمی حدیث گھڑنے میں متہم لوگوں میں سے ہے'' (حافظ ابو الحسن ابن قطان رحمۃ اللہ علیہ)، ''ہالک'' ''واہ'' ''متہم'' ''احد المتروکین'' (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، ''متہم'' (حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)، ''متروک'' (حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ)، ''احد المتروکین'' (حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ)، ''ہالک'' (حافظ علائی رحمۃ اللہ علیہ)، ''یہ ان لوگوں میں سے ہے جو حدیث گھڑنے میں متہم ہیں'' (حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ)۔

اور خاص اس تناظر میں کہ محمد بن یونس کدیمی اس روایت کے نقل کرنے میں متفرد بھی ہے، چنانچہ یہ روایت کسی بھی طرح ''ضعفِ شدید'' سے خالی نہیں ہوسکتی، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
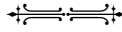
روایت نمبر ⑲

روایت: ''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''إن لله ملكا على بيت المقدس ينادي كل ليلة: من أكل حراما لم يقبل منه صرف ولا عدل''. بیت المقدس پر اللہ تعالی کا ایسا فرشتہ ہے جو ہر رات اعلان کرتا ہے: جس نے حرام کھایا اس کی نہ نفل قبول ہے اور نہ فرض''۔

حکم: حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں اس کی اصل پر واقف نہیں ہو سکا ہوں''، نیز علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے ان احادیث کی فہرست میں شمار کیا ہے جن کی انہیں سند نہیں مل سکی، اسی طرح علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس کی کوئی اصل نہیں ملتی''، الحاصل اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت امام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ''إحياء''[1] میں بلا سند ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

''وفي حديث ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم: إن لله ملكا على بيت المقدس، ينادي كل ليلة: من أكل حراما لم يقبل منه صرف ولا عدل''.

اور حدیثِ ابن عباس رضی اللہ عنہما میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے: بیت المقدس پر اللہ تعالی کا ایسا فرشتہ ہے جو ہر رات اعلان کرتا ہے: جس نے حرام کھایا اس کی نہ

[1] إحياء علوم الدين: ۸۹/۲، دار المعرفة ۔بيروت، الطبعة ۱۴۰۲هـ.

نفل قبول ہے اور نہ فرض۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت علامہ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے "قوت القلوب"[1] میں، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "بحر الدموع"[2] میں اور علامہ اسماعیل حقی استنبولی رحمۃ اللہ علیہ نے "روح البیان"[3] بلا سند نقل کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[4] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"لم أقف له على أصل، ولأبي منصور الديلمي في مسند الفردوس من حديث ابن مسعود: من أكل لقمة من حرام لم تقبل منه صلاة أربعين ليلة... الحديث، وهو منكر".

میں اس کی اصل پر واقف نہیں ہو سکا ہوں، اور ابو منصور دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کی

---

[1] قوت القلوب:۱۷۱۵/۳،ت:محمود إبراهيم محمد رضواني،دار التراث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[2] بحر الدموع:ص:۱۷٦،ت:دار الصحابة للتراث ـ بطنطا،الطبعة الأولى ۱٤۱۲هـ.

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو:"وقال صلى الله عليه وسلم: إن لله تبارك وتعالى ملكا على بيت المقدس، ينادي في كل يوم وليلة: من أكل حراما لم يقبل الله منه صرفا ولا عدلا حتى يخرج ذلك الحرام من بيته، فان مات على ذلك، فأنا بريء منه".

[3] روح البيان:۲۹۱/۷،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت .

[4] المغني عن حمل الأسفار:ص:٤۳٦ ،رقم:۱٦٥٥،ت:أبو محمد أشرف بن عبد المقصود،مكتبة دار طبرية ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۱٥هـ.

"مسند الفردوس" میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: جس نے حرام کا ایک لقمہ کھایا اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہو گی۔۔۔الحدیث، اور یہ منکر ہے۔

علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے "إتحاف"[1] میں حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ حدیث: "من اکل لقمۃ من حرام لم تقبل منہ صلاۃ اربعین لیلۃ" کی تحقیق کتاب "غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ" حصہ ششم میں گزر چکی ہے۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "طبقات الشافعية"[2] میں اس روایت کو ان احادیث کی فہرست میں شامل کیا ہے جن کی سند ان کو نہیں مل سکی ہے۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الموضوعات"[3] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "لم يوجد له أصل". اس کی کوئی اصل نہیں ملتی۔

---

[1] إتحاف السادة المتقين: ٤٥٢/٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الخامسة ١٤٣٥هـ.

[2] طبقات الشافعية الكبرى: ٣١٣/٦، ت: عبد الفتاح محمد الحلو ومحمود محمد الطناحي، هجر للطباعة والنشر، الطبعة الثانية ١٤١٣هـ.

[3] تذكرة الموضوعات: ص: ١٣٣، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائد المجموعة"[1] میں فرماتے ہیں: "ذكره في المختصر، وقال: لم يوجد له أصل". اسے فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے "مختصر" میں ذکر کرکے فرمایا ہے: اس کی کوئی اصل نہیں ملتی۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں اس کی اصل پر واقف نہیں ہو سکا ہوں"، نیز علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے ان احادیث کی فہرست میں شمار کیا ہے جن کی انہیں سند نہیں مل سکی، اسی طرح علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کی کوئی اصل نہیں ملتی"، الحاصل اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ زیر بحث روایت سے ملتی جلتی ایک روایت کی تحقیق کتاب "غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ" حصہ ہفتم (ص:۳۶۳) میں ضمنی طور پر گزر چکی ہے۔
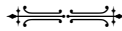
---

[1] الفوائد المجموعة: ص:١٤٥، رقم:١٦، ت:عبدالرحمن بن يحيي المعلي، دار الكتب العلمية- بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

روایت نمبر(۲۰)

روایت: جو شخص جمعہ کے دن درود پڑھتا ہے اس کے درود کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود سنتے ہیں۔

حکم: حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اگر اسے اس کے ظاہر پر حمل کیا جائے تو میں اس کی کسی دلیل کو نہیں جانتا“، اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ان الفاظ سے نقل کیا ہے: ”جب درود پڑھنے والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس درود پڑھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاواسطہ اس کو سنتے ہیں، چاہے جمعہ کی رات ہو یا اس کے علاوہ ہو، اور بعض خطباء اور ان جیسے لوگوں کا یہ کہنا کہ اس دن جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے کانوں سے بذاتِ خود سنتے ہیں، (خطباء کی) اس بات کو قریب پر حمل کرنے کے باوجود بھی اس کا کوئی مفہوم نہیں بنتا (یعنی یہ سننا جمعہ اور اس کے علاوہ میں بھی ہوتا ہے، تو پھر جمعہ کو خاص طور پر ذکر کرنے کا کوئی معنی نہیں بنتا)، انتہی“، الحاصل اس روایت کو مذکورہ سیاق والفاظ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر اور حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ”الأجوبة“[1] میں فرماتے ہیں:

”... فقول الخطباء أو بعضهم فإنه في هذا اليوم أي: يوم الجمعة يسمع بأذنيه من يصلي عليه، لا أعلم له إن حمل على ظاهره، مستندا، ويمكن الاستئناس لهم بظاهر رواية عند الطبراني في معجمه الكبير لفظها: أكثروا الصلاة علي يوم الجمعة فإنه يوم مشهود تشهده الملائكة،

---

[1] الأجوبة المرضية:۳/۹۳۱،ت:محمد إسحاق محمد إبراهيم،دار الراية ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

ليس من عبد يصلي علي إلا بلغني صوته حيث كان، قلنا: وبعد وفاتك؟ قال: وبعد وفاتي، إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء، ولكن المعتمد الأول، وقوله: بلغني صوته، لا تقتضي كونه بلا واسطة إذا كان بعيدا".

"۔۔۔ خطباء یا بعض خطباء کا کہنا کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن درود پڑھنے والوں کا درود اپنے کانوں سے بذاتِ خود سنتے ہیں"، اگر اسے اس کے ظاہر پر حمل کیا جائے تو میں اس کی کسی دلیل کو نہیں جانتا، تاہم ان کے لئے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی "معجم کبیر"[1] میں موجود روایت کے ظاہر سے استیناس ممکن ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: "مجھ پر جمعہ کے دن درود کی کثرت کیا کرو، کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے، اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، جو بندہ بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ جہاں بھی ہو اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے، ہم (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم) نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری وفات کے بعد بھی، بلاشبہ اللہ تعالی نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے جسموں کو کھائے"، لیکن معتمد پہلی حدیث ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول: "اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے"، اس کے بلا واسطہ پہنچنے کا تقاضہ نہیں کرتا جبکہ درود پڑھنے والا دور ہو"۔

---

[1] امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی مطبوع کتب میں یہ روایت نہیں مل سکی، البتہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے "جلاء الافہام" میں یہ روایت امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ذکر کی ہے، ملاحظہ ہو: "قال الطبراني: حدثنا يحيى بن أيوب العلاف، حدثنا سعيد بن أبي مريم، حدثنا يحيى بن أيوب، عن خالد بن يزيد، عن سعيد بن أبي هلال، عن أبي الدرداء قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أكثروا الصلاة علي يوم الجمعة، فإنه يوم مشهود، تشهده الملائكة، ليس من عبد يصلي علي إلا بلغني صوته حيث كان، قلنا: وبعد وفاتك؟ قال: وبعد وفاتي، إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء". (جلاء الأفهام في فضل الصلاة على محمد خير الأنام: ص: ۱۲۷، ت: شعيب الأرناؤوط وعبد القادر الأرناؤوط، دار العروبة ـ الكويت، الطبعة الثانية ۱٤۰۷هـ).

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح الزرقاني"[1] میں حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ان الفاظ سے ذکر کیا ہے:

"قال السخاوي: إذا كان المصلي عند قبره سمعه بلا واسطة، سواء كان ليلة الجمعة أو غيرها، وما يقوله بعض الخطباء ونحوهم أنه يسمع بأذنيه في هذا اليوم من يصلي عليه، فهو مع حمله على القرب لا مفهوم له، انتهى".

سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب درود پڑھنے والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس درود پڑھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا واسطہ اس کو سنتے ہیں، چاہے جمعہ کی رات ہو یا اس کے علاوہ ہو، اور بعض خطباء اور ان جیسے لوگوں کا یہ کہنا کہ اس دن جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے کانوں سے بذاتِ خود سنتے ہیں، (خطباء کی) اس بات کو قریب پر حمل کرنے کے باوجود بھی اس کا کوئی مفہوم نہیں بنتا (یعنی یہ سننا جمعہ اور اس کے علاوہ میں بھی ہوتا ہے، تو پھر جمعہ کو خاص طور پر ذکر کرنے کا کوئی معنی نہیں بنتا)، انتہی۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اگر اسے اس کے ظاہر پر حمل کیا جائے تو میں اس کی کسی دلیل کو نہیں جانتا"، اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ان الفاظ سے نقل کیا ہے: "جب درود پڑھنے والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس درود پڑھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا واسطہ اس کو سنتے ہیں، چاہے جمعہ کی رات ہو یا اس کے علاوہ ہو، اور بعض

[1] شرح الزرقاني على المواهب: ۲۰۳/۱۲، ت: محمد عبد العزيز الخالدي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٧هـ.

خطباء اور ان جیسے لوگوں کا یہ کہنا کہ اس دن جو شخص نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درود پڑھتا ہے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اسے اپنے کانوں سے بذاتِ خود سنتے ہیں، (خطباء کی) اس بات کو قریب پر حمل کرنے کے باوجود بھی اس کا کوئی مفہوم نہیں بنتا (یعنی یہ سننا جمعہ اور اس کے علاوہ میں بھی ہوتا ہے، تو پھر جمعہ کو خاص طور پر ذکر کرنے کا کوئی معنی نہیں بنتا)، انتہی"۔

الحاصل اس روایت کو مذکورہ سیاق والفاظ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

زیر بحث روایت کی تفصیل آپ کے سامنے آچکی ہے، تاہم اس مضمون پر مشتمل ایک "صحیح" روایت امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے "مستدرك"[1] میں تخریج کی ہے، ملاحظہ ہو:

"حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا أبو البختري عبد الله بن محمد بن شاكر بالكوفة، ثنا حسين بن علي الجعفي، ثنا عبد الرحمن بن يزيد بن جابر، عن أبي الأشعث الصنعاني، عن أوس بن أبي أوس رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن من أفضل أيامكم الجمعة، فيه خلق آدم، وفيه قبض، وفيه نفخة الصور، وفيه الصعقة، فأكثروا علي من الصلاة فيه، فإن صلاتكم معروضة علي، قالوا: وكيف تعرض صلاتنا عليك وقد أرمت؟ فقال: إن الله تعالى حرم على الأرض أن

---

[1] المستدرك على الصحيحين: ٦٠٤/٤، رقم: ٨٦٨١، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

تأكل أجساد الأنبياء. هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه".

حضرت اوس بن ابی اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلا شبہ تمہارے دنوں میں سب سے زیادہ فضیلت والا دن جمعہ کا ہے، اس میں آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، اور اسی میں ان کی وفات ہوئی، اس دن صور پھونکا جائے گا، اسی دن چیخ ہوگی، چنانچہ اس دن تم کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہمارا درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے پیش ہو سکتا ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فنا ہو چکے ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے جسموں کو کھائے، یہ حدیث صحیح ہے شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ کی شرط پر، تاہم شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس کی تخریج نہیں کی۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخیص المستدرك"[1] میں اسے "علی شرط البخاری و مسلم" قرار دیا ہے۔
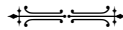
[1] تلخيص المستدرك بذيل المستدرك على الصحيحين:٥٦٠/٤،ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي،دار المعرفة ـ بيروت .

روایت نمبر(۲۱)

روایت: ” آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”إن الله عز وجل إذا نظر إلى عبد منهم في الصلاة غفر لمن وراءه من الناس“. اللہ عز وجل جب نماز میں کسی بندہ پر نظر فرمالیں تو اس کی اور اس کے پیچھے والے لوگوں کی مغفرت فرمادیتے ہیں“۔

حکم: علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ان احادیث کی فہرست میں شامل کیا ہے جن کی سند انہیں نہیں مل سکی ہے، نیز حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”مجھے یہ حدیث نہیں مل سکی“، حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر علامہ ابن رسلان رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

علامہ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ”قوت القلوب“[1] میں زیر بحث روایت بلا سند ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

”وقد روينا عن أبي الدرداء فضيلة في الصف المؤخر، قال سعيد بن عامر: صليت إلى جنبه، فجعل يتأخر في الصفوف حتى كنا في آخر صف، فلما صلينا، قلت له: أليس يقال: خيرا الصفوف أولها؟ قال: نعم، إلا أن هذه أمة مرحومة منظور إليها من بين الأمم، وإن الله عز وجل إذا نظر إلى عبد منهم في الصلاة غفر لمن وراءه من الناس، فإنما تأخرت رجاء أن تغفر لي بواحد منهم ينظر الله إليه.

---

[1] قوت القلوب: ۲۰۷/۱، ت: محمود إبراهيم محمد رضواني، دار التراث ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۲۲ھ.

وقد رفعه بعض الرواة أن أبا الدرداء سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول ذلك".

ہمیں ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے آخری صف کی فضیلت کے بارے میں روایت کیا گیا ہے، سعید بن عامر فرماتے ہیں: میں نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے پہلو میں نماز پڑھی، چنانچہ وہ صفوں میں پیچھے ہٹتے رہے، یہاں تک کہ ہم آخری صف تک پہنچ گئے، جب ہم نے نماز پڑھ لی تو میں نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا یہ نہیں کہا جاتا کہ پہلی صف سب سے بہتر ہے؟ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں، مگر یہ امت دیگر امتوں کی بنسبت رحمت سے نوازی گئی ہے، اس پر نظر کی گئی ہے، بلاشبہ اللہ عزوجل جب نماز میں کسی بندہ پر نظر فرمالیں تو اس کی اور اس کے پیچھے والے لوگوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں، چنانچہ میں اس امید پر پیچھے ہٹا ہوں کہ ان میں کسی ایک کی طرف اللہ تعالی کی نظر ہونے کی وجہ سے میری بھی بخشش ہو جائے۔

اور بعض راویوں نے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنی ہے۔

یہی روایت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "إحياء"[1] میں بلاسند ذکر کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "طبقات الشافعية"[2] میں اس روایت

---

[1] إحياء علوم الدين: ص: ١٨٣/١، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٢هـ.

[2] طبقات الشافعية الكبرى: ٢٩٦/٦، ت: محمود محمد الطناحي وعبد الفتاح محمد الحلو، هجر، الطبعة

کو ان احادیث کی فہرست میں شامل کیا ہے جن کی سند انہیں نہیں مل سکی ہے۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ "المغني "[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "ولم أجده". مجھے یہ حدیث نہیں ملی۔

علامہ شہاب الدین ابن رسلان رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح سنن أبي داود "[2] میں اور علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے "إتحاف "[3] میں حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

روایت کا حکم

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ان احادیث کی فہرست میں شامل کیا ہے جن کی سند انہیں نہیں مل سکی ہے، نیز حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مجھے یہ حدیث نہیں مل سکی"، حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر علامہ ابن رسلان رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

الثانية ١٤١٣هـ.

[1] المغني عن حمل الأسفار: ١٣٦/١،رقم:٥٣٥،ت:أبو محمد أشرف بن عبد المقصود،مكتبة دار طبرية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
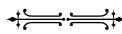
[2] شرح سنن أبي داود: ١٦٣/٤،ت:ياسر كمال،دار الفلاح ـ الفيوم،الطبعة الأولى ١٤٣٧هـ.

[3] إتحاف السادة المتقين: ٢٦٦/٣،مؤسسة التاريخ العربي ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.

روایت نمبر ۲۲

روایت: ’’ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ’’من مس كف امرأة ليس منها بسبيل، وضع في كفه جمرة يوم القيامة، حتى يفصل بين الخلائق‘‘. جس نے کسی ایسی عورت کے ہاتھ کو چھوا جسے چھونے کی کوئی سبیل نہ ہو، تو روزِ قیامت اس کی ہتھیلی پر انگارہ رکھا جائے گا، یہاں تک کہ مخلوق کے مابین فیصلہ ہو جائے‘‘۔

حکم: حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’یہ غریب ہے‘‘، علامہ صدر الدین ابن ابی العز حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’میں نے مشہور کتبِ حدیث میں سے کسی کتاب میں اسے نہیں دیکھا‘‘، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’مجھے یہ نہیں مل سکی‘‘، حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’یہ نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے، اور اسے اربابِ صحاح وحسان میں سے کسی نے ذکر نہیں کیا‘‘، الحاصل اس روایت کو آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

امام شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے ’’المبسوط‘‘[1] میں یہ روایت بلا سند ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

’’لقوله صلى الله عليه وسلم: من مس كف امرأة ليس منها بسبيل، وضع في كفه جمرة يوم القيامة، حتى يفصل بين الخلائق‘‘.

---

[1] كتاب المبسوط للسرخسي: ۱۵٤/۱۰، دار المعرفة ـ بيروت.

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی وجہ سے: جس نے کسی ایسی عورت کے ہاتھ کو چھوا جسے چھونے کی کوئی سبیل نہ ہو، تو روزِ قیامت اس کی ہتھیلی پر انگارہ رکھا جائے گا، یہاں تک کہ مخلوق کے مابین فیصلہ ہو جائے۔

بعض دیگر مصادر

امام برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الهداية"[1] میں، نیز علامہ شُرُنبُلالی رحمۃ اللہ علیہ نے "درر الحکام" پر موجود اپنے "حاشية"[2] میں امام مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے، علامہ فخر الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے "تبيين الحقائق"[3] میں، امام ابو بکر بن علی الحداد رحمۃ اللہ علیہ نے "الجوهرة النيِّرَة"[4] میں، علامہ شیخی زادہ رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الأنهر"[5] میں، اور علامہ محمد بن حسین بن علی طُوری رحمۃ اللہ علیہ نے "تكملة بحر الرائق"[6] میں بلاسند نقل کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے "نصب الراية"[7] میں اسے "غريب" میں کہا ہے۔

---

[1] الهداية:١٨٨/٧،ت:نعيم أشرف نور أحمد،إدارة القرآن والعلوم الإسلامية ـ كراتشي ـ باكستان،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] كتاب الدرر الحكام في شرح غرر الأحكام:٣١٤/١،مير محمد كتب خانة ـ كراتشي،باكستان.

[3] تبيين الحقائق:١٨/٦،المطبعة الكبرى الأميرية ـ مصر،الطبعة الأولى ١٣١٥هـ.

[4] الجوهرة النيرة:٦٢٠/٢،ت:إلياس قبلان،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[5] مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر:٥٤٠/٢،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.

[6] تكملة البحر الرائق:٢١٩/٨،المطبعة العلمية ـ مصر،الطبعة ١٣١١هـ.

[7] نصب الراية:٢٤٠/٤،رقم:٧٣٠١،ت:محمد عوامة،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

علامہ صدر الدین ابن ابی العز حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ صدر الدین ابن ابی العز حنفی رحمۃ اللہ علیہ "التنبیہ"[1] میں زیرِ بحث روایت اور بعض دیگر روایات نقل کر کے فرماتے ہیں: "لم أر هذا في شيء من كتب الحديث المشهورة". میں نے مشہور کتبِ حدیث میں سے کسی کتاب میں انہیں نہیں دیکھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "الدراية"[2] میں فرماتے ہیں: "لم أجده". مجھے یہ نہیں مل سکی۔

حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ "البناية"[3] میں فرماتے ہیں:

"ش: وهذا لم يثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم، ولم يذكره أحد من أرباب الصحاح والحسان". شرح: یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، اور اسے ارباب صحاح وحسان میں سے کسی نے ذکر نہیں کیا۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ غریب ہے"، علامہ صدر الدین ابن ابی العز حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے مشہور کتبِ حدیث میں سے کسی کتاب میں

---

[1] التنبيه على مشكلات الهداية: ۷۸۳/۵، ت: أنور صالح أبو زيد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
[2] الدراية في تخريج أحاديث الهداية: ۲۲۵/۲، ت: عبد الله هاشم اليماني، دار المعرفة ـ بيروت.
[3] البناية شرح الهداية: ۱۳۲/۱۲، ت: أيمن صالح شعبان، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

اسے نہیں دیکھا"، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مجھے یہ نہیں مل سکی"، حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، اور اسے ارباب صحاح وحسان میں سے کسی نے ذکر نہیں کیا"، الحاصل اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

زیرِ بحث روایت کے مضمون پر مشتمل رجال صحیح کی ایک روایت امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الکبیر"[1] میں تخریج کی ہے، ملاحظہ ہو:

"حدثنا موسى بن هارون، ثنا إسحاق بن راهويه، أنا النضر بن شميل، ثنا شداد بن سعيد الراسبي، قال: سمعت يزيد بن عبد الله بن الشخير يقول: سمعت معقل بن يسار يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لأن يطعن في رأس أحدكم بمخيط من حديد خير له من أن يمس امرأة لا تحل له".

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: تم میں سے کسی ایک کے سر میں لوہے کی سوئی چبودی جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھولے جو اس کے لئے حلال نہیں ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[2] میں روایت نقل کرکے فرماتے

---

[1] المعجم الكبير: ٢١١/٢٠، رقم: ٨٨٦، ت: حميدي عبد المجيد السلفي، مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة، الطبعة ١٤٠٤هـ.

[2] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ٣٢٦/٤، ت: حسام الدين القدسي، دار الكتاب العربى ـ بيروت.

ہیں: ”رواه الطبراني، ورجاله رجال الصحيح“. اس کی تخریج طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے، اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔
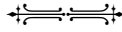
روایت نمبر(۴۳)

روایت: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تذهب الأرضون كلها يوم القيامة إلا المساجد، فإنها تنضم بعضها إلى بعض". قیامت کے دن ساری زمینیں ختم ہو جائیں گی سوائے مساجد کے، چنانچہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں گی"، بعض مقامات پر اس میں اضافہ کر کے یہ بھی کہا جاتا ہے: "پھر مساجد کی زمینیں جنت میں شامل کر دی جائیں گی"۔

حکم: من گھڑت ہے، نیز اضافی کلمات سنداً نہیں ملتے، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "المعجم الأوسط"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا علي بن سعيد، قال: نا نصار بن حرب، قال: نا أصرم بن حوشب الهمداني، قال: نا قرة بن خالد، عن الضحاك بن مزاحم، عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تذهب الأرضون كلها يوم القيامة إلا المساجد، فإنها تنضم بعضها إلى بعض".

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تمام زمینیں ختم ہو جائیں گی سوائے مساجد کے، چنانچہ بعض مساجد بعض کے ساتھ مل جائیں گی۔

---

[1] المعجم الأوسط: ٢١٤/٤، رقم: ٤٠٠٩، ت: طارق بن عوض الله، دار الحرمين ـ القاهرة، الطبعة ١٤١٥هـ.

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکامل"[1] میں اور حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات"[2] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی اصرم بن حوشب پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[3] میں زیر بحث روایت اور اس کے علاوہ دیگر روایات کی تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وهذه الأحاديث بواطيل عن قرة بن خالد كلها، لا يحدث بها عنه غير أصرم هذا". قرہ بن خالد سے منقول یہ تمام احادیث باطل ہیں، اس اصرم کے علاوہ قرہ بن خالد کی یہ احادیث کوئی بھی روایت نہیں کرتا۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[4] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:۹۶/۲،رقم:۲۱۹،ت:عادل أحمد عبد الموجود و علي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] كتاب الموضوعات:۹٤/۲،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱۳۸۸هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال:۹۷/۲،رقم:۲۱۹،ت:عادل أحمد عبد الموجود و علي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] الموضوعات:۹٤/۲،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱۳۸۸هـ.

کے بعد فرماتے ہیں:

”هذا حديث لا يصح، والمتهم به أصرم، قال يحيى: هو كذاب خبيث، وقال البخاري ومسلم: متروك، وقال ابن حبان: كان يضع الحديث على الثقاة“.

یہ حدیث صحیح نہیں ہے، اور اس میں اصرم متہم ہے، یحیی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کذاب، خبیث ہے، اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: متروک ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ثقہ راویوں پر حدیث گھڑتا ہے۔

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”فوائد حديثية“[1] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”تلخيص الموضوعات“[2] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: ”فيه أصرم بن حوشب متهم“. **اس میں اصرم بن حوشب ہے، جو کہ متہم ہے۔**

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ ”مجمع الزوائد“[3] میں زیر بحث روایت کے بارے میں

---

[1] فوائد حديثية:ص:١٤٠،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان وأبو معاذ إياد بن عبد اللطيف القيسي، دار ابن الجوزي ـ المملكة العربية السعودية،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[2] تلخيص كتاب الموضوعات:ص:١٧٥،رقم:٣٩٩،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[3] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:٦/٢،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربي ـ بيروت.

فرماتے ہیں:

"رواه الطبراني في الأوسط، وأصرم بن حوشب كذاب". اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اوسط" میں روایت کیا ہے، اور اصرم بن حوشب کذاب ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلئ"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"أصرم كذاب". اصرم کذاب ہے۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الموضوعات"[2] میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ "التيسير"[3] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"(طس عد عن ابن عباس) بإسناد فيه كذاب، ومن ثم قيل: موضوع". اسے ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسی اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے جس میں کذاب ہے، اور اسی وجہ سے اسے من گھڑت کہا گیا ہے۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ "فيض القدير"[4] میں فرماتے ہیں:

---

[1] اللآلئ المصنوعة:١٦/٢،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] تذكرة الموضوعات:ص:٣٧،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

[3] التيسير: ٤٤٦/١،مكتبة الإمام الشافعي ـ الرياض.

[4] فيض القدير:٤٨١/٢،رقم: ٢٣٦٠،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

"قال الهيثمي وغيره: فيه أصرم بن حوشب كذاب، وفي الميزان: أن أصرم كذاب، هالك، وقال يحيى: كذاب، خبيث، والدارقطني: منكر الحديث، ثم ساق له مما أنكر عليه هذا الخبر، وأورده ابن الجوزي في الموضوعات من حديث عدي هذا، وأقره عليه المؤلف، فلم يتعقبه بشيء".

ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں صرم بن حوشب کذاب ہے، اور "میزان" میں ہے: اصرم کذاب، ہالک ہے، اور یحیی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ کذاب، خبیث ہے، اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے منکر الحدیث کہا ہے، پھر اس کی منکر احادیث میں اس خبر کو لائے ہیں، اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "موضوعات" میں اسے ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے لائے ہیں، اور مؤلف (حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو برقرار رکھا ہے، اور کچھ تعاقب نہیں کیا۔

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ "التنویر"[1] میں علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"والعجب إنه قال في الخطبة: إنه جرد هذا الكتاب عن الوضاع والكذاب". اور اس بات پر تعجب ہے کہ مصنف (حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے خطبہ میں کہا ہے کہ یہ کتاب (یعنی جامع صغیر) وضاع اور کذاب سے خالی ہے۔

---

[1] التنوير شرح الجامع الصغير: ٥/٢٩، رقم: ٣٢٦١، ت: محمد إسحاق محمد إبراهيم، دار السلام - الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائد المجموعة"[1] میں فرماتے ہیں: "وفي إسناده: أصرم بن حوشب كذاب". اور اس حدیث کی اسناد میں اصرم بن حوشب ہے، جو کہ کذاب ہے۔

ابوہشام اصرم بن حوشب ہمذانی کندی خراسانی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اصرم کو "کذاب، خبیث" کہا ہے[2]۔

عبد اللہ بن علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت أبي يقول: أصرم بن حوشب لقيناه بهمذان، ثم حدث بعدنا بعجائب، وضعفه جدا"[3]. میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا: ہمذان میں ہماری اصرم بن حوشب سے ملاقات ہوئی، پھر ہمارے بعد اس نے عجائب بیان کئے، (علامہ عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اور میرے والد نے اصرم کو "ضعیف جداً" قرار دیا۔

نیز علامہ عبد اللہ بن علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں: "سمعت أبي يقول: كتبت عن أصرم بن حوشب أحاديث عن أبي سنان، فضربت على حديثه"[4]. میں نے اپنے والد کو سنا وہ فرمارہے تھے: میں نے اصرم سے ابو سنان کے طریق سے کئی احادیث لکھیں، پھر میں نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا۔

---

[1] الفوائد الجموعة في الأحاديث الموضوعة:ص:٢٣،رقم:٢٩،ت:عبدالرحمن بن يحيي المعلي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة١٤١٦هـ.

[2] الجرح والتعديل:٣٣٦/٢،رقم:١٢٧٣،بمطبعةمجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدرآباد الدكن، الطبعة ١٣١٧هـ.

[3] تاريخ بغداد:٤٩١/٧،رقم: ٣٤٤٨،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] تاريخ بغداد:٤٩١/٧،رقم:٣٤٤٨،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ نے "أحوال الرجال"[1] میں اسے "ضعیف" کہا ہے۔

حافظ ابوالفضل صالح بن احمد ہمذانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت أبا جعفر بن عبيد، يقول: بلغني أن رجلا من أهل خراسان احتاز، فقال لأصرم بن حوشب: أين كتبت عن نهشل؟ لعلك كتبت عنه في الهواء"[2]. میں نے ابو جعفر بن عبید رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا وہ فرمارہے تھے: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اہل خراسان میں سے ایک آدمی نے اصرم بن حوشب سے گزرتے ہوئے کہا: تو نے نہشل سے کہاں لکھا ہے، شاید تو نے اس سے ہوا میں لکھا ہے؟۔

حافظ ابو حفص عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وأصرم بن حوشب متروك الحديث، حدث بأحاديث مناكير، وكان يرى الإرجاء"[3]. اصرم بن حوشب متروک الحدیث ہے، اس نے منکر احادیث بیان کی ہیں، اور ارجاء کا عقیدہ رکھتا تھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اصرم کو "التاريخ الكبير"[4]، "التاريخ الصغير"[5] اور "الضعفاء"[6] میں "متروك الحديث" کہا ہے۔

---

[1] أحوال الرجال: ص:٣٤٧، رقم:٣٨٣، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، حديث أكادمي ـ فيصل آباد، باكستان، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

[2] الإرشاد فى معرفة علماء الحديث: ٦٣٣/٢، رقم: ٣٧٢، ت: محمد سعيد بن عمر إدريس، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[3] تاريخ بغداد: ٤٩٢/٧، رقم ٤٣٤٨، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] التاريخ الكبير: ٤٦/٢، رقم: ١٦٧١، ت: مصطفى عبد القادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[5] التاريخ الأوسط: ٢٦٤/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[6] الضعفاء الصغير: ص: ٢٥، رقم: ٣٥، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[1] میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ "الکنی"[2] میں اسے "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ ، اصرم بن حوشب کے بارے میں فرماتے ہیں: "هو متروك الحديث، فإنه ذكر أ نه سمع من زياد بن سعد فأنكر عليه"[3].
متروک الحدیث ہے، اصرم نے اپنے بارے میں بتایا کہ اس نے زیاد بن سعد سے سماعت کی ہے تو اس پر نکیر کی گئی۔

حافظ ابو بکر احمد بن ہارون بردیجی رحمۃ اللہ علیہ نے "طبقات الأسماء"[4] میں اسے "ضعيف" کہا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[5] میں اصرم بن حوشب کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[6] میں فرماتے ہیں: "كان يضع الحديث على الثقات". یہ ثقہ لوگوں پر احادیث گھڑتا تھا۔

---

[1] الضعفاء الكبير: ١١٨/١، رقم: ١٤٢، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٤هـ.

[2] الكنى والأسماء: ٢ /٨٧٩، رقم: ٣٥٥٨، ت: عبد الرحيم محمد أحمد القشقرى، الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] الجرح والتعديل: ٣٣٢/١، رقم: ١٢٧٣، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[4] طبقات الأسماء المفردة من الصحابة والتابعين وأصحاب الحديث: ١١٦/١، رقم: ٤٠٩، ت: سكينة الشهابي، طلاس للدراسات والترجمة والنشر ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٩٨٧هـ.

[5] الضعفاء والمتروكين: ص: ١٥٧، رقم: ٦٦، ت، محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[6] كتاب المجروحين: ١٨١/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت.

علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشف الحثيث"[1] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[2] میں اصرم بن حوشب کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "وهو في عداد الضعفاء الذين يسرقون الحديث، وأصرم بن حوشب عامة رواياته غير محفوظة، وهو بين الضعف". اصرم کا شمار ان ضعفاء میں ہوتا ہے جو سرقۂ حدیث کرتے ہیں، اور اصرم بن حوشب کی اکثر روایات غیر محفوظ ہیں، اور اس کا ضعف واضح ہے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[3] میں اسے "منكر الحديث" کہا ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[4] میں اصرم بن حوشب کے بارے میں فرماتے ہیں: "يروي عن زياد بن سعد وغيره الموضوعات".

[1] الكشف الحثيث: ۷۳، رقم: ١٦٠، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[2] الكامل في الضعفاء: ١٠١/٢، رقم: ٢١٩، ت: عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] الضعفاء والمتروكون: ص: ١٥٥، رقم: ١١٦، ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ ابو بکر برقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ ان اوراق (یعنی اس کتاب) میں حروف معجم کی ترتیب پر اُن راویوں کو لے کر آئے ہیں جن کا "متروک" ہونا ہمارے اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان قرار پایا ہے، حافظ ابو بکر برقانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "قال أبو بكر أحمد بن محمد بن غالب الخوارزمي البرقاني: طالت محاورتي مع أبي منصور إبراهيم بن الحسين بن حمكان، لأبي الحسن علي بن عمر الدارقطني عفا الله عني وعنهما في المتروكين من أصحاب الحديث، فتقرر بيننا وبينه على ترك من أثبته على حروف المعجم في هذه الورقات". (الضعفاء والمتروكون: ص: ٩٥، ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ).

[4] المدخل إلى الصحيح: ص: ١٢٢، رقم: ٢١، ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

یہ زیاد بن سعد وغیرہ کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کرتا ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اصرم بن حوشب کو "المسند المستخرج"[1] میں "لا شيء" کہا ہے۔

حافظ ابو یعلی خلیلی رحمۃ اللہ علیہ "الإرشاد"[2] میں فرماتے ہیں: "ويروي عن مالك وعن الثقات مناكير، روى عنه الأئمة، وذكروا ضعفه، وتركوه". یہ مالک رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ثقہ راویوں کے انتساب سے مناکیر روایت کرتا ہے، ائمہ نے اس سے روایت کیا ہے، اور انہوں نے اس کے ضعف کو ذکر کیا ہے، اور اسے ترک کیا ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد"[3] میں فرماتے ہیں: "وقدم بغداد، وحدث بها، فكتب عنه أهلها، ثم بان لهم كذبه، فتركوا الرواية عنه إلا نفرا منهم". یہ بغداد آیا تھا، وہاں احادیث بیان کیں، اہل بغداد نے اس سے احادیث لکھیں، پھر ان کے سامنے اس کا جھوٹ واضح ہو گیا، تو انہوں نے اس سے روایت کو ترک کر دیا سوائے چند لوگوں کے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الحفاظ"[4] میں ایک روایت کے تحت

---

[1] المسند المستخرج على صحيح مسلم: ٦٠/١، رقم: ٢٦، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] الإرشاد فی معرفة علماء الحديث: ٦٣٢/١، رقم: ٣٧٢، ت: محمد سعيد بن عمر إدريس، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[3] تاريخ بغداد: ٤٩١/٧، رقم ٤٣٤٨، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] تذكرة الحفاظ: ص: ٤٤، رقم: ٨٣، ت: حمدي بن عبد المجيد، دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

فرماتے ہیں: "وأصرم هذا كذاب،يضع الحديث". یہ اصرم کذاب ہے، حدیث گھڑتا ہے۔

حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ "تهذيب الكمال"[1] میں فرماتے ہیں: "وهو من الضعفاء المتروكين". یہ ضعفاء متروکین میں سے ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان"[2] میں محمد بن عبد المجید تمیمی مفلوج کے ترجمہ میں اسے "ليس بثقة" کہا ہے،

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغنی"[3] میں فرماتے ہیں: "تركوه، واتهم". محدثین نے اسے ترک کر دیا ہے، اور اسے متہم قرار دیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اصرم بن حوشب کو "ميزان"[4] میں "هالك" اور "تاريخ الإسلام"[5] میں "أحد المتروكين" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الحبير"[6] میں "متروك" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[7] میں اصرم بن حوشب کو وضاعین

---

[1] تهذيب الكمال:٣٦٣/٢٨،رقم:٦١٢٦،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٧هـ.

[2] ميزان الاعتدال:٦٣٠/٣،رقم:٧٨٨٧،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[3] المغني في الضعفاء:١٤١/١،رقم:٧٧٤،ت:أبو الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

[4] ميزان الاعتدال:١/ ٢٧٢،رقم:١٠١٧،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٦ هـ.

[5] تاريخ الإسلام:٣٦/٥،رقم٤٢،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[6] تلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير:٦٦٧/١،رقم:٤٤٢،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[7] تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة:٤٠/١،رقم:٣١٢،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف،

ومتہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "قال يحيى: كذاب خبيث، وقال ابن حبان: كان يضع الحديث عن الثقات"۔ یحیی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کذاب، خبیث ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ثقہ راویوں کے انتساب سے حدیث گھڑتا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو "باطل" کہا ہے، اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت" قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام اعتماد کیا ہے، الحاصل اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

نیز روایت میں موجود اضافی کلمات "پھر مساجد کی زمینیں جنت میں شامل کر دی جائیں گی" سنداً نہیں ملتے، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ۔

فصل دوم (مختصر نوع)

روایت نمبر ①

روایت: حدیث نبوی ﷺ میں فرمایا گیا ہے: "العید لمن خاف الوعید، لا لمن لبس الجدید". یہ عید اس کے لئے ہے جو وعید سے ڈرا، نہ کہ اس کی جس نے عمدہ اور نئے کپڑے پہن لئے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً نہیں مل سکی، اس لئے اس کو بیان نہ کیا جائے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ ذکر کردہ الفاظ کے مثل الفاظ سلف صالحین سے ان کے اقوال کے طور پر منقول ہیں[1]۔

---

[1] چند اسلاف کے اقوال ملاحظہ ہوں:

حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ "فتح الباری" میں فرماتے ہیں: "قال المروذي: قلت لأحمد: أيما أحب إليك أن تخرج يوم العيد في ثياب جياد أو ثياب رثة؟ قال: أما طاوس فكان يأمر بزينة الصبيان حتى يخضبوا، وأما عطاء فقال: لا، هو يوم تخشع، فقلت لأحمد: فإلى ما تذهب؟ قال: قد روي هذا وهذا، واستحسنهما جميعا". (فتح الباري شرح صحيح البخاري:٤١٤/٨، ت:محمود بن شعبان بن عبد المقصود ومجدي بن عبد الخالق الشافعي وغيره ،مكتبة الغرباء الأثرية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ).

حافظ ابو طاہر سلفی رحمۃ اللہ علیہ "معجم السفر" میں فرماتے ہیں: "سمعت أبا إبراهيم عامر بن علي بن خلف الأنصاري الأندلسي بالثغر، يقول: سمعت أبا منصور الشيرازي في مجلسه بالحرم المقدس يوم العيد، يقول: ليس العيد لمن غرف له، إنما العيد لمن غفر له". (معجم السفر: ص:٣٠٢، رقم١٠٠٨، ت:عبد الله عمر البارودي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤ هـ).

روایت نمبر②

روایت: ”اوپر والا جنتی کروٹ بدلے گا نیچے والے جنتی کو خوشبو آئے گی، وہ فرشتوں سے پوچھے گا یہ خوشبو کیسی؟ فرشتے عرض کریں گے اوپر والے جنتی نے کروٹ بدلی ہے اس کی خوشبو ہے، وہ پوچھے گا اوپر والے درجہ کے جنتی کا عمل کیا مجھ سے زیادہ تھا؟ جواب ملے گا اس نے ایک مرتبہ تجھ سے سبحان اللہ زیادہ کہا تھا“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ ”لطائف المعارف“ میں فرماتے ہیں: ”ليس العيد لمن لبس الجديد، إنما العيد لمن طاعاته تزيد، ليس العيد لمن تجمل باللباس والركوب، إنما العيد لمن غفرت له الذنوب، في ليلة العيد تفرق خلق العتق والمغفرة على العبيد، فمن ناله منها شيء، فله عيد، وإلا فهو مطرود بعيد“. (لطائف المعارف فيما لمواسم العام من الوظائف:ص:٤٨٣،ت:ياسين محمد السواس،دار ابن كثير ـدمشق، الطبعة الخامسة ١٤٢٠هـ) .
علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ”المواہب اللدنیہ“ میں فرماتے ہیں: ”فليس العيد لمن لبس الجديد، إنما العيد لمن طاعاته تزيد، وليس العيد لمن تجمل باللباس والمركوب، وإنما العيد لمن غفرت له الذنوب، فى ليلة العيد تفرق خلع العتق والمغفرة على العبيد، فمن ناله منها شيء فهو له عيد، وإلا فهو مطرود بعيد“. (المواهب اللدنية:٢٤٨/٤، ت: صالح أحمد الشامي،المكتب الإسلامي ـبيروت،الطبعةالثانية ١٤٢٥هـ) .
ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ”مرقاۃ المفاتیح“ میں فرماتے ہیں: ”قيل: ليس العيد لمن لبس الجديد، إنما العيد لمن أمن الوعيد“. (مرقاة المفاتيح:٤٧٧/٣،رقم:١٤٢٦،ت:جمال عيتاني،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ) .

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ اس مضمون پر مشتمل ایک روایت حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ”الزھد“[1] میں تخریج کی ہے، جسے فضائل کے باب میں بیان کر سکتے ہیں، ملاحظہ ہو:

”أخبركم أبو عمر بن حيويه، وأبو بكر الوراق قالا: أخبرنا يحيى، قال: حدثنا الحسين، قال: أخبرنا ابن المبارك، قال: أخبرنا إسماعيل بن مسلم العبدي، عن أبي المتوكل الناجي، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الدرجة في الجنة فوق الدرجة، كما بين السماء والأرض، وإن العبد ليرفع بصره، فيلمع له برق يكاد يخطف بصره، فيفزع لذلك، فيقول: ما هذا؟ فيقال له: هذا نور أخيك فلان، فيقول: أخي فلان، كنا نعمل في الدنيا جميعا، وقد فضل علي هكذا؟ قال: فيقال له: إنه كان أفضل منك عملا، ثم يجعل في قلبه الرضا، حتى يرضى“.

ابو المتوکل ناجی (تابعی) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جنت درجہ بدرجہ ہے، جیسے آسمان وزمین کے مابین ہے، اور ایک شخص اپنی نگاہ اوپر اٹھائے گا تو ایک بجلی کی چمک ہو گی جو قریب ہو گی کہ اس کی بینائی اچک لے، پھر یہ بندہ کہے گا: یہ کیا ہے؟ اس سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے فلاں بھائی کا نور ہے، تو وہ کہے گا: میرا فلاں بھائی، ہم سب دنیا میں عمل کرتے تھے، اور اسے مجھ پر اس طرح

[1] الزهد والرقائق: ص: ٣٣، رقم: ١٠٠، ت: حبيب الرحمن الأعظمي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت.

فضیلت دے دی گئی؟ راوی فرماتے ہیں: اسے کہا جائے گا: وہ عمل کے لحاظ سے تم سے افضل تھا، پھر اس کے دل میں رضامندی ڈال دی جائے گی، حتیٰ کہ وہ راضی ہو جائے گا۔
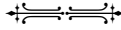
روایت نمبر③

روایت: حضرت شیماء رضی اللہ عنہا کا بکریاں چرانے کے لئے والدہ کو اپنے رضاعی بھائی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ بھیجنے کا کہنا، اور وجہ یہ بتانا کہ بکریاں جلدی سے چر کر بھائی کے پاس آکر بیٹھ جاتی ہیں، اور ان کا چہرہ دیکھتی رہتی ہیں۔

”ایک دن ماں نے کہا: شیماء! بہت دیر ہو گئی ہے تم ابھی بکریاں چرانے نہیں گئی؟ اس نے کہا: امی میں اکیلی ہوں اور بکریاں زیادہ ہیں، یہ مجھ سے نہیں سنبھل سکتیں، میرے ساتھ کسی اور کو بھیج دو، میں گرمی کے موسم میں سارا دن بھاگ کر تھک جاتی ہوں، حلیمہ سعدیہ نے کہا: بیٹی گھر میں اور تو کوئی نہیں ہے جسے آپ کے ساتھ بھیجوں، اس لئے آپ کو اکیلے ہی جانا پڑے گا، اس نے کہا: امی مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا، میں اکیلی بکریوں کو نہیں سنبھال سکتی، جب ماں نے مجبور کیا تو شیماء رضی اللہ عنہا کہنے لگی: میں ایک شرط پر بکریاں چرانے کے لئے جاتی ہوں، ماں نے کہا بیٹی کیا شرط ہے؟ شیماء رضی اللہ عنہا نے کہا: جی آپ میرے ساتھ میرے چھوٹے بھائی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیج دیں تو میں بکریوں کے ساتھ چلی جاؤں گی، ماں نے کہا: بیٹی! ایک بکریوں کو چرانا اور دوسرا بچے کو سنبھالنا یہ دونوں کام ایک ساتھ کیسے کر پاؤ گی؟ اس نے کہا: امی! اگر اکیلی جاؤں گی تو بکریاں نہیں سنبھال سکوں گی، اور اگر ساتھ بھائی کو لے کر جاؤں گی تو بکریاں سنبھال لوں گی پھر حلیمہ سعدیہ نے پوچھا: شیماء رضی اللہ عنہا ذرا کھل کر بتاؤ کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو؟ شیماء رضی اللہ عنہا نے کہا: امی! ایک دن میں اپنے بھائی کو ساتھ لے کر چلی گئی تھی تو میں نے دیکھا کہ بکریوں نے تھوڑی دیر میں جلدی جلدی گھاس چر کر کھالی، اور جس جگہ میں اپنے بھائی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گود میں لے کر بیٹھی تھی، بکریاں

بھی وہیں آکر بیٹھ گئیں، اور تمام بکریاں بھائی کا چہرہ دیکھنے لگیں"۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر ④
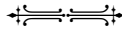
روایت: ”ایک بچے کا اپنی ماں کے لئے لباس لینے کے لئے چچا کے پاس جانا، اور چچا کا لباس دینے سے انکار کرنا، پھر بچے کا کسی کے کہنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر لباس کا مطالبہ کرنا اور ساتھ میں یہ کہنا کہ میں آپ کا اسلام قبول نہیں کروں گا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس بچے کو اپنی چادر دینا، اس پر اس بچے کی ماں کا کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسلام کو قبول کرنا چاہیئے“۔

”ایک بچہ اپنے چچا کے پاس اپنی ماں کے لئے لباس لینے گیا، اس کی ماں بیوہ تھی اور لباس پھٹ گیا تھا، تو چچا نے اس کو دھتکار دیا، ماں نے اس کو روکا تھا بیٹا نہ جانا، تو اس نے کہا: آپ کے بدن پر جو لباس ہے وہ بھی پھٹ گیا اور جگہ جگہ جسم جھلک رہا ہے تو میں اپنے چچا سے آپ کے لئے لباس لے کر آتا ہوں، جب اس کے چچا نے اس کو ڈانٹا تو وہ واپس روتے ہوئے آرہا تھا، کسی نے راستے میں پوچھا: کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا: چچا کے پاس ماں کے لئے لباس لینے گیا تھا، تو اس نے دھتکار دیا، تو اس شخص نے کہا: جا، صحن حرم میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا ایک شخص بیٹھا ہوا ہے، اگر تو اپنا دکھڑا اس کے سامنے پیش کرے گا تو امید ہے کہ وہ تمہیں رد نہیں کرے گا، لیکن سن لے ان کا دین کوئی اور ہے، تو وہ بچہ اپنی ماں کے پاس آیا چچا نے رُلا کر بھیج دیا، لیکن آپ کی حالت مجھ سے دیکھی نہیں جا رہی، بچہ ابھی شعور کی منزل میں قدم رکھ رہا تھا، بہت چھوٹا تھا، تو ماں نے کہا: نہیں بیٹا ان کے پاس نہیں جانا، سُنا ہے جو ان سے ملے تو وہ دین و دھرم چھین لیتا ہے، بچے نے کہا: ماں میں پکا رہوں گا، بتوں کا وفادار ہوں، تم اس پریشانی کو چھوڑ دو، چنانچہ وہ بچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

خدمت میں حاضر ہوا، حضور ﷺ صحن حرم میں چادر اوڑھے بیٹھے ہوئے تھے، وہ جا کر کہنے لگا: میں پہلی بات آپ سے کہتا ہوں کہ آپ کا دین میں نے قبول نہیں کرنا۔

حضور ﷺ مسکرا کر بولے: بیٹا! بتاؤ کس لئے آئے ہو؟ کہا: میری ماں بے لباس ہے میں آپ سے لباس لینے آیا ہوں، حضور ﷺ نے چادر رحمت اتار کر اس کے کندھوں پر ڈال دی، وہ واپس آگیا اور ماں کو حضور ﷺ کی چادر اوڑھائی، تو ماں نے کہا: بیٹا! انھوں نے اپنا دین تو تجھے نہیں دیا؟ تو کہا: ماں! نہیں، میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ کا دین نہیں مانوں گا، ماں کہنے لگی: نہیں بیٹا، اس کا دین ماننا چاہئے جس نے یہ رحمت کی چادر ہمارے سر پر ڈالی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر ⑤

روایت: ”نبی علیہ السلام نے فرمایا: ”الوضوء سلاح المؤمن“. وضوء مؤمن کا ہتھیار ہے“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اَبْتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
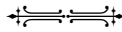
روایت نمبر ⑥

روایت: ”نبی ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں یہ آیت پڑھی جائے شیطان اس گھر سے تین دن یا تیس دن دور رہتا ہے، اور اس گھر میں چالیس راتوں تک کوئی جادو گرنی اور جادو گر داخل نہیں ہو سکتا، اے علی! تم اپنے اہل و عیال اور اپنے پڑوسیوں کو آیۃ الکرسی سکھاؤ، اس سے بڑی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی“۔

حکم: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”مجھے یہ روایت نہیں مل سکی“، نیز یہ روایت تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ الفاظ وسیاق کے ساتھ سنداً نہیں ملتی، اس لئے سند ملنے تک اسے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الکشف والبیان“[1] میں زیر بحث روایت بلا سند ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

”وقال النبي صلى الله عليه وسلم: ما قرأت هذه الآية في دار إلا هجره الشيطان ثلاثة أيام، أو قال: ثلاثين يوما، ولا يدخله ساحر ولا ساحرة أربعين ليلة، يا علي! علم ولدك وأهلك وجيرانك، فما نزلت آية أعظم منها“.

نبی ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں یہ آیت (یعنی آیت الکرسی) پڑھی جائے

[1] الكشف والبيان:٢٢٨/٢،رقم:١٨٧،ت:أبو محمد بن عاشور،دار إحياء التراث العربي ـ بيرت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

شیطان اس گھر سے تین دن یا تیس دن دور رہتا ہے، اور اس گھر میں چالیس راتوں تک کوئی جادو گرنی اور جادو گر داخل نہیں ہو سکتا، اے علی! تم اپنے اہل و عیال اور اپنے پڑوسیوں کو آیۃ الکرسی سکھاؤ، اس سے بڑی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔

بعض دیگر مصادر

علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے "الکشاف"[1] میں، اور حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "الأجوبة"[2] میں علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے، علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے "مفاتیح الغیب"[3] میں، امام فقیہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تفسیر"[4] میں، علامہ ابو حیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تفسیر "البحر المحیط"[5] میں، علامہ ابو حفص ابن عادل دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللباب"[6] میں، اور علامہ اسماعیل حقی استنبولی رحمۃ اللہ علیہ نے "روح البیان"[7] میں، اور علامہ نظام الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تفسیر"[8] میں تخریج کی ہے۔

---

[1] الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل: ٤٨٤/١، ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، مكتبة العبيكان ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] الأجوبة المرضية: ٦٦٥/٢، رقم: ١٧٥، ت:محمد إسحاق محمد إبراهيم، دار الراية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[3] مفاتيح الغيب: ٢/٧، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

[4] تفسير النسفي (مدارك التنزيل وحقائق التأويل): ٢١١/١، ت:يوسف علي بديوي، دار الكلم الطيب ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[5] البحر المحيط في التفسير: ٦٠٧/٢، ت:زهير جعيد، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤٣١هـ.

[6] اللباب في علوم الكتاب: ٣٢٦/٤، رقم: ٩٨، ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[7] روح البيان: ٤٠٦/١، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.

[8] تفسير غرائب القرآن ورغائب الفرقان: ١٢/٢، ت:زكريا عميرات، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ”الكافي الشاف“[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: ”لم أجده“. مجھے یہ روایت نہیں مل سکی۔

روایت کا حکم

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”مجھے یہ روایت نہیں مل سکی“، نیز تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًمذکورہ الفاظ وسیاق کے ساتھ تاحال ہمیں بھی کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

① واضح رہے کہ زیر بحث روایت کا آخری حصہ ”آیت الکرسی سب سے بڑی آیت ہے“ صحیح احادیث سے ثابت ہے، چنانچہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی ”صحیح“[2] میں تخریج فرماتے ہیں:

”حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، حدثنا عبد الأعلى بن عبد الأعلى،

---

[1] الكافي الشاف في تخريج أحاديث الكشاف:ص:٤٠،رقم:١٤٥،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

[2] صحيح مسلم:٥٥٦/١،رقم:٢٥٨،ت:محمد فؤاد عبد الباقي،عيسي البابي الحلبي ـ مصر،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

عن الجُرَيري، عن أبي السليل، عن عبد الله بن رباح الأنصاري، عن أبي بن كعب، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا أبا المنذر! أتدري أي آية من كتاب الله معك أعظم؟ قال: قلت: الله ورسوله أعلم، قال: يا أبا المنذر! أتدري أي آية من كتاب الله معك أعظم؟ قال: قلت: ﴿ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡحَيُّ ٱلۡقَيُّومُ﴾، قال: فضرب في صدري، وقال: والله ليهنك العلم أبا المنذر".

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابو منذر! کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے پاس کتاب اللہ کی سب سے بڑی آیت کونسی ہے؟ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابو منذر! کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے پاس کتاب اللہ کی سب سے بڑی آیت کونسی ہے؟ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: "ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡحَيُّ ٱلۡقَيُّومُ"، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سینہ پر مارا، اور فرمایا: اے ابوالمنذر! اللہ تعالی آپ کو علم مبارک کرے۔

② نیز زیر بحث روایت کے مضمون پر مشتمل ایک روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح"[1] میں تخریج کی ہے، ملاحظہ ہو:

"وقال عثمان بن الهيثم، حدثنا عوف، عن محمد بن سيرين، عن أبي

---

[1] صحيح الإمام البخاري:١٢٣/٤،ت:محمد زهير بن ناصر الناصر،دار طوق النجاة ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

هريرة رضي الله عنه، قال: وكلني رسول الله صلى الله عليه وسلم بحفظ زكاة رمضان، فأتاني آت، فجعل يحثو من الطعام فأخذته، فقلت لأرفعنك إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكر الحديث، فقال: إذا أويت إلى فراشك فاقرأ آية الكرسي، لن يزال عليك من الله حافظ، ولا يقربك شيطان حتى تصبح، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: صدقك وهو كذوب، ذاك شيطان".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے رمضان کی زکوۃ (یعنی فطرہ) کی حفاظت پر مقرر کیا، ایک شخص آکر کھانا ڈالنے لگا تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا: اب میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا، پھر آخر تک حدیث بیان کی، اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: جب تم اپنے بستر پر سونے کے لئے آؤ، تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو، اللہ تعالی کی طرف سے تم پر مسلسل ایک نگہبان مقرر رہے گا، اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آسکے گا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بات تو اس نے سچی کہی ہے اگرچہ وہ خود جھوٹا ہے، وہ شیطان تھا۔
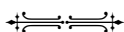
روایت نمبر⑦

روایت: اگر آدمی غیر محرم کو دیکھنے پر قادر ہو مگر اللہ رب العزت کے ڈر اور خوف کی وجہ سے وہ غیر محرم سے نظریں ہٹالے تو ہر مرتبہ نظر بچانے کے صدقہ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ایک مرتبہ اپنے چہرے کا دیدار نصیب فرمائیں گے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً نہیں مل سکی، اور ایسی خبر صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد ہی سے معلوم ہو سکتی ہے، اس لئے جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

زیر بحث روایت کی تفصیل تو آپ کے سامنے آچکی ہے، البتہ اس مضمون پر مشتمل ایک "صحیح" حدیث امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "المستدرك"[1] میں تخریج کی ہے، ملاحظہ ہو:

"حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، أنبأ محمد بن عبد الله بن عبد الحكم، أنبأ ابن وهب، حدثني عبد الرحمن بن شريح، عن محمد بن شمير، عن أبي علي الجَنْبِي، عن أبي ريحانة، قال: خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة، فأوفينا على شرف، فأصابنا

[1] المستدرك: ۹۲/۲، رقم: ۲٤۳۲، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۲هـ.

برد شديد، حتى إن كان أحدنا يحفر الحفير، ثم يدخل فيه ويغطي عليه بحجفته، فلما رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلك من الناس، قال: ألا! رجل يحرسنا الليلة أدعو الله له بدعاء يصيب به فضلا، فقام رجل من الأنصار، فقال: أنا يا رسول الله! فدعا له، قال أبو ريحانة: فقلت: أنا، فدعا لي بدعاء هو دون ما دعا به للأنصاري.

ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: حرمت النار على عين دمعت من خشية الله، حرمت النار على عين سهرت في سبيل الله، قال: ونسيت الثالثة، قال أبو شريح: وسمعت بعد أنه قال: حرمت النار على عين غضت عن محارم الله، أو عين فقئت في سبيل الله.

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه".

ابوریحانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں نکلے، (جس میں) ہم نے ایک بلند مقام کو اپنا ٹھکانہ بنایا، (جہاں ہمیں) شدید سردی لگی، حتی کہ ہم میں سے کوئی ایک گھڑا کھودتا پھر اس میں داخل ہو کر اپنے آپ کو ڈھال سے ڈھانپ لیتا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کا یہ معاملہ دیکھا، تو فرمایا: غور سے سنو! جو آدمی آج رات ہماری چوکیداری کرے گا میں اس کے لئے اللہ سے ایسی دعاء کروں گا جس کے ذریعہ وہ فضل کو پالے گا، چنانچہ انصار میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا، کہا: اے اللہ کے رسول! میں، ابوریحانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: میں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لئے بھی دعاء فرمائی اس دعاء سے کم جو آپ نے انصاری کے لئے کی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آگ حرام ہے اس آنکھ پر جو اللہ کے خوف سے روئے، آگ حرام ہے اس آنکھ پر جو اللہ کے راستہ میں پہرا دے، (راوی) محمد بن شمیر کہتے ہیں: اور تیسری بات میں بھول گیا، ابو شریح (یعنی عبد الرحمن بن شریح) کہتے ہیں: میں نے بعد میں ان کو یہ کہتے ہوئے سنا: آگ حرام ہے اس آنکھ پر جو اللہ کی منع کردہ چیزوں سے جھک جائے، یا وہ آنکھ جو اللہ کے راستہ میں پھوڑ دی گئی ہو۔

حافظ ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے، اور شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس کی تخریج نہیں کی۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص المستدرك"[1] میں اسے "صحیح" کہا ہے۔
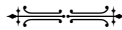
[1] تلخيص المستدرك بذيل المستدرك على الصحيحين:۸۳/۲ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي،دار المعرفة ـ بيروت.

روایت نمبر⑧

روایت:ایک حدیث میں ہے:"إن أشد الناس عذابا يوم القيامة من جهل أهله". قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہوگا جس نے اپنے گھر والوں کو علم سے بے خبر رکھا۔

روایت کا مصدر

علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشاف"[1] میں زیر بحث روایت بلا سند ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

"وقيل: إن أشد الناس عذابا يوم القيامة من جهل أهله". بے شک قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہوگا جس نے اپنے گھر والوں کو علم سے بے خبر رکھا۔

زیر بحث روایت علامہ محمد بن احمد خطیب شربینی رحمۃ اللہ علیہ نے "السراج المنير"[2] میں، علامہ اسماعیل حقی استنبولی رحمۃ اللہ علیہ نے "روح البيان"[3] میں، اور علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے "روح المعاني"[4] میں "قیل" کہہ کر ذکر کی ہے۔

---

[1] الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل:١٦١/٦،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،مكتبة العبيكان ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

[2] السراج المنير في الإعانة على معرفة بعض معاني كلام ربنا الحكيم الخبير:٣٣١/٤،مطبعة بولاق ـ مصر .

[3] روح البيان:٥٨/١٠،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت .

[4] روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني:٣٥١/١٤،ت:علي عبد الباري عطية،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً نہیں مل سکی، اور ایسی خبر صرف آپ ﷺ کے ارشاد ہی سے معلوم ہو سکتی ہے، اس لئے جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

زیر بحث روایت کی تفصیل آپ کے سامنے آچکی ہے، تاہم چند دیگر روایات ذخیرۂ احادیث میں ملتی ہیں، جن میں اہل و عیال سے متعلق ذمہ داری کو بیان کیا گیا ہے، یہ روایات حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد" میں ذکر کی ہیں، انہیں بیان کرنا چاہئے، ملاحظہ ہو:

روایت: ①

"عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: كلكم راع وكل مسؤول عن رعيته، فالأمير راع على الناس ومسؤول عن رعيته، والرجل راع على أهل بيته وهو مسؤول عن زوجته وما ملكت يمينه، والمرأة راعية لزوجها ومسؤولة عن بيتها وولدها، والمملوك راع على مولاه ومسؤول عن ماله، وكلكم راع وكلكم مسؤول عن رعيته، فأعدوا للمسائل جوابا، قالوا: يا رسول الله ! وما جوابها ؟ قال: أعمال البر"[1].

---

[1] مجمع الزوائد:٥/ ٣٧٣،رقم:٩٠٤٧،ت:عبد الله محمد درويش،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة١٤١٢هـ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور تم میں سے ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ ہوگی: حاکم لوگوں پر نگہبان ہے اس سے لوگوں کے بارے میں پوچھ ہوگی، اور آدمی اپنے گھر کا نگہبان ہے اس سے اس کی بیوی اور جو اس کی ملکیت میں ہے اس کے بارے میں پوچھ ہوگی، اور عورت اپنے شوہر کے لئے نگہبان ہے اس سے گھر اور بچوں کے بارے میں پوچھ ہوگی، اور غلام اپنے مولا کے لئے نگہبان ہے اس سے مولا کے مال کے بارے میں پوچھ ہوگی، تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور تم میں سے ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ ہوگی، تم ان سوالات کے لئے جواب تیار کرلو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ان کے جوابات کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: نیک اعمال۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "رواه الطبراني في الصغير والأوسط بإسنادين، وأحد إسنادي الأوسط رجاله رجال الصحيح".
اسے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "معجم الصغیر" اور "معجم الاوسط" میں دوسندوں سے ذکر کیا ہے، اور "معجم الاوسط" کی ایک سند کے رجال، صحیح کے رجال ہیں۔

روایت: ②

"عن قتادة أن ابن مسعود قال: إن الله تبارك وتعالى سائل كل ذي رعية فيما استرعاه، أقام أمر الله تعالى فيهم أم أضاعه؟ حتى إن الرجل ليسأل عن أهل بيته"[1].

---

[1] مجمع الزوائد:۳۷۵/۵،رقم:۹۰۵۳،ت:عبد الله محمد درويش،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ۱۴۱۲هـ.

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں: بے شک اللہ تبارک وتعالی ہر رعیت والے سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھیں گے کہ اس نے ان میں اللہ تبارک وتعالی کا امر نافذ کیا یا ضائع کیا؟ حتی کہ آدمی سے اس کے گھر والوں کے بارے میں پوچھ ہو گی۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "رواه الطبراني، وقتادة لم يسمع من ابن مسعود، ورجاله رجال الصحيح". اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے،اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا،اور سند کے رجال، صحیح کے رجال ہیں۔
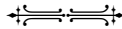
روایت نمبر⑨

روایت: "رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جب قیامت کے دن تمام لوگ میدانِ محشر میں ہوں گے تو بچھو کی نسل کا ایک جانور نکلے گا، جس کا نام حریش ہوگا، اس کا سر آسمان پر ہوگا اور اس کی دم زمین پر ہوگی، اور وہ ستر مرتبہ آواز لگائے گا: کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اللہ رب العالمین کو مقابلہ کی دعوت دی ہے؟ اور کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالی سے جنگ کا اعلان کیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام کے پوچھنے پر وہ جانور پانچ قسم کے لوگوں کو سزا دینے کا کہے گا: ① نماز چھوڑنے والا ② زکوۃ نہ دینے والا ③ شراب پینے والا ④ سود کھانے والا ⑤ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے والا"۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت قاضی عبد الرحیم بن احمد رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کتاب "دقائق الأخبار"[1] میں بلا سند ان الفاظ سے مذکور ہے:

"وروي عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا كان يوم القيامة يخرج من النار شيء اسمه حريش، يتولد من العقرب، رأسه في السماء السابعة وذنبه تحت الأرض السفلى، فينادي سبعين مرة: أين من بارز الرحمن وأين من حارب الرحمن؟ فيقول جبرائيل عليه السلام: ما ذا تريد يا حريش!؟ فيقول: أريد خمسة، أين من ترك الصلاة، وأين من منع الزكاة، وأين من شرب الخمر، وأين من أكل الربا،

[1] دقائق الأخبار في ذكر الجنة والنار: ص: ٣٤، المطبعة الميمنية ـ مصر، الطبعة ١٣٠٦هـ.

وأين من يتحدث بحديث الدنيا في المساجد؟ فيجمعهم في فمه، ويرجع بهم إلى جهنم".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو جہنم کی آگ سے ایک چیز نکلے گی، جس کا نام حریش ہوگا، وہ بچھو کی نسل سے ہوگا، اس کا سر ساتویں آسمان پر اور اس کی دُم نچلی زمین کے نیچے ہوگی، پھر وہ ستر مرتبہ پکارے گا: رحمن سے مقابلہ کرنے والے لوگ کہاں ہیں، اور رحمن سے جنگ کرنے والے لوگ کہاں ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام فرمائیں گے: اے حریش! کیا چاہتے ہو؟ حریش کہے گا: مجھے پانچ قسم کے لوگ چاہئیں، نماز چھوڑنے والا کہاں ہے، زکوۃ نہ دینے والا کہاں ہے، شراب پینے والا کہاں ہے، سود کھانے والا کہاں ہے، مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے والا کہاں ہے؟ چنانچہ وہ ان سب کو اپنے منہ میں اکٹھا کرلے گا اور ان کو لے کر جہنم کی طرف لوٹ جائے گا۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت خاص ان الفاظ وسیاق سے سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر⑩

روایت: ”نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میں نے ایک عورت کو دیکھا جسے لایا گیا اور اسے میزان کے ایک پلڑے پر ڈالا گیا، اور دوسرے پلڑے پر احد پہاڑ کو رکھا گیا، تو وہ عورت احد پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری نکلی، لوگوں نے کہا: ہم نے تو کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ ایک عورت احد پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہو، ان کو بتایا گیا اس عورت کے بارہ بچے فوت ہو گئے، یہ آہیں لئے جاتی تھی اور آنسوں کو روک لیتی تھی اس کے صبر کی وجہ سے اللہ تعالی نے اسے احد پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری کر دیا“۔

زیر بحث روایت سنداً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے طور پر نہیں مل سکی، تاہم یہی روایت بکر بن عبد اللہ کے قول کے طور پر ملتی ہے، ملاحظہ ہو:

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ”فضل الجلد“[1] میں فرماتے ہیں:

”وأخرج حميد بن زنجويه، عن بكر بن عبد الله، قال: رئي لامرأة أنها أتي بها إلى كفة الميزان، فوضعت فيه، ووضع في الكفة الأخرى جبل أحد، فرجحت به، فقال الناس: ما رأينا مثل هذا قط، فقيل: إنه توفي لها اثنا عشر من الولد، فكانت تكظم الزفرة، وترد العبرة“.

بکر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک عورت کو خواب میں دکھایا گیا کہ اسے میزان کے پلڑے کی طرف لایا گیا، اور اس میں رکھ دیا گیا، اور دوسرے پلڑے پر احد پہاڑ کو رکھا گیا، تو وہ عورت احد پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری نکلی، لوگوں نے کہا: ہم نے تو کبھی

[1] فضل الجلد عند فقد الولد: ص: ۱۱، مخطوط.

ایسا نہیں دیکھا، تو کہا گیا کہ اس عورت کے بارہ بچے فوت ہو گئے، یہ آہیں لئے جاتی تھی اور آنسوں کو روک لیتی تھی۔

روایت کا حکم

زیر بحث روایت سنداً آپ ﷺ کے قول کے طور پر نہیں ملتی، اس لئے اسے سند ملنے تک آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، تاہم یہی روایت بکر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر ملتی ہے، اس لئے اسے بکر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول کہہ کر بیان کرنا چاہئے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر ⑪

روایت: ایک روایت میں آتا ہے: ’’اگر کوئی شخص سنت کے مطابق بیت الخلاء میں جائے تو جتنی دیر وہ اندر بیٹھا رہتا ہے اتنی دیر ایک فرشتہ دروازے پر کھڑے ہو کر اس کے لئے عبادت کا ثواب لکھتا رہتا ہے‘‘۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت مذکورہ الفاظ وسیاق کے ساتھ سند آتا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
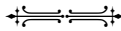
روایت نمبر(۱۲)

روایت: ”حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”لما نظرت إلى أنواره وضعت كفي على عيني خوفا من ذهاب بصري“. جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کے انوار کی طرف دیکھا تو میں نے اپنے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں پر رکھ لیا کہ کہیں میری بینائی نہ چلی جائے“۔

روایت کا مصدر

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت ”حجة الله على العالمين“[1] میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

”قال سيدنا حسان بن ثابت رضي الله عنه: لما نظرت إلى أنواره صلى الله عليه وسلم وضعت كفي على عيني خوفا من ذهاب بصري“.

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کے انوار کی طرف دیکھا تو میں نے اپنی بینائی جانے کے خوف سے اپنے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں پر رکھ لیا۔

یہی روایت علامہ محمد بن محمد سالم شنقیطی رحمۃ اللہ علیہ نے ”لوامع الدرر“[2] میں

---

[1] حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين:ص:٤١،ت:عبد الوارث محمد علي،دار الكتب العلمية۔بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] لوامع الدرر في أستار المختصر:٤٥٠/٥،ت:اليدالي بن الحاج أحمد،دار الرضوان ۔ موريتانيا،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

”لوامع الدرر“ کی عبارت ملاحظہ ہو:

”روح من النور في جسم من القمر　　كحلة نسجت بالأنجم الزهر

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر ذکر کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف صرف ایسا امر ہی منسوب ہو سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

لما نظرت إلى أنواره سطعت وضعت من خيفة كفي على بصري
خوفا على بصري من حسن صورته فلست أنظره إلا على قدر".
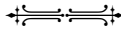
روایت نمبر (۱۳)

روایت: حدیث پاک میں آیا ہے: ”جو بندہ ملتزم سے لپٹ گیا، وہ ایسا ہے جیسے اس نے اللہ تعالی کے ساتھ معانقہ کیا“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
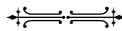
روایت نمبر⑭

روایت: مسجد میں دنیا کی غیر ضروری باتیں کرنا ایسا ہے جیسے مسجد میں خنزیر ذبح کرنا۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً نہیں مل سکی، اور ایسی خبر صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد ہی سے معلوم ہو سکتی ہے، اس لئے اس کو بیان نہ کیا جائے۔

اہم نوٹ:

زیر بحث روایت کا حکم گزر چکا ہے کہ سنداً نہیں ملتی، تاہم اس مضمون پر مشتمل ایک "صحیح" روایت امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "المستدرك"[1] میں تخریج کی ہے، ملاحظہ ہو:

"حدثني علي بن بندار الزاهد، حدثنا محمد بن المسيب، حدثني أحمد بن بكر البالسي، ثنا زيد بن الحباب، ثنا سفيان الثوري، عن عون بن أبي جحيفة، عن الحسن بن أبي الحسن، عن أنس بن مالك رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يأتي على الناس زمان، يتحلقون في مساجدهم، وليس همتهم إلا الدنيا، ليس لله فيهم حاجة، فلا تجالسوهم، هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه".

---

[1] المستدرك على الصحيحين: ٣٥٩/٤، رقم: ٧٩١٦، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ مساجد میں حلقہ بنا کر بیٹھیں گے، اور اُن کا مقصد صرف دنیا ہو گی، اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے، چنانچہ تم ان لوگوں کے ساتھ مت بیٹھنا۔

یہ حدیث ''صحیح الاسناد'' ہے، اور شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تلخیص المستدرك''[1] میں اس روایت کو ''صحیح'' کہا ہے۔
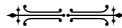
[1] تلخیص المستدرك بذيل المستدرك على الصحيحين:٣٢٣/٤،ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي، دار المعرفة ـ بيروت .

روایت نمبر⑮

روایت: ’’حضور ﷺ کا ارشاد ہے: جو عورت اس لئے بنے سنورے کہ اسے کوئی غیر محرم محبت کی نظر سے دیکھے، اللہ رب العزت فیصلہ کر لیتے ہیں کہ میں قیامت کے دن اس کی طرف محبت کی نظر سے نہیں دیکھوں گا، اور جو مرد اس لئے بنے سنورے کہ اسے کوئی غیر محرم عورت محبت کی نظر سے دیکھے، اسے بھی اللہ تعالی قیامت کے دن محبت کی نظر سے نہیں دیکھے گا‘‘۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ

اسی مضمون سے ملتی جلتی ایک روایت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ’’صحیح‘‘[1] میں تخریج کی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

’’حدثني زهير بن حرب، حدثنا جرير، عن سهيل، عن أبيه، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صنفان من أهل النار

[1] الصحيح لمسلم: ص: ١٦٨٠، رقم: ١٢٥، ت: محمد فواد عبد الباقي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

لم أرهما، قوم معهم سياط، كأذناب البقر يضربون بها الناس، ونساء كاسيات، عاريات، مميلات، مائلات، رءوسهن كأسنمة البخت المائلة، لا يدخلن الجنة، ولا يجدن ريحها، وإن ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا“.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنمیوں کی دو قسمیں ہیں، جن کو میں نے نہیں دیکھا، کچھ لوگوں کے پاس گائے کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے، اور کچھ عورتیں کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، وہ مائل ہونے والی، اور دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹوں کے کوہان کی طرح جھکے ہوئے ہوں گے، یہ نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی اس کی ہوا کو پائیں گی، حالانکہ جنت کی ہوا اتنی اتنی مسافت سے محسوس ہوتی ہے۔
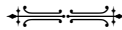
روایت نمبر ⑯

روایت: "نبی علیہ السلام فرماتے ہیں: مجھے جبرائیل علیہ السلام نے قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے اتنا ڈرایا کہ میں رونے لگ گیا، میں نے کہا: اے میرے دوست جبرائیل! کیا اللہ رب العزت نے میرے اگلے اور پچھلے گناہوں کو معاف نہیں کر دیا؟ یہ بات سن کر جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قیامت کے دن آپ ہیبت کے ایسے احوال دیکھیں گے کہ آپ قیامت کی مغفرت کو بھول جائیں گے، نبی علیہ السلام یہ بات سن کر اتنا روئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو آپ کی مبارک ریش پر بہنے لگے"۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "بستان الواعظین"[1] میں بلا سند ان الفاظ سے نقل کی ہے:

"روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: خوفني جبريل عليه السلام من أهوال يوم القيامة حتى أبكاني، فقلت له: حبيبي جبريل! أليس قد غفر الله لي ما تقدم من ذنبي وما تأخر؟ فقال: يا محمد! لتشاهدن من الأهوال يوم القيامة ما ينسيك المغفرة، فبكى رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى بلت دموعه لحيته"۔

روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام نے مجھے قیامت کے دن کی ہولناکیوں کے بارے میں اتنا ڈرایا کہ مجھے رلادیا، میں نے

---

[1] بستان الواعظين: ص:٣٦، رقم: ٥٠، ت: أيمن البحيري، مؤسسة الكتب الثقافية ۔ بيروت، الطبعة الثانية .

جبرائیل علیہ السلام سے کہا: میرے دوست جبرائیل! کیا اللہ تعالی نے میرے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف نہیں کر دیا؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اے محمد! آپ قیامت کے دن ایسی ہولناکیوں کا مشاہدہ کریں گے، جو آپ کو مغفرت بھلا دیں گی، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونے لگے، یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں نے آپ کی داڑھی مبارک کو تر کر دیا۔

یہی روایت امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے "الجامع لأحكام القرآن"[1] میں، نیز "التذكرة"[2] میں بھی ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے بلا سند ذکر کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---
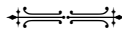
[1] الجامع لأحكام القرآن والمعين لما تضمنه من السنة وآي الفرقان:۲۸۰/۸،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولي ۱٤۲۷هـ.

[2] كتاب التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة:ص:۵۹۰،ت:الصادق بن محمد بن إبراهيم،دار المنهاج ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۲۵هـ.

روایت نمبر⑰

روایت: ” آپ ﷺ کا قول ہے:”وقوله صلى الله عليه وسلم: الجوع طعام الله، يحيي به أبدان الصديقين“. بھوک خدائی غذا ہے، اس سے صدیقین کے بدن زندگی پاتے ہیں“۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ ”مثنوي“[1] میں فرماتے ہیں:

”وقوله صلى الله عليه وسلم: الجوع طعام الله، يحيي به أبدان الصديقين“. آپ ﷺ کا قول ہے: بھوک خدائی غذا ہے، اس سے صدیقین کے بدن زندگی پاتے ہیں۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

تفصیل گزر چکی ہے کہ یہ روایت سنداً آپ ﷺ کے قول کے طور پر نہیں ملتی، تاہم یہی الفاظ یحیی بن معاذ رازی واعظ رحمۃ اللہ علیہ اور ابو عبد اللہ محمد بن فضل بلخی

---

[1] مثنوي مولوي معنوي:٤/١٦٢،مترجم:قاضي سجاد حسين،حامد ايند كمبني۔لاهور.

زاہد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر مروی ہیں۔

روایت بقول علامہ زاہد ابو زکریا یحیی بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۵۸ھ)

یہ روایت حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "حلية الأولياء"[1] میں ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

"حدثنا عثمان بن محمد قال: قرأ على أبي الحسن أحمد بن محمد بن عيسى، ثنا إسماعيل بن معاذ، عن أخيه، يحيى بن معاذ، قال: قسم الدنيا على البلوى، والجنة على التقوى، وجوع التوابين تجربة، وجوع الزاهدين سياسة، وجوع الصديقين تكرمة، والجوع طعام يشبع الله منه أبدان الصديقين ...".

"یحیی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دنیا کو مصائب پر اور جنت کو تقوی پر تقسیم کیا گیا ہے، اور توابین کی بھوک تجربہ ہے، اور زاہدین کی بھوک سیاست ہے، اور صدیقین کی بھوک اکرام ہے، اور بھوک ایسا کھانا ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالی صدیقین کے ابدان کو سیر فرماتے ہیں۔۔۔"۔

---

[1] حلية الأولياء: ١٠/٦٧، دار الفكر - بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

"حلیہ" کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "حدثنا عثمان بن محمد قال: قرأ على أبي الحسن أحمد بن محمد بن عيسى، ثنا إسماعيل بن معاذ، عن أخيه، يحيى بن معاذ، قال: قسم الدنيا على البلوى، والجنة على التقوى، وجوع التوابين تجربة، وجوع الزاهدين سياسة، وجوع الصديقين تكرمة، والجوع طعام يشبع الله منه أبدان الصديقين، وإذا امتلأت المعدة، خرست الحكمة، وأشرف الجوع حالة ينظر إليك فيها العدو، فيرحمك، وأمقت الشبع حالة ينظر إليك معها الصديق فيستثقلك، فالحزن يمنع الطعام، والخوف يمنع الذنوب، والرجاء يقوي على أداء الفرائض، وذكر الموت يزهد في الشيء، وفي لقاء الإخوان مدافعة ما فضل من النهار، وصلاح الأمر في ذلك كله أن يكون على نية".

حافظ ابو عبد الرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "عیوب النفس"[1] میں اسے ابو زکریا یحیی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر ذکر کیا ہے۔

روایت بقول علامہ زاہد ابو عبد اللہ محمد بن فضل بن عباس بلخی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۱۷ھ)

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "الزھد"[2] میں فرماتے ہیں:

"أخبرنا عبد الرحمن بن محمد السراج بنيسابور، قال: سمعت أبا الفضل محمد بن إسماعيل الإسماعيلي، يقول: سمعت أبا عبد الله محمد بن الفضل البلخي الزاهد، يقول: الجوع طعام الله في الأرض، يشبع به قلوب أوليائه".

ابو عبد اللہ محمد بن فضل بلخی زاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بھوک زمین میں اللہ تعالی کا کھانا ہے، اس سے اللہ تعالی اپنے اولیاء کو سیر فرماتے ہیں۔

---
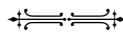
[1] عیوب النفس:ص:۹،ت:أبو مریم مجدي فتحي السيد،مكتبة الصحابة ـ بطنطا،الطبعة۱٤۰۸هـ.

[2] انظر المنتخب من كتاب الزهد والرقائق:ص:۱۲۵،رقم:۱۰۵،ت:عامر حسن صبري،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۰.

روایت نمبر ⑱

روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یا أبا ذر! جدد السفینة، فإن البحر عمیق، وخفف الحمل، فإن السفر بعید، واحمل الزاد، فإن العقبة طویلة، وأخلص العمل، فإن الناقد بصیر“. اے ابوذر! کشتی بنا سنوار لو، کیونکہ سمندر بہت گہرا ہے، اور بوجھ ہلکا رکھو، کیونکہ سفر بہت دور ہے، اور توشہ لو، کیونکہ گھاٹی لمبی ہے، اور عمل کو خالص رکھو، کیونکہ پرکھنے والا خوب نظر رکھنے والا ہے“۔

حکم: یہ روایت سنداً آپ ﷺ کے قول کے طور پر نہیں مل سکی، اس لئے اسے سند ملنے تک آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، تاہم یہ الفاظ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے تذکرہ کے بغیر بظاہر ”اسرائیلی روایت“، یا بعض دیگر سلف سے ان کے قول کے طور پر نقل کئے جاتے ہیں، اس لئے اسے ”اسرائیلی روایت“، یا سلف کے انتساب سے بیان کیا جا سکتا ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت حافظ ابو شجاع دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الفردوس“[1] میں مرفوعاً بلاسند ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

”یا أبا ذر! جدد السفینة، فإن البحر عمیق، وخفف الحمل، فإن السفر بعید، واحمل الزاد، فإن العقبة طویلة، وأخلص العمل، فإن الناقد بصیر“.

[1] الفردوس بمأثور الخطاب: ۳۳۹/۵، رقم: ۸۳۶۸، ت: السعید بن بسیوني، دار الکتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۰٦ھ۔

اے ابو ذر! کشتی بنا سنوار لو، کیونکہ سمند بہت گہرا ہے، اور بوجھ ہلکا رکھو، کیونکہ سفر بہت دور ہے، اور توشہ لو، کیونکہ گھاٹی لمبی ہے، اور عمل کو خالص رکھو، کیونکہ پرکھنے والا خوب نظر رکھنے والا ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت علامہ موفق الدین ابو محمد بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ نے "مرشد الزوار"[۱] میں، علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزواجر"[۲] میں اور علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے "روح البیان"[۳] میں بلا سند مرفوعاً ذکر کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اَتا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب

---

[۱] مرشد الزوار إلى قبور الأبرار المسمى الدر المنظم في زيارة الجبل المقطم: ص: ٤٨٠، ت: محمد فتحي أبو بكر، الدار المصرية اللبنانية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

"مرشد الزوار" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وعلى باب هذه القبة [قبر] الفقيه أبى عبد الله محمد بن بشار، إمام حرم المصطفى صلى الله عليه وسلم، روى الحديث الكثير وسمع، ومن رواياته التى رواها عن أبى ذر، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: يا أبا ذر! جدد السفينة، فإن البحر عميق، وأكثر الزاد، فإن السفر بعيد، وخفف الحمل، فإن العقبة طويلة، وأخلص العمل، فإن الناقد بصير".

[۲] الزواجر عن اقتراف الكبائر: ١٩/١، مطبعة حجازي ـ القاهرة، الطبعة ١٣٥٦هـ.

"الزواجر" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وروى الشيخ نصر المقدسي إمام الشافعية في زمنه، عن أبي ذر رضي الله عنه أنه قال: أوصاني حبيبي رسول الله صلى الله عليه وسلم بأربع كلمات، هن أحب إلي من الدنيا وما فيها، قال لي: يا أبا ذر! جدد السفينة، فإن البحر عميق، يعني الدنيا، وخفف الحمل، فإن السفر بعيد، واحمل الزاد، فإن العقبة طويلة، وأخلص العمل، فإن الناقد بصير".

[۳] روح البيان: ٤٢٨/١، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.

کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

① تفصیل گزر چکی ہے کہ زیر بحث روایت مرفوعاً سنداً نہیں ملتی، البتہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "المواعظ"[1] میں "یقول اللہ" کہہ کر، علامہ بہاؤالدین محمد بن حسین عاملی ہمذانی (المتوفی ۱۰۳۱ھ) نے "الکشکول"[2] میں "من التوراۃ" کہہ کر زیر بحث الفاظ کو نقل کیا ہے، نیز علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے

---

[1] انظر مجموعة رسائل الإمام الغزالي:ص:٦١٧،ت:إبراهيم أمين محمد،المكتبة التوفيقية ـ القاهرة.
"المواعظ" کی عبارت ملاحظہ ہو: "يقول الله تعالى: يا بن آدم! أكثروا من الزاد فإن الطريق بعيد، وجدد القيام لله فإن البحر عميق، وحققوا العمل فإن الصراط دقيق، وأخلص الفعل **فإن الناقد بصير**، فشهواتك في الجنة، وراحتك إلى الآخرة، ولديك الحور العين، وكن لي أكن لك، وتقرب إلي في هوان الدنيا وحب الأبرار، فإن الله لا يضيع أجر المحسنين".

[2] الكشكول:٢/٢٩٠،مؤسسة الأعلمي للمطبوعات ـ بيروت،الطبعة السادسة١٤٠٣هـ.
"الکشکول" کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "من التوراة من لم يرض بقضائي، ولم يصبر على بلائي، ولم يشكر نعمائي، فليتخذ ربا سوائي، من أصبح حزينا على الدنيا، فكأنما أصبح ساخطا علي، من تواضع لغني لأجل غناه ذهب ثلثا دينه، يا ابن آدم! ما من يوم جديد إلا ويأتي إليك من عندي رزقك، وما من ليلة جديدة إلا وتأتي إلي الملائكة من عندك بعمل قبيح، خيري إليك نازل، وشرك إلي صاعد.
يا بني آدم! أطيعوني بقدر حاجتكم إلي، واعصوني بقدر صبركم على النار، واعملوا للدنيا بقدر لبثكم فيها، وتزودوا للآخرة بقدر مكثكم فيها، يا بني آدم! زارعوني وعاملوني وأسلفوني، أربحكم عندي ما لا عين رأت، ولا أذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر، يا ابن آدم! أخرج حب الدنيا من قلبك، فإنه لا يجتمع حبي وحب الدنيا في قلب واحد أبدا، يا ابن آدم! اعمل بما أمرتك، وانته عما نهيتك، اجعلك حيا لا تموت أبدا، يا ابن آدم! إذا وجدت قساوة في قلبك، وسقما في جسدك، ونقيصة في مالك وحريمة في رزقك، فاعلم أنك قد تكلمت فيما لا يعنيك.
يا ابن آدم أكثر من الزاد، فالطريق بعيد، وخفف الحمل، فالصراط دقيق، وأخلص العمل، فإن الناقد بصير، وأخر نومك إلى القبور، وفخرك إلى الميزان، ولذاتك إلى الجنة، وكن لي أكن لك، وتقرب إلي بالاستهانة بالدنيا، تبعد عن النار، يا ابن آدم! ليس من انكسر مركبه، وبقي على لوح في وسط البحر بأعظم مصيبة منك، لأنك من ذنوبك على يقين، ومن عملك على خطر".

"البدر الطالع"[1] میں اسے علامہ ابراہیم کَیْنَعِی کے قول کے طور پر ذکر کیا ہے۔

(۲) واضح رہے کہ زیر بحث روایت میں موجود الفاظ "الناقد بصیر" کو حافظ قوام السنہ رحمۃ اللہ علیہ نے "الترغیب والترهيب"[2] میں امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر تخریج کیا ہے:

"روي أن ابن المبارك اشترى فرسا بأربعة آلاف فأنفدها إلى طرسوس، فقيل له: لو اشتريت بدله عشرة أفراس، قال: الناقد بصير".

مروی ہے کہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے چار ہزار کے عوض ایک گھوڑا خریدا، تو اس کو طرسوس شہر بھیج دیا، ان سے کہا گیا: اگر آپ اس کے بدلے دس گھوڑے خرید لیتے، تو عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پرکھنے والا دیکھ رہا ہے۔

علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ "إتقان ما يحسن"[3] میں "فإن الناقد بصير" کے الفاظ کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"الأصبهاني في (الترغيب) عن ابن المبارك: أنه اشترى فرسا بأربعة آلاف، فانقدها إلى طرسوس، فقيل له: لو اشتريت بدله عشرة أفراس، فقال: الناقد بصير". اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ترغیب" میں ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے

---

[1] البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع: ٥/١، رقم: ١، دار الكتاب الإسلامي ـ القاهرة.
"البدر الطالع" کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "وكقوله لبعض إخوانه: (يا أخي! جدد السفينة، فإن البحر عميق، وأكثر الزاد، فإن الطريق بعيد، وأخلص العمل، فإن الناقد بصير)".

[2] الترغيب والترهيب: ٢٥٦/١، رقم: ٣٩١، ت: أيمن بن صالح بن شعبان، دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

[3] إتقان ما يحسن من الأخبار الدائرة على الألسن: ٦٦٢/١، رقم: ٢١٧٠، ت: خليل بن محمد العربي، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

حوالے سے ذکر کیا کہ انہوں نے چار ہزار کے عوض ایک گھوڑا خریدا، تو اس کو طرسوس شہر بھیج دیا، ان سے کہا گیا: اگر آپ اس کے بدلے دس گھوڑے خرید لیتے، عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پرکھنے والا دیکھ رہا ہے۔

علامہ احمد بن عبدالکریم عامری رحمۃ اللہ علیہ نے "الجد الحثيث"[1] میں اور علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "كشف الخفاء"[2] میں علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے۔

نیز انہی الفاظ یعنی "الناقد بصير" کو حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے "لطائف المعارف"[3] میں علامہ ضحاک کے قول کے طور پر، علامہ ابو القاسم حسن بن محمد نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے "عقلاء المجانين"[4] میں علامہ ابو عطاء سعدون مجنون رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] الجد الحثيث في بيان ما ليس بحديث:ص:٩٨،رقم:٤٧٩،دار الراية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

[2] كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس:٣٢٧/٢،رقم:٢٨٥٢،مكتبة القدسي ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٣٥١هـ.

[3] لطائف المعارف:ص:٢٤٥،ت:ياسين محمد السواس،دار ابن كثير ـ دمشق،الطبعة الخامسة ١٤٢٠هـ.
"لطائف المعارف" کی عبارت ملاحظہ ہو: "كان الضحاك يبكي آخر النهار ويقول: لا أدري ما رفع من عملي؟ يا من عمله معروض على من يعلم السر وأخفى، لا تبهرج، فإن الناقد بصير".

[4] عقلاء المجانين:ص:٥٣،ت:أبو هاجر محمد السعيد بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
"عقلاء المجانين" کی عبارت ملاحظہ ہو: "قال عطاء السلمي: احتبس عنا القطر بالبصرة، فخرجنا نستسقي، فإذا بسعدون المجنون، فلما أبصرني قال: يا عطاء! إلى أين؟ قلت: خرجنا نستسقي، فقال: بقلوب سماوية أم بقلوب خاوية؟ قلت: بقلوب سماوية، فقال: لا تبهرج، **فإن الناقد بصير**، قلت: ما هو إلا ما حكيت لك، فاستق لنا، فرفع رأسه إلى السماء، وقال: أقسمت عليك ألا سقيتنا الغيث، ثم أنشأ يقول:

أيا من كلما نودي أجابا ... ومن بجلاله ينشي السحابا
ويا من كلم الصديق موسى ... كلاما ثم ألهمه الصوابا
ويا من رد يوسف بعد ضر ... على من كان ينتحب انتحابا

(المتوفی بعد ۲۵۰ھ) کے قول کے طور پر، اور علامہ عارف باللہ ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے "الرسالة القشيرية"[1] میں علامہ ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن اسماعیل خواص رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۹۱ھ) کے قول کے طور پر ذکر کئے ہیں۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

تفصیل گزر چکی ہے کہ یہ روایت سنداً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے طور پر نہیں

ويا من خص أحمد باصطفاء وأعطاه الرسالة والكتابا

اسقنا، قال: فأرخت السماء شآبيب كأفواه القرب، فقلت: زدني، قال ليس ذا الكيل من ذاك البيدر، ثم قال:

سبحان من لم تزل له حجج قامت على خلقه بمعرفته

قد علموا أنه مليكهم يعجز وصف الأنام عن صفته".

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "صفۃ الصفوہ" میں علامہ سعدون مجنون رحمۃ اللہ علیہ کا قول ان الفاظ سے ذکر کیا ہے: "أحمد بن عبد الله بن ميمون قال: سمعت ذا النون المصري يقول: خرج الناس إلى الاستسقاء بالبصرة، فخرجت فيمن خرج، فبينا أنا مار بين الناس إذا بيدين قبضتا على رجلي، فقلت: من أنت؟ خل عني، فقال: أنا سعدون المجنون، أين تريد؟ يا أبا الفيض! قلت: أريد المصلى ادعو الله تعالى، فقال: بقلب سماوي أو بقلب جاف، فقلت: بقلب سماوي، قال: انظر يا ذا النون! لا تبهرج، **فان الناقد بصير**، وقال: تدعو الله وأؤمن على دعائك، أو أدعو الله وتؤمن على دعائي، فقلت: تدعو أنت وأؤمن عليه، قال: فصف قدميه، ثم قال: إلهي! بحق البارحة ألا أمطرتنا، قال ذو النون: لقد رأيت الغيوم قد ارتفعت عن اليمين والشمال حتى التقت، فجاءنا المطر كافواه العزالي، فقلت له: بحق معبودك أي شيء كان بينك وبين الله البارحة؟ فقال لي: لا تدخل بيني وبين قرة عيني، قلت: لا بد أن تخبرني، فأنشأ يقول:

أنست به فلا أبغي سواه مخافة أن أضل فلا أراه

فحسبك حسرة وضنى وسقما بطردك عن مجالس أولياه".

(صفة الصفوة: ۵۷۰/۱، ت: أحمد بن علي، دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة ۱۴۳۰هـ.)

[1] الرسالة القشيرية: ۳۰۴/۱، ت: عبد الحليم محمود ومحمود بن الشريف، دار المعارف ـ القاهرة.

"رسالہ قشیریہ" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وقال إبراهيم الخواص: رأيت في طريق الشام شابا حدثا، حسن المراعاة، فقال لي: هل لك في الصحبة؟ فقلت: إني أجوع، فقال: إن جعت جعت معك، فبقينا أربعة أيام، ففتح علينا بشيء، فقلت: هلم، فقال: اعتقدت أني لا آخذ بواسطة، فقلت: يا غلام! دققت، فقال: يا إبراهيم! لا تتبهرج، **فإن الناقد بصير**، مالك والتوكل، ثم قال: أقل التوكل أن ترد عليك موارد الفاقات، فلا تسمو نفسك إلا إلى من إليه الكفايات".

مل سکی، اس لئے اسے سند ملنے تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، تاہم یہ الفاظ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے تذکرہ کے بغیر بظاہر ''اسرائیلی روایت''، یا بعض دیگر سلف سے ان کے قول کے طور پر نقل کئے جاتے ہیں، اس لئے اسے ''اسرائیلی روایت'' یا سلف کے انتساب سے بیان کیا جاسکتا ہے، واللہ اعلم۔

روایات کا مختصر حکم

فصل اول (مفصل نوع)

روایت	مختصر حکم
① روایت: ثعلبہ بن حاطب کا آپ ﷺ سے کہنا کہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالی مجھے مالدار بنا دیں، پھر آپ ﷺ کا ثعلبہ کے لئے مالدار ہونے کی دعا فرمانا، اور مال کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ثعلبہ کا مدینہ سے دور چلے جانا، حتی کہ نمازوں میں بھی حاضر نہ ہونا، اور پھر زکوۃ دینے سے اعراض کرنا، اس کے بعد نادم ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں زکوۃ لانا، آپ ﷺ کا اسے قبول نہ کرنا، پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بھی زکوۃ قبول نہ کرنا، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ثعلبہ کا انتقال ہونا۔	حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو "لا یصح" اور "باطل" کہا ہے، اور حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "غیر صحیح" کہا ہے، اور امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، نیز حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے "غیر صحیح" کہا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "منکر بمرۃ" قرار دیا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند کو "شدید ضعیف" قرار دیا ہے، شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ قصہ تالف مریض ہے"، الحاصل اسے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
② روایت: "حضرت موسی علیہ السلام کا ایک واقعہ، رسول اللہ ﷺ نے منبر پر بیان فرمایا: موسی علیہ السلام کے دل میں خیال گزرا کہ اللہ تعالی کبھی سوتا ہے؟ تو اللہ تعالی نے ایک فرشتہ ان کے پاس بھیجا، جس	ائمہ حدیث و مفسرین کی ایک بڑی جماعت کے نزدیک اسے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا

نے موسی علیہ السلام کو تین دن تک سونے نہ دیا، پھر موسی علیہ السلام کے ایک ایک ہاتھ میں بوتل دی اور حکم دیا کہ ان کی حفاظت کرو، یہ ٹوٹیں نہیں، حضرت موسی علیہ السلام انہیں لے کر حفاظت کرنے لگے، لیکن نیند غالب آگئی اور بوتلیں ہاتھ سے گر کر چورا چورا ہو گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس پر اللہ تعالی نے مثال بیان کی: اگر اللہ تعالی سو جائیں تو زمین وآسمان نہیں رک سکتے''۔	درست نہیں ہے، اسی طرح جن اسرئیلی روایات میں مذکورہ سوال حضرت موسی علیہ السلام کی جانب منسوب ہے وہ ''منکر''ہیں، اسے بھی بیان نہ کریں، تاہم جن اسرائیلی روایات میں مذکورہ سوال قوم کے جاہل افراد کی جانب منسوب ہے، صرف اسے ''اسرائیلی روایت'' کہہ کر بیان کرنے کی گنجائش ہے، واللہ اعلم۔
③ روایت: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کی صفائی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قران کی تلاوت''۔	منکر، شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔
④ روایت: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے، جیسے لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے، اور اس کی صفائی استغفار ہے''۔	شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔
⑤ روایت: ''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "إن لكل شيء سقالة، وإن سقالة القلوب ذكر الله". ہر چیز کی ایک چمک ہوتی ہے، اور دلوں کی چمک اللہ تعالی کا ذکر ہے''۔	شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔
⑥ روایت: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو اپنی بھول کے غم کی وجہ سے ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا تھا، اب اللہ رب العزت نے ان کو مہینے میں تین روزے رکھنے کے بارے میں فرمایا، تو ان تین دنوں کے روزے رکھنے کی وجہ سے ان کے چہرے کی سیاہی ان کے چہرے کے نور میں تبدیل ہوگئی''۔	باطل، من گھڑت

روایت	تبصرہ
⑦ روایت: ”شیطان مسلمان سے اس وقت تک ڈرتا رہتا ہے جب تک وہ نماز کا پابند اور اس کو اچھی طرح ادا کرتا رہتا ہے، کیونکہ خوف کی وجہ سے اس کو زیادہ جرأت نہیں ہوتی، لیکن جب وہ نماز کو ضائع کر دیتا ہے تو اس کی جرأت بڑھ جاتی ہے، اور اس آدمی کے گمراہ کرنے کی اُمنگ پیدا ہو جاتی ہے، اور پھر بہت سے مہلکات اور بڑے بڑے گناہوں میں اس کو مبتلاء کر دیتا ہے“۔	شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔
⑧ روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اعتكاف عشر في رمضان كحجتين وعمرتين“. رمضان میں دس دن کا اعتکاف کرنا دو حج اور دو عمروں کی طرح ہے“۔	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کے ”ضعفِ شدید“ کی جانب اشارہ کیا ہے، اس لئے اس روایت کو آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
⑨ روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی! اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو والد، عمر رضی اللہ عنہ کو مشیر، عثمان رضی اللہ عنہ کو سند و حجت اور تجھے مددگار بناؤں، تم چار ہو، اللہ نے لوح محفوظ میں عہد لیا ہے کہ تم سے صرف متقی مؤمن ہی محبت کر سکے گا، تم سے بغض رکھنے والا بد بخت منافق ہو گا، تم چاروں خلف رشید ہو، اور میری ذمہ داریوں کی مضبوطی ہو، اور میری امت پر حجت ہو“۔	اس روایت کو حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ”شدید منکر“ کہا ہے، حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”من گھڑت“ قرار دیا ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”خبر باطل“ بھی کہا ہے، اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اس

	روایت کو آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
⑩ روایت: حدیث قدسی: اللہ تعالی کا اپنے نبی شعیا علیہ السلام کے واسطہ سے آسمان وزمین کو مخاطب کرکے نبی ﷺ کی شان بیان کرنا۔	حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مجھے یہ روایت صرف وہب بن منبہ کے قول کے طور پر ہی ملی ہے"، نیز یہی روایت محمد بن اسحاق اور کعب احبار کے قول کے طور پر اسرائیلی روایت کی حیثیت سے ملتی ہے، لہذا اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، تاہم اسے وہب بن منبہ، محمد بن اسحاق اور کعب احبار کے انتساب سے "اسرائیلی روایت" کہہ کر بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، واللہ اعلم۔
⑪ روایت: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے بستر پر پہنچ کر سورۂ تبارک الذی پڑھے پھر چار مرتبہ کہے: "اللهم رب الحل والحرم والبلد الحرام، والركن، والمقام، والمشعر الحرام، بلغ روح محمد مني تحية وسلاما". اے حل، حرم، شہر حرام، رکن یمانی، مقام ابراہیم اور مشعر حرام کے پروردگار! میری طرف سے محمد ﷺ کی روح کو درود وسلام بھیج دیجئے، تو اللہ تعالی اس کے لئے دو فرشتے مقرر فرماتے ہیں، وہ دونوں محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، چنانچہ وہ دونوں آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں، اے محمد! فلاں بن فلاں نے آپ کو سلام پیش	ائمہ حدیث کی ایک جماعت کی تصریح کے مطابق اسے رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

کیا ہے، تو آپ ﷺ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: میری طرف سے فلاں بن فلاں پر سلام ہو، اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں"۔	
⑫روایت: "آپ ﷺ نے فرمایا: "إن التراب ربيع الصبيان". بے شک مٹی بچوں کا موسم بہار ہے"۔	مختلف سندوں سے منقول اس روایت کے بارے میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث اس اسناد سے منکر ہے"، حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے، حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بلاشبہ یہ متن "لایصح" ہے، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ، اور علامہ محمد بن محمد الحوت رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ روایت باطل ہے"، نیز حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس میں محمد بن مخلد رُعَینی ہے، اور وہ اس حدیث وغیرہ کی وجہ سے متہم ہے"، اس لئے اس روایت کو آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت	تحقیق
(۱۳) روایت: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من أكل طعاما وذو عين ينظر إليه، فلم يطعمه، أصابه داء يقال له النَّفْس". جو شخص کھانا کھا رہا ہو اور کوئی ذو چشم جاندار اسے دیکھ رہا ہو، پھر وہ اسے کھانا نہ کھلائے، تو وہ شخص ایسی مرض میں مبتلا ہو گا جسے "نَفْس" کہا جاتا ہے"۔	اس روایت کے متن کے بارے میں حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث مالک رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے، نیز جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے باطل ہے"، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "یہ مالک رحمۃ اللہ علیہ پر جھوٹ بولا گیا ہے"، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ جھوٹی حدیث ہے"، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
(۱۴) روایت: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالی کے سامنے چالیس دن روتے رہے اور چالیس دن گزرنے کے بعد کہا: اے اللہ! میرے اس رونے دھونے پر آپ رحم نہیں فرماتے؟ اللہ تعالی نے ان کی طرف وحی نازل فرمائی اور فرمایا: اے داؤد! تجھے اپنا رونا یاد ہے اور اپنی غلطی تجھے یاد نہیں؟"۔	اس روایت کا پہلا جزء: "حضرت داؤد علیہ السلام کا چالیس دن تک اللہ تعالی کے سامنے روتے رہنا" مرفوعاً (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے طور پر) "شدید ضعیف" ہے، اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، تاہم "اسرائیلی روایت" کے طور پر بیان کر سکتے ہیں۔ اور دوسرا جزء ہے: "داؤد علیہ السلام نے کہا: اے اللہ! میرے اس رونے دھونے پر آپ رحم نہیں فرماتے۔۔۔"، یہ مرفوعاً سند کے ساتھ نہیں مل سکا، چنانچہ سند ملنے تک اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، تاہم بظاہر اسے "اسرائیلی

	روایت" کہہ کر بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، واللہ اعلم۔
⑮روایت: "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے اہل خانہ کے لئے کوئی چیز خریدے، پھر وہ اسے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر ان کے پاس لائے، تو اس کے ستر سال کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں"۔	من گھڑت
⑯روایت: " آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "رحم الله رجلا قال: يا أهلاه! صلاتكم، صيامكم، زكاتكم، مسكينكم، يتيمكم، جيرانكم، لعل الله يجمعهم معه في الجنة". اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو کہے: اے گھر والو! اپنی نماز، اپنی زکوۃ، اپنے مسکین، اپنے یتیم، اپنے پڑوسی کی دیکھ بھال کرو، شاید اللہ تعالی اس کے ساتھ ان کو جنت میں اکٹھا کر دے"۔	اس روایت کو حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے "غریب" کہا ہے، اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مجھے یہ حدیث نہیں ملی"، الحاصل اسے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
⑰ روایت: "سمع رجلا يتغنى من الليل فقال: لا صلاة له حتى يصلي مثلها، ثلاث مرات". نبی اکرم ﷺ نے ایک رات کسی شخص کے گانے کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: اس کی نماز مقبول نہیں یہاں تک کے اس کے مثل پڑھ لے۔	اس روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت" قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اس روایت کو رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
⑱ روایت: "غار ثور میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو شدید پیاس لگی، آپ ﷺ سے عرض کیا، غار کے دہانے پر جا کر پینے کا حکم ہوا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پانی پیا تو وہ شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبو والا تھا جو کہ اللہ تعالی	شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

کے حکم سے ایک فرشتے نے جنت الفردوس کی نہر سے جاری کیا تھا''۔	
(۱۹) روایت: ''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "إن لله ملكا على بيت المقدس ينادي كل ليلة: من أكل حراما لم يقبل منه صرف ولا عدل''. بیت المقدس پر اللہ تعالی کا ایسا فرشتہ ہے جو ہر رات اعلان کرتا ہے: جس نے حرام کھایا اس کی نہ نفل قبول ہے اور نہ فرض''۔	حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں اس کی اصل پر واقف نہیں ہو سکا ہوں''، نیز علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے ان احادیث کی فہرست میں شمار کیا ہے جن کی انہیں سند نہیں مل سکی، اسی طرح علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس کی کوئی اصل نہیں ملتی''، الحاصل اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
(۲۰) روایت: جو شخص جمعہ کے دن درود پڑھتا ہے اس کے درود کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود سنتے ہیں۔	حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اگر اسے اس کے ظاہر پر حمل کیا جائے تو میں اس کی کسی دلیل کو نہیں جانتا''، اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ان الفاظ سے نقل کیا ہے: ''جب درود پڑھنے والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس درود پڑھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا واسطہ اس کو سنتے ہیں، چاہے جمعہ کی رات ہو یا اس کے علاوہ ہو، اور بعض خطباء اور ان جیسے لوگوں کا یہ کہنا کہ اس دن جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے کانوں سے

روایت	تبصرہ
	بذاتِ خود سنتے ہیں، (خطباء کی) اس بات کو قریب پر حمل کرنے کے باوجود بھی اس کا کوئی مفہوم نہیں بنتا (یعنی یہ سننا جمعہ اور اس کے علاوہ میں بھی ہوتا ہے، تو پھر جمعہ کو خاص طور پر ذکر کرنے کا کوئی معنی نہیں بنتا)، انتہی"، الحاصل اس روایت کو مذکورہ سیاق والفاظ کے ساتھ آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
(۲۱) روایت: " آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "إن الله عز وجل إذا نظر إلى عبد منهم في الصلاة غفر لمن وراءه من الناس". اللہ عزوجل جب نماز میں کسی بندہ پر نظر فرمالیں تو اس کی اور اس کے پیچھے والے لوگوں کی مغفرت فرمادیتے ہیں"۔	علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ان احادیث کی فہرست میں شامل کیا ہے جن کی سند انہیں نہیں مل سکی ہے، نیز حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مجھے یہ حدیث نہیں مل سکی"، حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر علامہ ابن رسلان رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
(۲۲) روایت: " آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "من مس كف امرأة ليس منها بسبيل، وضع في كفه جمرة يوم القيامة، حتى يفصل بين الخلائق". جس نے کسی ایسی عورت کے ہاتھ کو	حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ غریب ہے"، علامہ صدر الدین ابن ابی العز حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں

چھوا جسے چھونے کی کوئی سبیل نہ ہو، تو روزِ قیامت اس کی ہتھیلی پر انگارہ رکھا جائے گا، یہاں تک کہ مخلوق کے مابین فیصلہ ہو جائے"۔	نے مشہور کتبِ حدیث میں سے کسی کتاب میں اسے نہیں دیکھا"، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مجھے یہ نہیں مل سکی"، حافظ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، اور اسے ارباب صحاح وحسان میں سے کسی نے ذکر نہیں کیا"، الحاصل اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
(۲۳) روایت: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تذهب الأرضون كلها يوم القيامة إلا المساجد، فإنها تنضم بعضها إلى بعض". قیامت کے دن ساری زمینیں ختم ہو جائیں گی سوائے مساجد کے، چنانچہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں گی"، بعض مقامات پر اس میں اضافہ کر کے یہ بھی کہا جاتا ہے: "پھر مساجد کی زمینیں جنت میں شامل کر دی جائیں گی"۔	من گھڑت ہے، نیز اضافی کلمات سنداً نہیں ملتے، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

فصلِ ثانی (مختصر نوع)

روایات	حکم
① روایت: حدیث نبوی ﷺ میں فرمایا گیا ہے: "العید لمن خاف الوعید، لا لمن لبس الجدید". یہ عید اس کے لئے ہے جو وعید سے ڈرا، نہ کہ اس کی جس نے عمدہ اور نئے کپڑے پہن لئے۔	سنداً نہیں ملتی، اس کو بیان نہ کیا جائے۔
② روایت: "اوپر والا جنتی کروٹ بدلے گا نیچے والے جنتی کو خوشبو آئے گی، وہ فرشتوں سے پوچھے گا یہ خوشبو کیسی؟ فرشتے عرض کریں گے اوپر والے جنتی نے کروٹ بدلی ہے اس کی خوشبو ہے، وہ پوچھے گا اوپر والے درجہ کے جنتی کا عمل کیا مجھ سے زیادہ تھا؟ جواب ملے گا اس نے ایک مرتبہ تجھ سے سبحان اللہ زیادہ کہا تھا"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
③ روایت: حضرت شیماء رضی اللہ عنہا کا بکریاں چرانے کے لئے والدہ کو اپنے رضاعی بھائی محمد ﷺ کو اپنے ساتھ بھیجنے کا کہنا، اور وجہ یہ بتانا کہ بکریاں جلدی سے چر کر بھائی کے پاس آکر بیٹھ جاتی ہیں، اور ان کا چہرہ دیکھتی رہتی ہیں۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
④ روایت: "ایک بچے کا اپنی ماں کے لئے لباس لینے کے لئے چچا کے پاس جانا، اور چچا کا لباس دینے سے انکار کرنا، پھر بچے کا کسی کے کہنے پر آپ ﷺ کے پاس جا کر لباس کا مطالبہ کرنا اور ساتھ میں یہ کہنا کہ میں آپ کا اسلام قبول نہیں کروں گا، حضور ﷺ کا اس بچے کو اپنی چادر دینا، اس پر اس بچے کی ماں کا کہنا کہ حضور ﷺ کے اسلام کو قبول کرنا چاہئے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت	حکم
⑤ روایت: "نبی علیہ السلام نے فرمایا: "الوضوء سلاح المؤمن". وضوء مؤمن کا ہتھیار ہے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑥ روایت: "نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس گھر میں یہ آیت پڑھی جائے شیطان اس گھر سے تین دن یا تیس دن دور رہتا ہے، اور اس گھر میں چالیس راتوں تک کوئی جادو گرنی اور جادو گر داخل نہیں ہو سکتا، اے علی! تم اپنے اہل وعیال اور اپنے پڑوسیوں کو آیۃ الکرسی سکھاؤ، اس سے بڑی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی"۔	حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مجھے یہ روایت نہیں مل سکی"، نیز یہ روایت تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ الفاظ وسیاق کے ساتھ سنداً نہیں ملتی، اس لئے سند ملنے تک اسے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، واللہ اعلم۔
⑦ روایت: اگر آدمی غیر محرم کو دیکھنے پر قادر ہو مگر اللہ رب العزت کے ڈر اور خوف کی وجہ سے وہ غیر محرم سے نظریں ہٹالے تو ہر مرتبہ نظر بچانے کے صدقہ اللہ تعالی اس کو جنت میں ایک مرتبہ اپنے چہرے کا دیدار نصیب فرمائیں گے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑧ روایت: ایک حدیث میں ہے: "إن أشد الناس عذابا يوم القيامة من جهل أهله". قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہوگا جس نے اپنے گھر والوں کو علم سے بے خبر رکھا۔	سنداً نہیں مل ملتی، اور ایسی خبر صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد ہی سے معلوم ہو سکتی ہے، اس لئے اسے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، واللہ اعلم۔
⑨ روایت: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جب قیامت کے دن تمام لوگ میدانِ محشر میں ہوں گے تو بچھو کی نسل کا ایک جانور نکلے گا، جس کا نام حریش ہوگا، اس کا سر آسمان پر ہوگا اور اس کی دم زمین پر ہوگی، اور وہ ستر مرتبہ آواز لگائے گا: کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اللہ رب العالمین کو مقابلہ کی دعوت دی ہے؟ اور کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالی سے جنگ کا اعلان کیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام کے پوچھنے پر وہ جانور پانچ قسم کے لوگوں کو سزا دینے کا کہے گا: ① نماز	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

چھوڑنے والا ② زکوۃ نہ دینے والا ③ شراب پینے والا ④ سود کھانے والا ⑤ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے والا"۔	
⑩ روایت: "نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میں نے ایک عورت کو دیکھا جسے لایا گیا اور اسے میزان کے ایک پلڑے پر ڈالا گیا، اور دوسرے پلڑے پر احد پہاڑ کو رکھا گیا، تو وہ عورت احد پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری نکلی، لوگوں نے کہا: ہم نے تو کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ ایک عورت احد پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہو، ان کو بتایا گیا اس عورت کے بارہ بچے فوت ہوگئے، یہ آہیں لئے جاتی تھی اور آنسوں کو روک لیتی تھی اس کے صبر کی وجہ سے اللہ تعالی نے اسے احد پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری کر دیا"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔ تاہم یہی روایت بکر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر ملتی ہے، اس لئے اسے بکر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول کہہ کر بیان کرنا چاہئے، واللہ اعلم۔
⑪ روایت: ایک روایت میں آتا ہے: "اگر کوئی شخص سنت کے مطابق بیت الخلاء میں جائے تو جتنی دیر وہ اندر بیٹھا رہتا ہے اتنی دیر ایک فرشتہ دروازے پر کھڑے ہو کر اس کے لئے عبادت کا ثواب لکھتا رہتا ہے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑫ روایت: "حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "لما نظرت إلى أنواره وضعت كفي على عيني خوفا من ذهاب بصري". جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کے انوار کی طرف دیکھا تو میں نے اپنے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں پر رکھ لیا کہ کہیں میری بینائی نہ چلی جائے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑬ روایت: حدیث پاک میں آیا ہے: "جو بندہ ملتزم سے لپٹ گیا، وہ ایسا ہے جیسے اس نے اللہ تعالی کے ساتھ معانقہ کیا"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑭ روایت: مسجد میں دنیا کی غیر ضروری باتیں کرنا ایسا ہے جیسے مسجد میں خنزیر ذبح کرنا۔	سنداً نہیں مل ملتی، اور ایسی خبر صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد ہی سے معلوم

روایت	حکم
	ہو سکتی ہے، اس لئے اس کو بیان نہ کیا جائے، واللہ اعلم۔
⑮روایت: ”حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جو عورت اس لئے بنے سنورے کہ اسے کوئی غیر محرم محبت کی نظر سے دیکھے، اللہ رب العزت فیصلہ کر لیتے ہیں کہ میں قیامت کے دن اس کی طرف محبت کی نظر سے نہیں دیکھوں گا، اور جو مرد اس لئے بنے سنورے کہ اسے کوئی غیر محرم عورت محبت کی نظر سے دیکھے، اسے بھی اللہ تعالی قیامت کے دن محبت کی نظر سے نہیں دیکھے گا“۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑯ روایت: ”نبی علیہ السلام فرماتے ہیں: مجھے جبرائیل علیہ السلام نے قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے اتنا ڈرایا کہ میں رونے لگ گیا، میں نے کہا: اے میرے دوست جبرائیل! کیا اللہ رب العزت نے میرے اگلے اور پچھلے گناہوں کو معاف نہیں کر دیا؟ یہ بات سن کر جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قیامت کے دن آپ ہیبت کے ایسے احوال دیکھیں گے کہ آپ قیامت کی مغفرت کو بھول جائیں گے، نبی علیہ السلام یہ بات سن کر اتنا روئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسوں آپ کی مبارک ریش پر بہنے لگے“۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑰روایت: ”آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے: ”الجوع طعام الله، يحيي به أبدان الصديقين“. بھوک خدائی غذا ہے، اس سے صدیقین کے بدن زندگی پاتے ہیں۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑱روایت: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”يا أبا ذر! جدد السفينة، فإن البحر عميق، وخفف الحمل، فإن السفر بعيد، واحمل الزاد، فإن العقبة طويلة، وأخلص العمل، فإن الناقد بصير“. اے ابو ذر! کشتی بنا سنوار لو،	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔ تاہم یہ الفاظ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے تذکرہ کے بغیر بظاہر ”اسرائیلی روایت“،

کیونکہ سمند بہت گہرا ہے، اور بوجھ ہلکا رکھو، کیونکہ سفر بہت دور ہے، اور توشہ لو، کیونکہ گھاٹی لمبی ہے، اور عمل کو خالص رکھو، کیونکہ پرکھنے والا خوب نظر رکھنے والا ہے"۔	یا بعض دیگر سلف سے ان کے قول کے طور پر نقل کئے جاتے ہیں، اس لئے اسے "اسرائیلی روایت"، یا سلف کے انتساب سے بیان کیا جاسکتا ہے، واللہ اعلم۔

فائدہ:

① "بیان نہیں کر سکتے" سے مراد ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے۔

② "بیان کرنا موقوف رکھا جائے" یعنی معتبر سند ملے بغیر ہرگز بیان نہ کریں، مزید تفصیل "مقدمہ حصہ دوم" میں ملاحظہ فرمائیں، اور کتاب کے اندر اس قسم کی روایات کے تحت اکثر ضمنی روایات لکھی گئی ہیں، جنہیں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اسے ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

③ "بے اصل" اکثر من گھڑت کے معنی میں ہے۔

④ "اسرائیلی روایت" سے مراد وہ روایات ہیں جو بنی اسرائیل سے چلی آرہی ہیں، یہ روایات اگر ہماری شریعت کے مخالف نہ ہوں تو ان کو اسرائیلی روایت کہہ کر بیان کیا جاسکتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے۔

⑤ بعض مقامات پر لکھا گیا ہے کہ یہ حدیث نہیں ہے، بلکہ کسی کا قول ہے، محدثین کرام کی تصریح کے مطابق صاحبِ قول کا نام بھی لکھا جاتا ہے، ممکن ہے کہ یہی قول ان کے علاوہ کسی اور کی جانب بھی منسوب ہو، یہ کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ ایک ہی قول ایک سے زائد افراد سے مشہور ہو سکتا ہے۔

فہارس

فہرست آیات

فہرست احادیث و آثار

فہرست رُوات

نمبر شمار	وہ راوی جن کے بارے میں جرحاً یا تعدیلاً کلام نقل کیا گیا ہے	سنِ پیدائش/ سنِ وفات	اقوال	صفحہ نمبر
١	إبراهيم عبد السلام بن عبد الله بن باباه القرشي المخزومي المكي		جرح	٧٨
٢	أبو القاسم بن زانف		لم أجده	٢٥٢
٣	أحمد بن عامر بن سليمان بن صالح الطائي		جرح	١٤٨
٤	إسحاق بن إسماعيل بن عبد الله أبو يعقوب المَذجَحي الرملي النحاس	توفي ٢٨٨هـ	جرح	٢٢٨
٥	أصرم بن حوشب أبو هشام الهمذاني الكندي الخراساني		جرح	٣٤٦
٦	داود بن سليمان أبو سليمان الجرجاني الغازي		جرح	١٤٥
٧	سعيد بن سنان أبو مهدي الحمصي الحنفي	توفي ١٦٨هـ	جرح	١٠٠
٨	سقين دفين فاس		لم أجده	٢٥٢
٩	صالح أبو محمد الهنسكوري		لم أجده	٢٥٢
١٠	ضرار بن سهل الضراري		جرح	١٨٠
١١	عبد الرحيم بن هارون أبو هشام الغساني الواسطي	توفي نحو ٢٠٠هـ	جرح	٧١
١٢	عبد الله بن أحمد بن عامر أبو القاسم الطائي	توفي ٣٤٢هـ	جرح	١٤٩
١٣	عبد الله بن أحمد بن محمد أبو القاسم التميمي الغَبَاغَبي	توفي ٣٢٥هـ	جرح	١٨٠
١٤	عبد الله بن عبد العزيز بن أبي رواد		جرح	٨١
١٥	علي بن موسى الرضا			١٤٣

١٦	علي بن يزيد أبو عبد الملك اَلْهَانِيْ الدمشقي		جرح	٣٩
١٧	عمر بن أحمد بن علي بن إبراهيم أبو حفص البغدادي		جرح	١٨٦
١٨	عنبسة بن عبد الرحمن بن عنبسة القرشي الأموي	توفي مابين ١٨٠ـ١٩٠هـ	جرح	١٦٥
١٩	قاسم بن بهرام بن عطاء أبو همدان قاضي هيت		جرح	١٣٦
٢٠	مالك بن سعيد		لم أجده	٢٤٣
٢١	محمد بن تميم السعدي الفريابي		جرح	١٢٩
٢٢	محمد بن زاذان المدني		جرح	١٧٢
٢٣	محمد بن زكريا بن دينار أبو جعفر الغَلابي الضبي البصري	توفي ٢٩٠هـ	جرح	٢٧٤
٢٤	محمد بن صبح بن يوسف أبو الحسن البزار الصيداوي		لم أجده	١٢٣
٢٥	محمد بن عبد الله بن إبراهيم أبو العباس اليافوني الكنانى		لم أجده	١٢٧
٢٦	محمد بن عبد الله بن أحمد بن عمر الأسدي		جرح	٢٠٣
٢٧	محمد بن مخلد أبو أسلم الرعيني الحمصي		جرح	٢٣٨
٢٨	محمد بن نشر المدني		جرح	٢٢٩
٢٩	محمد بن هارون بن شعيب أبو علي الأنصاري	توفي ٣٥٣هـ	جرح	٢٠٠
٣٠	محمد بن يونس بن موسى بن سليمان أبو العباس القرشى السامى الكديمى	توفي ٢٨٦هـ	جرح	١٨٨
٣١	مُعان بن رِفاعة أبو محمد السَلامي الدمشقي		جرح	٣٥
٣٢	موسى أبو موسى الموماني		لم أجده	٢٥٣
٣٣	نضر بن محرز بن بعيث أبو الفرج الأزدي البَثَنِي		جرح	٩٤

۳٤	وليد بن سلمة أبو العباس الطبراني الأردني		جرح	۹۰
۳٥	هياج بن بسطام أبو خالد التميمي الحنظلي الخراساني الهروي البُرْجمي	توفي۱۷۷هـ	جرح	۱٥۹
۳٦	هيثم بن عدي بن عبد الرحمن بن زيد بن أسيد بن جابر أبو عبد الرحمن الطائي الأخباري الكوفي المؤرخ	توفي ۲۰۷هـ	جرح	۲۷۹
۳۷	يزيد بن أبان أبو عمرو الرقاشي البصري		جرح	۲٥۹
۳۸	يحيى بن محمد بن خُشَيْش بن يحيى أبو زكريا الافريقي	توفي بعد ۲۸۰هـ	جرح	۲٤۹

مصادر اور مراجع

اب تک استعمال ہونے والی کتابوں کی یہ فہرست حروفِ تہجی کے مطابق تیار کی گئی ہے، البتہ جن کتابوں کے شروع میں "الف لام" آتا ہے، حروفِ تہجی میں ان حروف کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے، نیز اگر کسی کتاب کے ایک سے زائد نسخے زیرِ استعمال رہے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کی علیحدہ تعیین کی گئی ہے۔

- الأباطيل والمناكير والصحاح والمشاهير: للحافظ أبي عبد الله الحسين بن إبراهيم الجَوزَقَاني (٥٤٣هـ)، الناشر إدارة المبعوث الإسلامية والدعوة والإفتاء بالجامعة السلفية بنارس، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- الأباطيل والمناكير والصِّحاح والمشاهير: للحافظ أبي عبد الله الحسين بن إبراهيم الجَوزَقَاني (٥٤٣هـ)، ت:عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي، المطبعة السلفية ـ الهند، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.
- الإبانة عن شريعة الفرقة الناجية: للحافظ أبي عبد الله عبيد الله بن محمد المعروف بابن بطة (٣٠٤هـ/ ٣٨٧هـ)، دار الراية ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.
- البلدانيات: للعلامة شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، ت:حسام بن محمد القطان، دار العطاء ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- الأبواب والتراجم لصحيح البخاري: للعلامة المحدث محمد زكريا بن يحيى الكاندهلوي (١٣١٥هـ/ ١٤٠٢هـ)، ايج ايم سعيد ـ كراتشي.
- إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة: للإمام أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البُوصِيري (٧٦٢هـ/ ٨٤٠هـ)، ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم، دار الوطن للنشر ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة: للإمام أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البُوصِيري (٧٦٢هـ/ ٨٤٠هـ)، ت: أبو عبد الرحمن عادل بن سعد و أبي إسحاق السيّد بن محمود بن إسماعيل، مكتبة الرُشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين: للعلامة السيد محمد بن محمد الحسيني الزبيدي الشهير بمرتضى (١١٤٥هـ/١٢٠٥هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢٦هـ.

- إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين: للعلامة السيد محمد بن محمد الحسيني الزبيدي الشهير بمرتضى (١١٤٥هـ/١٢٠٥هـ)،مؤسسة التاريخ العربي ــ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.
- إتحاف المهرة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)،ت:عبد القدوس محمد نذير،مجمع الملك فهد ــ المدينة المنوره،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- إتقان مايحسن من الأخبار الواردة على الألسن: للعلامة نجم الدين محمد بن محمد بن محمد الغزي (٩٩٧هـ/١٠٦١هـ)،ت: يحيى مراد،دار الكتب العلمية ــ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٤ء.
- التوسعة على العيال: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)، مخطوط من الشاملة.
- الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي(١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،ت:محمد بن سعيد بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ــ بيروت.
- الآثار المروية في الأطعمة السرية: للحافظ أبي القاسم خلف بن عبد الملك بن مسعود بن موسى بن بشكوال(٤٩٤هـ/٥٧٨هـ)،ت:أبو عمار محمد ياسر الشعيري،أضواء السلف ــ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- إثبات صفة العلو: للحافظ موفق الدين عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي (٥٤١هـ/٦٢٠هـ)، ت:أحمد بن عطية بن علي الغامدي،مكتبة العلوم والحكم ــ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- الأجوبة الفاضلة: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/ ١٣٠٤هـ)،ت:عبدالفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ــ بحلب،الطبعة السابعة ١٤٣٧هـ.
- الأجوبة المرضية: للعلامة شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، ت:محمد إسحاق محمد إبراهيم،دار الراية ــ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- أحاديث الشيوخ الثقات: للقاضي أبي بكر محمد بن عبد الباقي بن محمد(٥٣٥هـ)،ت:الشريف حاتم بن عارف العوني،دار عالم الفوائد ــ مكة المكرمة.
- الأحاديث الطوال: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني(٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،المكتب الإسلامي ــ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٩هـ.
- الأحاديث القدسية: للشيخ محمد عوامة حفظه الله،دار المنهاج ــ جده،الطبعة الخامسة ١٤٣٢هـ.

- أحاديث القصاص: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:محمد بن لطفي الصباغ، المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.
- الأحاديث المائة: للعلامة تقي الدين أبي الفضل سليمان بن حمزة بن أحمد بن عمر بن محمد بن أحمد بن قدامة المقدسي (٧١٥هـ)،مخطوط .
- الأحاديث المختارة: للإمام ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد الحنبلي المقدسي (٥٦٧هـ/٦٤٣هـ)،ت:عبد الملك بن عبد الله بن دهيش،دار خضر ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٢٠هـ.
- أحاديث مسلسلات: للعلامة أبي بكر أحمد بن علي الطريثيثي المعروف بابن الزهراء (٤٩٧هـ)، مخطوط .
- الآحاد والمثاني: للحافظ أبي بكر أحمد بن عمرو بن الضحاك الشيباني(٢٠٦هـ/٢٨٧هـ)،ت:باسم فيصل أحمد الجوابرة،دار الراية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.
- أحكام السواك من السعاية: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،ت:صلاح محمد أبو الحاج،مركز أنوار العلماء للدراسات،الطبعة الأولى ١٤٤١هـ
- إحكام النظر في أحكام النظر بحاسة البصر: للحافظ أبي الحسن علي بن محمد ابن القطان الفاسي (٦٢٨هـ)،ت:إدريس الصمدي،دار القلم ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
- الأحكام الوسطى: للحافظ أبي محمد عبد الحق بن عبد الرحمن الإشبيلي (٥٨١هـ)،ت: حمدي السلفي و صبحي السامرائي مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة ١٤١٦هـ.
- أحوال الرجال: للحافظ أبي إسحاق إبراهيم بن يعقوب السعدي الجوزجاني (٢٥٩هـ)،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث أكادمي ـ فيصل آباد،باكستان .
- إحياء علوم الدين: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي (٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،دار المعرفة ـ بيروت .
- إحياء علوم الدين: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي (٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.
- أخبار القضاة: للقاضي أبي بكر محمد بن خلف الضبي المعروف بوكيع (٣٠٦هـ)،عالم الكتب ـ بيروت.
- أخبار مكة: للإمام محمد بن إسحاق بن العباس الفاكهي،ت:عبد الملك بن عبد الله بن دهيش، دار خضر ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٤هـ.

- أخبارمكة: للإمام أبي الوليد محمد بن عبد الله الأزرقي،ت:رشدي الصالح ملحس،دار الأندلس ـ بيروت،الطبعةالثالثة١٤٠٣هـ.
- الاختيار لتعليل المختار: للإمام أبي الفضل عبد الله بن محمود بن مودود الموصلي الحنفي (٥٩٩هـ/ ٦٨٣هـ)،ت:محمود أبو دقيقة،دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- اختيار معرفة الرجال: لشيخ الشيعة أبي جعفر محمد بن حسن الطوسي(٣٨٥هـ/٤٦٠هـ)،ت:جواد القيومي الأصفهاني،مؤسسة النشر الإسلامي ـ قم،الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.
- أداء ما وجب: للإمام أبي الخطاب عمر بن حسن بن دحية الكلبي(٥٤٤هـ/٦٣٣هـ)،ت: محمد زهير الشاويش،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩ هـ.
- أدب الإملاء والاستملاء: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السمعاني (٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.
- أدب الدين والدنيا: للقاضي أبي الحسن علي بن محمد البصري الماوردي(٤٥٠هـ)،دار المنهاج ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.
- الأدب المفرد: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،ت:محمد فؤاد عبد الباقي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الثالثة١٤٠٩هـ.
- أدب النساء:للفقيه عبد الملك بن حبيب(٢٣٨هـ)،ت:عبد المجيد تركي،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- الأذكار النواوية: للإمام محيى الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الشافعي(٦٣١هـ/٦٧٦هـ)، ت:بسام عبد الوهاب،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- الأذكار النواوية: للإمام محيى الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الشافعي (٦٣١هـ/٦٧٦هـ)، ت:محي الدين مستو،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٠هـ.
- أربع مجالس: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،مخطوط من الشاملة.
- الأربعين في أصول الدين: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي (٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)، ت:عبد الله عبد الحميد عرواني،دار القلم ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- الأربعين المستخرجة من الصحاح من روايات المحمدين: للعلامة أبي المحاسن عبد الرزاق بن محمد بن أبي نصر الطَبَسِي (٥٣٧هـ)،مخطوط من الشاملة.

● - ارتياح الأكباد بأرباح فقد الأولاد: للعلامة شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١ هـ/٩٠٢هـ)،مخطوط .

● - إرشاد الساري شرح صحيح البخاري: للعلامة أحمد بن محمد القسطلاني (٨٥١ هـ/٩٢٣هـ)، المطبعة الكبرى الأميرية ـ مصر،الطبعة السادسة ١٣٠٥هـ.

● - الإرشاد في معرفة علماء الحديث: للحافظ أبي يعلى الخليل بن عبد الله بن أحمد الخليلي القزويني (٤٤٦هـ)،ت:محمد سعيد بن عمر إدريس، مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - الأسامي والكنى: للحافظ أبي أحمد محمد بن محمد بن أحمد الحاكم الكبير النيسابوري(٢٧٨هـ)، ت:أبي عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

● - أسباب النزول: للعلامة أبي الحسن علي بن أحمد بن محمد بن علي النيسا بوري الواحدي (٤٦٨هـ)،ت:عصام بن عبد المحسن الحميدان،دار الإصلاح ـ الدمام،الطبعة الثانية ١٤١٢هـ.

● - الاستذكار: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري(٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت: سالم محمد عطا و محمد علي معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٣هـ.

● - الاستغناء في معرفة المشهورين: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:عبد الله مرحول السوالمة،دار ابن تيمية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - الاستيعاب في معرفة الأصحاب: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:علي محمد البجاوي،دار الجيل ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● - أسد الغابة في معرفة الصحابة: للحافظ عز الدين أبي الحسن علي بن محمد الجزري (٥٥٥هـ/ ٦٣٠هـ)،ت:علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

● - الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للملا علي بن سلطان الهروِي القاري(١٠١٤هـ)،ت: محمد بن لطفي الصباغ،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ.

● - الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)، ت:محمد الصباغ،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة ١٣٩١هـ.

● - أسماء شيوخ الإمام مالك بن أنس: للحافظ أبي بكر محمد بن إسماعيل بن محمد بن خلفون الأندلسي (٥٥٥هـ/٦٣٦هـ)،ت:محمد زينهم محمد عزب،مكتبة الثقافة الدينية ـ الظاهر .

- الأسماء والصفات: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:عبد الله بن محمد، مكتبة السوادي ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.
- أسنى المطالب في أحاديث مختلفة المراتب: للعلامة محمد بن درويش بن محمد الحُوت (١٢٠٣هـ/١٢٧٧هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- الإصابة في تمييز الصحابة:للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- الإصابة في تمييز الصحابة:للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عبدالله بن عبدالمحسن ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- الاصطفا لبيان معاني الشفا: للعلامة شمس الدين محمد بن محمد بن محمد العثماني الدَّلَّجي (٨٦٠هـ/٩٤٧هـ)،مخطوط.
- أطراف الغرائب والأفراد للإمام الدارقطني: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:جابر بن عبدالله السريع،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- أطراف الغرائب والأفراد للإمام الدارقطني: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:محمود محمد محمود حسن نصار،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- أطراف المسند المعتلي بأطراف المسند الحنبلي: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: زهـير بن ناصر،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- إعانة الطالبين على حل ألفاظ فتح المبين: للعلامة أبي بكر عثمان بن محمد شطا الدِمْيَاطِي البَكْرِي (١٣١٠هـ)،دار إحياء الكتب العربية.
- اعتلال القلوب: للحافظ أبي بكر محمد بن جعفر بن محمد سهل السامري الخرائطي (٣٢٧هـ)، ت:حمدي الدمرداش،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٠هـ.
- إعجاز البيان: للعلامة صدر الدين أبي عبد الله محمد بن إسحاق الصوفي القونوي (٦٧٣هـ)،ت: السيد جلال الدين الآشتياني،مكتبة الأعلام الإسلامي ـ الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

● - الإعجاز والإيجاز: للعلامة أبي منصور عبد الملك بن محمد الثعالبي(٣٥٠هـ/٤٣٠هـ)،ت:إبراهيم صالح،دار البشائر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - الإعجاز والإيجاز: للعلامة أبي منصور عبد الملك بن محمد الثعالبي(٣٥٠هـ/٤٣٠هـ)،ت:إسكندر آصاف،المطبعة العمومية ـ مصر،الطبعة الأولى ١٨٩٧ء.

● - الأعلام: للعلامة خير الدين الزركلي(١٣٩٦هـ)،دار العلم للملايين ـ بيروت.

● - الإعلام بفضل الصلاة على النبي والسلام: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الرحمن بن علي النميري (٥٠٠هـ/٥٤٤هـ)،ت:حسين محمد علي شكري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٩ء.

● - إعلام الناس بما وقع للبرامكة مع بني العباس: للعلامة محمد دياب الإتليدي (١١٠٠هـ)،ت:محمد أحمد عبد العزيز سالم،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - الإعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ: للحافظ شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)،ت:صالح أحمد العلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

● - إفادة الخير في الاستياك بسواك الغير ومعه أحكام السواك من السعاية: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي(١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،ت:صلاح محمد أبو الحاج،مركز أنوار العلماء للدراسات،الطبعة الأولى ١٤٤١هـ.

● -الأفراد: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارقطني (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)، مخطوط من الشاملة.

● - الإفصاح عن أحاديث النكاح: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:محمد شكور الميادينى،دارعمان ـ عمان،الطبعة الأولى ١٤٠٦ هـ.

● -اقتضاء الصراط المستقيم: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت: ناصر عبد الكريم العقل،مكتبة الرشد ـ الرياض.

● - إكمال تهذيب الكمال: للحافظ أبي عبد الله علاء الدين مغلطاي بن قُلَيْج بن عبد الله البَكْجَرِي الحَكْرِي الحنفي(٦٨٩هـ/٧٦٢ هـ)،ت:أبوعبدالرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - الإكمال في رفع الارتياب: للحافظ علي بن هبة الله المعروف بابن ماكولا(نحو ٤٨٥هـ)، الفاروق الحديثية ـ القاهرة.

- ● - إكمال المعلم: للقاضي أبي الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبي البستي المالكي(٤٧٦هـ/ ٥٤٤هـ)،ت:يحيى إسماعيل،دار الوفاء ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- ● - الإلماع إلى معرفة أصول الرواية وتقييد السماع: للقاضي أبي الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبي البستي (٤٧٦هـ/٥٤٤هـ)،ت:السيد أحمد صقر،دار التراث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٣٨٩هـ.
- ● - أمالي الصدوق: لأبي جعفر محمد بن علي بن الحسين الصدوق(٣٨١هـ)،موسسة الأعلمي للمطبوعات ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- ● - الأمالي: للعلامة أبي القاسم عبد الملك بن محمد بن عبد الله بن بشران الأموي(٤٣٠هـ)، ت:أحمد بن سليمان،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- ● - الأمالي المطلقة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: حمدي بن عبد المجيد السلفي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.
- ● - الإمام في معرفة أحاديث الأحكام: للحافظ تقي الدين أبي الفتح محمد بن علي بن وهب المعروف بابن دقيق العيد (٦٢٥هـ/٧٠٢هـ)،مخطوط من الشاملة.
- ● - إمتاع الأسماع: للعلامة تقي الدين أبي العباس أحمد بن علي بن عبد القادر المقريزي (٧٦٦هـ/ ٨٤٥هـ)،ت:محمد عبد الحميد النميسي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- ● - الإمتاع بالأربعين المتباينة السماع: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/ ٨٥٢هـ)،ت:محمد حسن محمدحسن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- ● - أمثال الحديث: للقاضي أبي محمد الحسن بن عبد الرحمن بن خلاد الرامهرمزي الفارسي، ت:أحمدعبد الفتاح تمام،مؤسسة الكتب الثقافية . بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٩هـ.
- ● - الإنابة إلى معرفة المختلف فيهم من الصحابة: للحافظ أبي عبد الله علاء الدين مغلطاي بن قُلَيْج بن عبد الله البَكْجَرِي الحَكْرِي الحنفي(٦٨٩هـ/٧٦٢هـ)،ت:عزت المرسي و إبراهيم إسماعيل القاضي، مكتبة الرشد ـ الرياض.
- ● - إنباه الرواة على أنباه النحاة: للعلامه جمال الدين علي بن يوسف الشيباني القفطي (٥٦٨هـ/ ٦٤٦هـ)،ت:محمد أبو الفضل إبراهيم،دار الفكر العربي ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.
- ● - الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السمعاني(٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن ـ الهند،الطبعة الأولى١٣٩٧هـ.

- الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السمعاني(٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، ت:محمد عبدالقادر عطا،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور التميمي السمعاني(٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، ت:عبدالله عمر البارودي،دارالجنان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- إنسان العيون المعروف بالسيرة الحلبية: للعلامة نور الدين أبي الفرج علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي(١٠٤٤هـ)،المطبعة العامرة الزاهرة ـ مصر،الطبعة ١٢٩٢هـ.
- إنسان العيون المعروف بالسيرة الحلبية: للعلامة نور الدين أبي الفرج علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي(١٠٤٤هـ)،مطبعة محمد علي صبيح ميدان الأزهر ـ مصر،الطبعة١٣٥٣هـ.
- أنوار التنزيل وأسرار التأويل المعروف بالتفسير البيضاوي: للعلامة ناصر الدين أبي الخير القاضي عبد الله بن عمر البيضاوي(٦٨٥هـ)،ت:محمد عبد الرحمن المرعشلي،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.
- الأنوار العلوية والاسرار المرتضوية: لجعفر النقدي،المطبعة الحيدرية ـ النجف،الطبعة الثانية ١٣٨١هـ.
- أوجز المسالك: لشيخ الحديث محمد زكريا بن محمد يحيى الكاندهلوي(١٣١٥هـ/١٤٠٢هـ)،ت: تقي الدين الندوي،دارالقلم ـ دمشق الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- الأوراد القادرية: للشيخ محيي الدين أبي محمد عبد القادر بن موسى بن عبد الله الجيلاني (٤٧١هـ/ ٥٦١هـ)،ت:محمد سالم بواب،دار الأبواب ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٣هـ.
- إيثار الإنصاف في آثار الخلاف: للعلامة شمس الدين أبي المظفر سبط ابن الجوزي (٦٥٤هـ)، ت:ناصر العلي الناصر الخليفي،دار السلام ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.
- بحر الدم فيمن تكلم فيه الإمام أحمد بمدح أو ذم: للعلامة جمال الدين يوسف بن حسن بن أحمد الدمشقي المعروف بابن المبرد(٩٠٩هـ)،ت:روحية عبد الرحمن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.
- بحر الدموع: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ /٥٩٧هـ)،دار الصحابة للتراث ـ بطنطا،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- البحر الرائق: للعلامة زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصري الحنفي (٩٢٦هـ/ ٩٦٩هـ أو ٩٧٠هـ)،المطبعة العلمية ـ مصر،الطبعة ١٣١١هـ.

- البحر الرائق: للعلامة زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصري الحنفي (٩٢٦هـ/ ٩٦٩هـ أو ٩٧٠هـ)، مكتبة رشيدية ـ كوئتة .
- البحر الزخار المعروف بمسند البزار: للحافظ أبي بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق العتكي البزار (٢٩٢هـ)، ت: محفوظ الرحمن زين الله، مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٩هـ.
- بحر الفوائد: للعلامة أبي بكر محمد بن إبراهيم بن يعقوب الكلاباذي البخاري (٣٨٠هـ)، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل وأحمد فريد المزيدي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- بحر الكلام: للإمام أبي المعين ميمون بن محمد النسفي (٤١٨هـ/٥٠٨هـ)، ت: ولي الدين محمد صالح الفرفور، مكتبة دار الفرفور ـ دمشق، الطبعة الثانية ١٤٢١هـ.
- البحر المحيط: للعلامة أبي حيان محمد بن يوسف بن علي بن حيان الأندلسي (٧٤٥هـ)، ت: صدقي محمد جميل، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤٣١هـ.
- البحور الزاخرة في علوم الآخرة: للعلامة محمد بن أحمد السفاريني الحنبلي (١١١٤هـ/١١٨٨هـ)، ت: عبد العزيز أحمد بن محمد، دار العاصمة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- بدائع السلك في طبائع الملك: للعلامة شمس الدين أبي عبد الله ابن الأزرق الأصبحي الأندلسي الغرناطي (٨٩٦هـ)، ت: علي سامي النشار، منشورات وزارة الإعلام ـ العراقية .
- البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي (٧٠٠هـ /٧٧٤هـ)، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير (٧٠٠هـ /٧٧٤هـ)، ت: رياض عبد الحميد مراد، دار ابن كثير ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)، مكتبة المعارف ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.
- البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشوكاني (١١٧٣هـ/ ١٢٥٠هـ)، دار الكتاب الإسلامي ـ القاهرة .
- البدر المنير: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن (٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)، ت: مصطفى أبو الغيظ وعبد الله بن سليمان ويا سر بن كمال، دار الهجرة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ .

● -البدرالمنير في غريب أحاديث البشير والنذير: للعلامة أبي محمد عبد الوهاب الشعراني(٩٧٣هـ)، مخطوط.

● - البرهان في علوم القرآن: للإمام بدر الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله بن بهادر الزركشي (٧٤٥هـ/ ٧٩٤هـ)،ت:محمد أبو الفضل إبراهيم،دارالتراث ـ القاهرة.

● - بستان الواعظين: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أيمن البحيري،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت.

● - بصائر الدرجات: لشيخ الشيعة أبي جعفر محمد بن حسن بن فروخ الصفار (٢٩٠هـ)،شركة الأعلمي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

● - بصائر ذوي التمييز: للعلامة مجد الدين أبي طاهر محمد بن يعقوب الفيروز آبادي(٨١٧هـ)، ت:عبد الحليم الطحاوي،لجنة إحياء التراث الإسلامي ـ مصر، الطبعة الثالثة١٤١٦هـ.

● - البعث والنشور: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:أبو هاجر محمد السعيد بن بسيوني زغلول الإبياني،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● - بغية الباحث: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي(٧٣٥هـ/٨٠٧ هـ)،ت:حسين أحمد صالح الباكري،مركز خدمة السنة ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.

● - بغية الطلب في تاريخ حلب: للحافظ كمال الدين عمر بن أحمد بن هبة الله ابن العديم (٦٦٠هـ)، ت:سهيل زكار،دار الفكر ـ بيروت.

● - بغية النقاد النقلة فيما أخل به كتاب البيان وأغفله أو ألم به فما تممه ولاكمله: للحافظ أبي عبد الله ابن المواق (٥٨٣ هـ/٦٤٢هـ)،ت:محمد خرشافي،مكتبة أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني بذيل الفتح الرباني: للعلامة أحمد بن عبد الرحمن الساعاتي (بعد ١٣٧١ هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية.

● - البناية: للحافظ بدر الدين العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥ هـ)،ت:أيمن صالح شعبان،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - بهجة المحافل وبغية الأماثل في تلخيص المعجزات والسير والشمائل: للحافظ أبي زكريا يحيى بن ابي بكر العامري(٨٩٣ هـ)،المطبعة الجمالية الكائنة بحارة الروم ـ مصر.

- بهجة النفوس وتحليها بمعرفة ما لها وما عليها: للعلامه أبي محمد عبد الله بن سعد بن سعيد بن أبي جمره الأزدي الأندلسي (٦٩٥هـ)،دار الجيل ـ بيروت،الطبعة الثالثة.
- بيان المختصر شرح مختصر ابن الحاجب: للعلامة شمس الدين محمود بن عبد الرحمن الأصفهاني (٦٧٤هـ/٧٤٩هـ)، ت:محمد مظهر بقا،دار المدني ـ جده،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.
- بيان الوهم والإيهام: للحافظ أبي الحسن علي بن محمد ابن القطان الفاسي (٦٢٨هـ)،ت: الحسين آيت سعيد،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- تاريخ ابن يونس: للحافظ أبي سعيد عبد الرحمن بن أحمد بن يونس الصدفي المصري (٢٨١هـ/٣٤٧هـ)،ت:عبد الفتاح فتحي عبد الفتاح ،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- تاريخ أبي زرعة الدمشقي: للإمام عبيد الله بن عبد الكريم بن يزيد بن فروخ المعروف بكنيته أبي زرعة(١٩٤هـ/٢٦٤هـ)،ت:خليل المنصور،دار الكتب ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- تاريخ أبي سعيد هاشم بن مرثد الطبراني عن أبي زكريا يحيى بن معين: للحافظ أبي سعيد هاشم بن مرثد بن سليمان الطبراني الطيالسي (٢٧٨هـ)،ت:نظر محمد الفاريابي .
- تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى٢٠٠٣ء.
- تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:عمر عبد السلام تدمري،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.
- تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٥ء.
- تاريخ أسماء الضعفاء والكذابين: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين(٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)، ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الطبعة الأولى١٤٠٩هـ.
- تاريخ أسماء الثقات: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين(٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)،ت:صبحي السامرائي،الدار السلفية ـ الكويت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- تاريخ أصبهان: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:سيد كسروي حسن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

● - تاريخ بغداد: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.

● - تاريخ بغداد: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت: بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - تاريخ الثقات: للحافظ أبي الحسن أحمد بن عبد الله بن صالح العجلي(١٨١هـ/٢٦١هـ)،ت:عبد المعطي قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - تاريخ الخلفاء: للعلامة جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،مطبعة الصحابة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

● - تاريخ الخميس: للعلامة حسين بن محمد الديار بكري(٩٦٦هـ)،مؤسسة شعبان ـ بيروت .

● - تاريخ الخميس: للعلامة حسين بن محمد الديار بكري(٩٦٦هـ)،الطبعة الوهبية ـ مصر،الطبعة ١٢٨٣هـ

● - تاريخ داريا: للقاضي أبي علي عبد الجبار بن عبد الله بن محمد الخولاني الداراني (٣٧٠هـ)،ت: سعيد الأفغاني،مطبعة البرقي ـ دمشق،الطبعة ١٣٦٩هـ.

● - تاريخ دمشق: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر (٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:محبّ الدين أبو سعيد عمر بن غرامة العَمروي،دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

● - التاريخ الصغير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)، ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - تاريخ الطبري: للإمام لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري(٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:محمد أبو الفضل إبراهيم،دار المعارف ـ مصر،الطبعة الثانية ١٣٨٧هـ.

● - تاريخ عثمان بن سعيد الدارمي: للحافظ عثمان بن سعيد الدارمي(٢٨٠هـ)،ت:أحمد محمد نور سيف،دار المأمون للتراث ـ بيروت.

● - تاريخ العلماء والرواة للعلم بالأندلس: للحافظ أبي الوليد عبد الله بن محمد بن يوسف الأزدي المعروف بابن الفرضي(٤٠٣هـ)،ت:السيد عزت العطار الحسيني،مطبعة المدني ـ القاهرة،الطبعة الثانية ١٤٠٨هـ.

● - التاريخ الكبير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري(١٩٤هـ/٢٥٦هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت .

- التاريخ الكبير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الثانية ١٤١٩هـ.
- التاريخ الكبير المعروف بتاريخ ابن أبي خيثمة: للحافظ أبي بكر أحمد بن أبي خيثمة (١٨٥هـ/٢٧٧هـ)،ت:صلاح بن فتحي هلل،الفاروق الحديثة للطباعة والنشر ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ .
- تاريخ المدينة المنورة: للحافظ أبي زيد عمر بن شبه النميري المصري(٢٦٢هـ)،ت:فهيم محمد شلتوت،تم طبعه ونشره على نفقة حبيب محمود أحمد .
- تاريخ يحيي بن معين رواية الدوري: للإمام أبي زكريا يحيي بن معين(١٥٨هـ/٢٣٣هـ)،ت: أحمد محمد نور سيف،جامعة الملك عبد العزيز ـمكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.
- تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: للإمام أبي زكريا يحيي بن معين(١٥٨هـ/٢٣٣هـ)، ت: عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـبيروت .
- تأويل مختلف الحديث: للحافظ أبي محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري(٢٧٦هـ)، ت:محمد محيي الدين الأصفر،المكتب الإسلامي ـبيروت،الطبعة الثانية ١٤١٩هـ.
- تبصير المنتبه بتحرير المشتبه: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:محمد علي النجار،المؤسسة المصرية العامة .
- تبليغ البشرى بأحاديث داريا الكبرى: للعلامة محمد بن طولون(٩٥٣هـ)،ت:رياض حسين عبد اللطيف الطائي،دار النوادر ـدمشق، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- تبيين الحقائق: للعلامة فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي(٧٤٣هـ)،المطبعة الكبرى الأميرية ـمصر، الطبعة الأولى ١٣١٥هـ.
- تبيين الحقائق: للعلامة فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي (٧٤٣هـ)، مكتبة امدادية ـملتان باكستان .
- تبيين العجب بما ورد في فضل رجب: للحافظ أبي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)،ت:أبو أسماء إبراهيم بن إسماعيل آل عصر،دار الكتب العلمية ـبيروت .
- تجريد أسماء الصحابة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ /٧٤٨)،دار المعرفة ـبيروت .

● -التحبير لإيضاح معاني التيسير: للعلامة محمد إسماعيل الأمير الصنعاني(١٠٩٩هـ/١١٨٢هـ)، ت:محمد صبحي بن حسن حلاق،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤٣٣هـ.

● - تحذير الخواص: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:محمد بن لطفي الصباغ،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٤هـ.

● - تحفة الأبرار بنكت الأذكار: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:محيى الدين مستو،مكتبة دار التراث ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤٠٧هـ.

● - تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي: للعلامة أبي العلي محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفوري (١٣٥٣هـ)،ت: عبدالوهاب عبداللّطيف،دار الفكر ـ بيروت.

● - تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف: للحافظ جمال الدين أبي الحجاج يوسف المزي (٦٥٤هـ/٧٤٢هـ)، ت:عبد الصمد شرف الدين،المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الثانية١٤٠٣هـ.

● -تحفة الذاكرين: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشوكاني(١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،ت:سيد إبراهيم،علي حسن،إبراهيم المصري،دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة١٤٢٥هـ.

● -تحفة السلاك في فضائل السواك: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد المعروف بالزاهد (٨١٩هـ)، ت:راشد بن عامر بن عبد الله الغفيلي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٣٦هـ.

● - تحفة الصديق: للعلامة أبي القاسم علي بن بلبان المقدسي(٦٨٤هـ)،ت:محيي الدين مستو،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.

● - تحفة المحتاج بشرح المنهاج: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:سيد بن محمد السناري،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة١٤٣٧هـ.

● - تحفة المخلصين بشرح عدة الحصن الحصين: للعلامة أبي عبد الله محمد بن عبد القادر الفاسي (١١١٦هـ)،ت:محمد بن عزوز،دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤٢٨هـ.

● - تحفة المسؤول في شرح مختصر منتهى السول: للعلامة أبي زكريا يحيى بن موسى الرهوني (٧٧٤هـ أو٧٧٥هـ)،ت:يوسف الأخضر القيم،دار البحوث للدراسات الإسلامية وإحياء التراث ـ دبي،الطبعة الأولى١٤٢٢هـ.

● - تحفة النبلاء من قصص الأنبياء: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/ ٨٥٢هـ)،ت:غنيم بن عباس بن غنيم،مكتبة الصحابة ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

- تحفة النساك في فضائل السواك: للعلامة عبد الغني الميداني الدمشقي (١٢٢٢هـ)،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت.
- التحقيق في أحاديث الخلاف: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي(٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:مسعد عبد الحميد محمد السعدني،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- التحقيق والبيان في شرح البرهان: للعلامة علي بن إسماعيل الأبياري (٥٥٧هـ/٦١٨هـ)،ت:علي بن عبد الرحمن الجزائري،إدارة شؤون الإسلامية ـ دولة قطر،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.
- تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في تفسير الكشاف: للحافظ جمال الدين أبي محمد عبد الله بن يوسف الزيلعي الحنفي(٧٦٢هـ)،ت:سلطان بن فهد،دار ابن خزيمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- التدبيرات الإلهية في في إصلاح المملكة الإنسانية: للعلامة أبي بكر محمد بن علي بن محمد المعروف بابن العربي(٥٦٠هـ/٦٣٨هـ)،ت:عاصم إبراهيم الكيالي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي، مكتبة الكوثر ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤١٥هـ.
- التدوين في أخبارقزوين: للحافظ أبي القاسم عبد الكريم بن محمد الرافعي القزويني،ت: عزيز الله العطاردي،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة١٤٠٨هـ.
- التذكار في أفضل الأذكار: للعلامة محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري القرطبي (٦٧١هـ)،ناشره محمد أمين الخانجي،الطبعة الأولى ١٣٥٥هـ.
- تذكرة الحفاظ: للحافظ أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:حمدي عبدالمجيد،دارالصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- تذكرة الحفاظ: للحافظ أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:زكريا عميرات،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- التذكرة الحمدونية: للعلامة محمد بن حسن بن محمد بن علي بن حمدون(٥٦٢هـ)،ت:إحسان عباس وبسكر عباس،دار صادر ـ بيروت،الطبعة الأولى١٩٩٦ء.

- التذكرة في الاحاديث المشتهـرة: للحافظ بدرالدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله بهادر الزركشي (٧٤٥هـ/٧٩٤هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٦هـ.
- تذكرة الموضوعات:للعلامة محمد طاهر بن علي الفتني (٩١٠هـ/٩٨٦هـ)،دار إحياء التراث العربي ـبيروت،الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.
- تذكرة الموضوعات: للعلامة محمد طاهر بن علي الفتني (٩١٠هـ/٩٨٦هـ)،كتب خانه مجيديه ـ ملتان،باكستان.
- تذكرة الواعظين: للعلامة محمد جعفر،مطبع محمدي، بمبئي.
- الترجيح لحديث صلاة التسبيح: للحافظ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر عبد الله الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:محمود سعيد ممدوح،دار البشائر الإسلامية ـبيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٩هـ.
- الترغيب في الدعاء: للحافظ ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد المقدسي (٥٦٩هـ/٦٤٣هـ)،ت:فواز أحمد زمرلي،دار ابن حزم ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- الترغيب والترهـيب: للحافظ عبدالعظيم بن عبد القوي المنذري (٥٨١هـ/٦٥٦هـ)،ت:إبراهيم شمس الدين،دارالكتب العلمية ـبيروت،الطبعةالثانية ١٤٢٤هـ.
- الترغيب والترهـيب: للحافظ عبدالعظيم بن عبد القوي المنذري (٥٨١هـ/٦٥٦هـ)،دار ابن حزم ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- الترغيب والترهيب: للحافظ عبد العظيم بن عبد القوي المنذري (٥٨١هـ/٦٥٦هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،مكتبة المعارف ـرياض،الطبعة ١٤٢٤هـ.
- الترغيب والترهيب: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني (٤٥٧هـ/٥٣٥هـ)،ت:أيمن بن صالح بن شعبان،دار الحديث ـالقاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- التسلي والاغتباط بثواب من تقدم من الأفراط: للحافظ عبد المؤمن بن خلف الدمياطي (٦١٣هـ/٧٠٥هـ)،ت:مجدي السيد إبراهيم،مكتبة القرآن.
- تسمية مشايخ أبي عبد الرحمن النسائي الذين سمع منهم: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/٣٠٣هـ)،ت:الشريف حاتم العوني،دار عالم الفوئد ـمكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

● - تسهيل السبيل إلى كشف الالتباس مما دار من الأحاديث بين الناس: للعلامة محمد غرس الدين الأنصاري الخليلي (١٠٥٧هـ)، مخطوط.

● - تصفية القلوب من أدران الأوزار والذنوب: للعلامة يحيى بن حمزة بن علي الذماري (٦٦٩هـ/ ٧٤٩هـ)، ت: حسن محمد مقبولي الأهدل، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤١٥هـ.

● - تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت: إكرم الله إمداد الحق، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

● - تعظيم قدر الصلاة: للحافظ أبي عبد الله محمد بن نصر المروزي (٢٠٢هـ/٢٩٤هـ)، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، مكتبة الدار ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - التعليق الكبير: للقاضي أبي يعلى محمد بن الحسين بن محمد البغدادي الحنبلي (٣٨٠هـ/٤٥٨هـ)، ت: محمد بن فهد بن عبد العزيز الفريح، دار النوادر ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٣٥هـ.

● - التعليقات الحافلة على الأجوبة الفاصلة بذيل الأجوبة الفاضلة للأسئلة العشرة الكاملة: للشيخ عبد الفتاح أبو غدة (١٣٣٦هـ/١٤١٧هـ)، دار السلام ـ القاهرة، الطبعة الخامسة ١٤٢٨هـ.

● - التعليقات الحافلة على الأجوبة الفاضلة: للشيخ عبد الفتاح أبو غدة (١٣٣٦هـ/١٤١٧هـ)، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ حلب، الطبعة ١٤٢٦هـ.

● - تعليم المتعلم: للعلامة برهان الدين الزرنوجي، ت: مروان قباني، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

● - تغليق التعليق على صحيح البخاري: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت: سعيد عبد الرحمن موسى القزفي، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - تفسير ابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي (٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)، ت: أسعد محمد الطيب، مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - تفسير ابن كثير: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (٧٠٠هـ /٧٧٤هـ)، ت: محمد حسين شمس الدين، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - تفسير ابن كثير: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (٧٠٠هـ /٧٧٤هـ)، ت: سامي بن محمد سلامة، دار طيبة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

- تفسير ابن منذر: للحافظ أبي بكر محمد بن إبراهيم بن المنذر النيسابوري(٣١٨هـ)،ت:سعد بن محمد السعد،دار المآثر ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- تفسير الخازن: للعلامة علاء الدين علي بن محمد بن إبراهيم المعروف بالخازن (٦٧٨هـ/٧٤١هـ)، ت:عبد السلام محمد علي شاهين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- تفسير روح البيان: للعلامة إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي (١١٢٧هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.
- تفسير روح البيان: للعلامة إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي (١١٢٧هـ)،مطبعة العثمانية ـ إستانبول،الطبعة ١٣٣١هـ.
- تفسير سفيان الثوري: للإمام أبي عبد الله سفيان بن سعيد بن مسروق الثوري(٩٧هـ/١٦١هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- تفسير السمرقندي المسمى بحر العلوم: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي (٣٧٣أو ٣٧٥هـ)،ت:علي محمد معوض،عادل أحمد عبد الموجود،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- تفسير الشعراوي: للعلامة محمد متولي الشعراوي (١٤١٨هـ)،ت:أحمد عمر هاشم،دار أخبار اليوم.
- تفسير غرائب القرآن: للعلامة نظام الدين حسن بن محمد القمي النيسابوري(المتوفى بعد ٨٥٠هـ)، ت:زكريا عميرات،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.
- تفسير مظهري: للعلامة محمد ثناء الله المظهري(١٢٢٥هـ)،ت:غلام نبي التونسوي،مكتبة الرشيد ـ الباكستان،الطبعة ١٤١٢هـ.
- تفسير النسفي (مدارك التنزيل):للإمام أبي البركات عبد الله بن أحمد النسفي (٧١٠هـ)،ت:يوسف علي بديوي،دار الكلم الطيب ـ بيروت،الطبعة ١٤١٩هـ.
- تقريب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:محمد عوامة،دار الرشيد ـ سوريا،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.
- تكملة الإكمال: للحافظ معين الدين محمد بن عبد الغني المعروف بابن نقطة الحنبلي(٦٢٩هـ)، ت:عبد القيوم عبد رب النبي،مركز الإحياء التراث الاسلامي ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- تكملة البحر الرائق: للعلامة محمد بن حسين بن علي الطوري(١١٣٨هـ)،ت:زكريا عميرات، مكتبة رشيدية ـ كوئته ـ باكستان.

- -التكميل في الجرح والتعديل: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:شادي بن محمد بن سالم آل نعمان،مكتبة ابن عباس ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
- -تلبيس إبليس: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أحمد بن عثمان المزيد،دار الوطن .
- - التلخيص الحبيرفي تخريج أحاديث الرافعي الكبير: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- - التلخيص الحبيرفي تخريج أحاديث الرافعي الكبير: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:أبو عاصم حسن بن عباس بن قطب،مؤسَّسَة قرطبة ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- - تلخيص العلل المتناهية: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبو عبيد محفوظ الرحمن زين الله،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٠هـ.
- - تلخيص كتاب الموضوعات: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبو تميم ياسربن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- - تلخيص المتشابه في الرسم: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/ ٤٦٣هـ)،ت:سكينة الشهابي ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٩٨٥ء .
- - تلخيص المستدرك بذيل المستدرك على الصحيحين: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي،دار المعرفة ـ بيروت .
- - التمهيد: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري(٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.
- -التمييز: للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري(٢٠٦هـ/٢٦١هـ)،ت:محمد مصطفى الأعظمي،شركة الطباعة العربية ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٠٢هـ.

- تمييز ثقات المحدثين وضعفائهم وأسمائهم وكناهم: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله بن عبد الرحيم المصري المعروف بابن البرقي(٢٤٩هـ)،ت:عامر حسن صبري التميمي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- تمييز الطيب من الخبيث: للعلامة أبو محمد عبد الرحمن بن علي بن محمد الشيباني الشافعي الأثري المعروف بابن الدِيْبَع(٨٦٦هـ/٩٤٤هـ)،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٥هـ.
- تمييز الطيب من الخبيث: للعلامة أبو محمد عبد الرحمن بن علي بن محمد الشيباني الشافعي الأثري المعروف بابن الدِيْبَع(٨٦٦هـ/٩٤٤هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٨هـ.
- التنبيه على مشكلات الهداية: للعلامة صدر الدين ابن أبي العز(٧٩٢هـ)،ت:أنور صالح أبو زيد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- تنبيه الغافلين: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣ أو ٣٧٥هـ)،ت:يوسف علي بديوي،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢١هـ.
- تنبيه الغافلين: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣ أو ٣٧٥هـ)،ت:يوسف علي بديوي،ت:عبد اللطيف حسن عبد الرحمن،دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- تنبيه الغافلين: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣ أو ٣٧٥هـ)،مترجم:عبد المجيد أنور،مكتبة الحرمين ـ لاهور،باكستان.
- تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأحاديث الشنيعة الموضوعة: للعلامة أبي الحسن علي بن محمد بن عَرّاق الكتاني (٩٠٧هـ/٩٦٣هـ)،ت: عبد الوهاب عبد اللطيف و عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.
- تنقيح التحقيق في أحاديث التعليق: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:مصطفى أبو الغيط عبد الحي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- تنقيح التحقيق في أحاديث التعليق: للحافظ شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي المقدسي الحنبلي(٧٠٥هـ/٧٤٤هـ)،ت:سامي بن محمد وعبد العزيز بن ناصر،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

● - التنوير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد إسماعيل الأمير الصنعاني(١٠٩٩هـ/١١٨٢هـ)، ت:محمد إسحاق محمد إبراهيم،مكتبة دار السلام ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

● - تنوير الغبش في فضل السودان والحبش: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي(٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:مرزوق علي إبراهيم،دارالشريف ـ الرياض، الطبعةالثانية ١٤١٩هـ.

● - التواضع والخمول: للحافظ أبي بكرعبد الله بن محمد بن عبيد ابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/ ٢٨١هـ)، ت:محمد عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - التوضيح بشرح الجامع الصحيح: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن(٧٢٣هـ/٨٠٤ هـ)،ت:خالد محمود الرباط،دار النوادر ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

● - توضيح المشتبة: شمس الدين محمد بن عبد الله بن محمد القيسي الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:محمد نعيم العرقسوسي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٦هـ.

● -تهذيب الآثار: للإمام لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري(٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:أبو فهر محمود محمد شاكر،مطبعة المدني ـ القاهرة.

● - تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت: إبراهيم زيبق وعادل مرشد،مؤسَّسَة الرسالة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

● - تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)، ت:عادل أحمد وعلي محمد معوض،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)، مطبعة دائرة المعارف النظامية ـ الهند،الطبعة الأولى١٣٢٦هـ.

● - تهذيب الكمال في أسماء الرجال: للحافظ جمال الدين أبي الحجاج يوسف المِزِّي (٦٥٤هـ/ ٧٤٢هـ)،ت:الشيخ أحمد علِيّ عبيد وحسن أحمد آغا،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.

● - تهذيب الكمال في أسماء الرجال: للحافظ جمال الدين أبي الحجاج يوسف المِزِّي(٦٥٤هـ /٧٤٢هـ)،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

- تهذيب اللغة: للعلامة أبي منصور محمد بن أحمد الهروي الأزهري اللغوي (٢٨٢هـ/٣٧٠)، ت: عبد الكريم ومحمد علي النجار، الدار المصرية للتأليف والترجمة.
- التيسير بشرح جامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي (٩٥٢هـ/١٠٣١هـ)، مكتبة الإمام الشافعي ـ الرياض، الطبعة الثالثة ١٤٠٨هـ.
- التيسير بشرح جامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي (٩٥٢هـ/١٠٣١هـ)، دار الطباعة الخديوية ـ مصر، الطبعة ١٢٨٦هـ.
- الثقات: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البستي (بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن، الطبعة ١٣٩٣هـ.
- الثقات ممن لم يقع في الكتب الستة: للعلامة زين الدين قاسم بن قطلوبغا السودوني الجمالي الحنفي (٨٠٢هـ/٨٧٩)، ت: شادي بن محمد بن سالم آل نعمان، مركز النعمان للبحوث والدراسات الإسلامية وتحقيق التراث والترجمة ـ اليمن، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
- ثلاثة مجالس من أمالي ابن عبد كويه: للعلامة أبي الحسن علي بن يحيى بن جعفر بن عبدكويه الأصبهاني (٤٢٢هـ)، مخطوط من الشاملة.
- جامع الآثار في السير ومولد المختار: للحافظ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر عبد الله الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين (٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)، ت: أبو يعقوب نشأت كمال، دار الفلاح ـ الفيوم، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- جامع الأحاديث (الجامع الصغير وزوائده والجامع الكبير): للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)، ت: عباس أحمد صقر و أحمد عبد الجواد، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.
- جامع الأصول من أحاديث الرسول: للحافظ أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني الجزرِي (٥٤٤هـ/٦٠٦)، ت: محمد حامد الفقي، إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الرابعة ١٤٠٤هـ.
- جامع الأصول: للحافظ أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني الجزري (٥٤٤هـ/٦٠٦)، ت: عبدالقادر الأرنوؤط، مكتبة دار البيان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.
- جامع البيان عن تأويل آي القرآن (التفسير الطبري): للإمام أبي جعفر محمد بن جرير الطبري (٢٢٤هـ/٣١٠هـ)، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

- جامع البيان عن تأويل آي القرآن (التفسير الطبري): للإمام أبي جعفر محمد بن جرير الطبري (٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:رضوان جامع رضوان وأبي عمرو أحمد بن عطية الوكيل،دار ابن الجوزي ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- جامع بيان العلم وفضله: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:أبي الأشبهال الزهيري،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- جامع التحصيل في أحكام المراسيل: للحافظ صلاح الدين خليل بن كيكلدي العلائي (٦٦٤هـ /٧٦١هـ)، ت:حمدي عبد المجيد السلفي،عالم الكتب ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.
- جامع الرسائل: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:محمد رشاد سالم، دار العطاء ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- جامع الرموز شرح مختصر الوقاية المسمى بالنقاية: للعلامة شمس الدين محمد القُهُسْتاني الحنفي،مطبع مظهر العجايب ـ كلكته،الطبعة ١٢٧٤هـ.
- الجامع الصغير في أحاديث البشير النذير: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة التاسعة ١٤٣٨هـ.
- جامع العلوم والحكم: للحافظ عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي (٧٩٥هـ)،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثامنة ١٤١٩هـ.
- الجامع في الأحكام: للإمام عبد الله بن وهب بن مسلم القرشي المصري (١٢٥هـ/١٩٧هـ)، ت:رفعت فوزي عبد المطلب،دار الوفاء ـ منصورة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- الجامع الكبير: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،دار السعادة،الطبعة ١٤٢٦هـ.
- الجامع لأحكام القرآن (تفسير قرطبي): للعلامة محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري القرطبي (٦٧١هـ)،ت:عبدالله بن عبد المحسن،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- الجامع لأخلاق الراوي: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/ ٤٦٣هـ)،ت:محمود الطحان،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة ١٤٠٣هـ.
- جامع المضمرات: للعلامة يوسف بن عمر بن يوسف الكادوري (٨٣٢هـ)،ت:عمر عبد الرزاق حمد الفياض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.
- جامع المعجزات: للشيخ محمد الرَهَاوِي الواعظ،مطبعة نبات المصري .

● - الجَدُّ الحَثِيث في بيان ما ليس بحديث: للعلامة أحمد بن عبد الكريم الغزي العامري (١١٤٣هـ)، ت:فواز أحمد زمرلي،دار ابن حزم ـ بيروت.

● -الجد الحثيث: للعلامة أحمد بن عبد الكريم الغزّي العامري(١١٤٣هـ)،دار الراية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● - الجرح والتعديل: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - الجرح والتعديل: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

● - جزء أبي الجهم: للحافظ أبي الجهم العلاء بن موسى الباهلي(٢٢٨هـ)،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - جزء آدم بن أبي إياس: للحافظ أبي الحسن آدم بن أبي أياس الخراساني المروزي العسقلاني (١٣٢هـ/٢٢١هـ)،مخطوط من الشاملة.

● -الجزء الأول من معجم أسامي مشايخ أبي علي الحداد:رواية أبي الحسن مسعود بن أبي منصور الخياط: للإمام أبي علي حسن بن أحمد بن الحسن الحداد الأصبهاني(٤١٩هـ/٥١٥هـ)، مخطوط، مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي.

● -الجزء الثامن من الفوائد العوالي رواية الحافظ أبي طاهر السلفي: للعلامة أبي عبد الله قاسم بن الفضل الثقفي (٣٩٧هـ/٤٨٩هـ)، مخطوط،مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي.

● - الجزء العشرون من المشيخة البغدادية: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي(٥٧٦هـ)،مخطوط.

● - جزء في فضل رجب:تحت كتاب أداء ماوجب لابن دحية الكلبي: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر(٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:جمال عزون.

● - جزء فيه ذكر أبي القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني: للحافظ يحيى بن عبد الوهاب بن محمد بن إسحاق ابن منده العبدي الأصبهاني(٤٣٤هـ/٥١١)،ت:أبي هاشم إبراهيم بن منصور الهاشمي الأمير،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٢٨هـ.

● - جزء فيه حديث المصيصي لوين: للعلامة أبي جعفر محمد بن سليمان المصيصي(٢٤٦هـ)، ت:أبو عبد الرحمن مسعد بن عبد الحميد السعدني،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

- جزء فيه من تخريج الشيخ علي بن الحسن بن إسماعيل العبدي(٥٢٤هـ/٥٩٩):مخطوط، مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي .
- الجزء فيه من حديث أبي الطيب الحوراني تحت كتاب سلوك طريق السلف: للحافظ أبي الطيب محمد بن حميد بن محمد الكلابي الحوراني (٣٤١هـ)،ت:أبو عبد الله حمزة الجزائري، الدار الأثرية ـ أردن،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- جزء فيه من حديث الفقيه أبي القاسم الشهرزوري عن شيوخه: للعلامة أبي القاسم عبد العزيز بن علي الشهرزوري المالكي (٤٢٧هـ)،مخطوط .
- الجزء فيه من فوائد أبي علي عبد الرحمن بن محمد: للعلامة أبي علي عبد الرحمن بن محمد بن أحمد النيسابوري (٤٢٠هـ)،مخطوط.
- الجزء من فوائد حديث أبي ذر الهروي: للحافظ أبي ذر عبد بن محمد بن أحمد الهروي المعروف بابن السماك(٤٣٤هـ)،ت:أبي الحسن سمير بن حسين،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.
- الجعفريات: رواية محمد بن محمد بن الأشعث الكوفي،ت:مشتاق صالح المظفر،دار الكتب والوثائق ـ العراق،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.
- جلاء الأفهام في فضل الصلاة على محمد خير الأنام: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:شعيب الأرناؤوط وعبد القادر الأرناؤوط، دار العروبة ـ الكويت،الطبعة الثانية١٤٠٧هـ.
- الجليس الصالح الكافي: للحافظ أبي الفرج المعافى بن زكريا بن يحيى المعروف بابن طرار الجريري النهرواني(٣٩٠هـ)،ت:عبد الكريم سامي الجندي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.
- جمع الجوامع: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،دار السعادة ـ الأزهر،الطبعة١٤٢٦هـ.
- جمع الوسائل: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،دار المعرفة ـ بيروت .
- الجواب الكافي: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:عمرو عبد المنعم بن سليم،مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

● - الجواهر المضية في طبقات الحنفية: للعلامة محيى الدين أبي محمد عبد القادر بن محمد القرشي المصري الحنفي (٦٩٦هـ/٧٧٥هـ)،دائرة المعارف النظامية ـ الهند،حيدر آباد الدكن .

● - الجوهرة في نسب النبي وأصحابه العشرة: للعلامة محمد بن أبي بكر بن عبد الله بن موسى الأنصاري البري (٥٩٦هـ/ ٦٨٠)، ت:محمد التونجي،دار الرفاعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

● - الجوهرة النيرة: للعلامة أبي بكر بن علي الحداد(٨٠٠هـ)،ت:إلياس قبلان،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

● - الجوهر النقي على سنن البيهقي: للحافظ علاء الدين أبي الحسن علي بن عثمان ابن التركماني الحنفي(٦٣٥هـ/ ٧٥٠)،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن،الطبعة الأولى ١٣٥٦هـ.

● - حاشية ابن عابدين: للعلامة محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز المعروف بابن عابدين الدمشقي الحنفي(١١٩٨هـ/١٢٥٢هـ)،ت:عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض، دار عالم الكتب ـ الرياض،الطبعة ١٤٢٣هـ.

● - حاشية الشهاب: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر المصري الخفاجي(٩٧٧هـ /١٠٦٩هـ)،دار صادر ـ بيروت .

● - حاشية الطحطاوي على الدر المختار: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي(١٢٣١هـ)، المطبعة المصرية ـ القاهرة،الطبعة ١٢٥٤هـ.

● - حاشية الطحطاوي على الدر المختار: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي(١٢٣١هـ)، مكتبة رشيدية ـ كوئتة .

● - حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي(١٢٣١هـ)، ت:محمد عبد العزيز الخالدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٧هـ.

● - الحاوي الكبير: للقاضي أبي الحسن علي بن محمد البصري الماوَرْدِي(٤٥٠هـ)،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● - الحاوي للفتاوِي: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:عبد اللطيف حسن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٢١هـ.

● - الحاوي للفتاوِي: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:خالد طرطوسي،دارالكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

- الحجة في بيان المحجة وشرح عقيدة أهل السنة: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني (٤٥٧هـ /٥٣٥هـ)،ت:محمد بن محمود أبو رحيم،دار الراية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.
- حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين: للعلامة يوسف بن إسماعيل النبهاني (١٢٦٥هـ/ ١٣٥٠هـ)،ت:عبد الوارث محمد علي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- حديث أبي القاسم الحلبي: للعلامة أبي القاسم إسماعيل بن القاسم بن إسماعيل الحلبي الخياط (٣٧٠هـ)،مخطوط من الشاملة.
- حديث الجويباري في مسائل عبد الله بن سلام:تحت مجموعة أجزاء حديثية: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- حديث الزهري: للحافظ أبي الفضل عبيد الله بن عبد الرحمن البغدادي (٣٨١هـ)،ت:حسن بن محمد بن علي شبالة البلوط،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- حسن الأثر في ما فيه ضعف واختلاف من حديث وخبر وأثر: للعلامة محمد بن درويش بن محمد الحُوت (١٢٠٣هـ/١٢٧٧هـ)،مطبعة الكشاف ـ بيروت،الطبعة ١٣٥٣هـ.
- حسن التنبه لما ورد في التشبه: للعلامة نجم الدين محمد بن محمد بن محمد الغزي (٩٩٧هـ /١٠٦١هـ)،دار النوادر ـ الكويت،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
- حسن الظن بالله: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/ ٢٨٠هـ)،ت:مخلص محمد،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- حصن الحصين: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري (٧٥١هـ/٨٣٣هـ)، ت:عبد الرؤف الكمايى،مكتبة غراس ـ الكويت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- حصن الحصين: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري (٧٥١هـ/٨٣٣هـ)، ت:هيثم طعيمي،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- حلبة المجلي: للعلامة ابن الأمير الحاج (٨٧٩ هـ)،ت:أحمد بن محمد الغلاييني الحنفي، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.
- حلية الأولياء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

● - حلية الأولياء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - حياة الحيوان الكبرى: للعلامة كمال الدين محمد بن موسى بن عيسى بن علي الدميري (٨٠٨هـ)، ت: أحمد حسن بسج، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

● - خزينة الأسرار: للعلامة محمد حقي بن علي بن إبراهيم النازلي (١٣٠١هـ)، المطبعة الخيرية، الطبعة ١٣٠٩هـ.

● - خزينة الجواهر في زينة المنابر: لعلي أكبر بن حسين النهاوندي الشيعي، كاتب: محمد حسن السبزواري، دون ذكر مطبع، سنة ١٣٥٨هـ.

● - الخصائص الكبرى: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الخامسة ١٤٣٨هـ.

● - خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر: للعلامة محمد أمين بن فضل الله بن محب الله بن محمد المحبي الحموي (١٠٦١هـ/١١١١هـ)، المطبعة الوهبية ـ مصر، الطبعة ١٢٨٤هـ.

● - خلاصة الأقوال في معرفة الرجال: لأبي منصور حسن بن يوسف بن علي الحلي الأسدي (٦٤٨هـ/٧٢٦هـ)، ت: جواد القيومي، مؤسسة نشر الفقاهة ـ قم، الطبعة ١٤٣١هـ.

● - خلاصة البدر المنير: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن (٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، مكتبة الرشد ـ الرياض.

● - الخلافيات بين الإمامين: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)، الروضة للنشر والتوزيع ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

● - الخلعيات: للعلامة القاضي أبو الحسن علي بن الحسن بن الحسين الخلعي (٤٠٥ هـ/٤٩٢هـ)، ت: أحمد بن حسن الشيرازي، مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

● - الداء والدواء: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)، ت: محمد أجمل الإصلاحي، دار عالم الفوائد ـ مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

● - الدراية: للحافظ أبي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)، ت: عبدالله هاشم اليماني، دار المعرفة ـ بيروت.

● - الدرة الغراء في نصيحة السلاطين والقضاة والأمراء: للعلامة محمود بن إسماعيل الخَيْربَيْتي (٨٤٣هـ)، مخطوط من الشاملة.

● - درة الناصحين: للعلامة عثمان بن حسن بن أحمد الشاكر الخوبوي الرومي الحنفي (١٢٤١هـ)، فيضي كتب خانه ـ كوئته.

● - الدر الثمين والمورد المعين: للعلامة محمد بن أحمد ميارة المالكي،ت:عبدالله المنشاوي، دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٢٩هـ.

● - الدر المختار: للعلامة علاء الدين محمد بن علي بن محمد الحصكفي (١٠٨٨هـ)،ت:عبد المنعم خليل إبراهيم،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

● - الدر المنثور في التفسير بالمأثور: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/ ٩١١هـ)،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي،مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

● - الدرر الحسان في البعث ونعيم الجنان على هامش دقائق الأخبار للقاضي عبد الرحيم: المنسوب إلى الحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،الحرمين ـ اندونيسيا،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

● - درر الحكام: للعلامة ملا خسرو (٨٨٥ هـ)،مير محمد كتب خانة ـ كراتشي،باكستان.

● - الدرر في اختصار المغازي والسير: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨ هـ/٤٦٣هـ)،ت:شوقي ضيف،دار المعارف ـ القاهرة،الطبعة الثانية ١٤٠٣هـ.

● - الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/ ٩١١هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● - الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة: للعلامة جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/ ٩١١هـ)،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي، مركز هجر ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٣٢٤هـ.

● - الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:محمد بن لطفي الصباغ،عمادة شؤون المكتبات ـ الرياض.

- -الدر المنضود: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:بوجمعة عبد القادر مكري ومحمد شادي مصطفى،دار المنهاج ـ جده، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ .
- -الدر المنظوم من كلام المصطفى المعصوم: للحافظ أبي عبد الله علاء الدين مغلطاي بن قُلَيْج بن عبد الله البَكْجَرِي الحَكْرِي الحنفي (٦٨٩هـ/٧٦٢ هـ)،ت:حسن عبجي .
- -الدر النظيم في خواص القرآن العظيم: للعلامة أبي محمد عبد الله بن أسعد اليمني اليافعي،المكتبة العلامية ـ مصر .
- -دستور العلماء أو جامع العلوم في اصطلاحات الفنون: للعلامة القاضي عبد النبي بن عبد الرسول، ت:حسن هاني فحص،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- -الدعوات الكبير: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:بدر بن عبد الله البدر،غراس للنشر والتوزيع ـ الكويت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- -دقائق الأخبار فى ذكرالجنة والنار: المنسوب إلى العلامة عبد الرحيم بن أحمد،المطبعة الميمنية ـ مصر،الطبعة١٣٠٦هـ.
- -دقائق الأخبار فى ذكرالجنة والنار: المنسوب إلى العلامة عبد الرحيم بن أحمد،مطبع قيومي ـ كانبور،الطبعة ١٣١٥هـ.
- -دقائق الأخبار فى ذكرالجنة والنار: المنسوب إلى العلامة عبد الرحيم بن أحمد،الحرمين ـ الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.
- -دلائل الخيرات وشوارق الأنوار: للعلامه أبي عبد الله محمد بن سليمان الجزولي(٨٧٠ هـ)، مطبعة مصطفى البابي الحلبي ـ مصر،الطبعة١٣٥٦هـ.
- -دلائل النبوة: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:محمد رواس قلعه جي،دار النفائس ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٦هـ.
- -دلائل النبوة: للحافظ أبي العباس جعفر بن محمد بن المعتز المستغفري النسفي(٣٥٠هـ/٤٣٢هـ)، ت:محمد بن فارس السلوم دار النوادر ـ بيروت الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- -دلائل النبوة: للإمام أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:الدكتور عبد المعطي قلعجي،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● - دلائل النبوة: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني(٤٥٧هـ/ ٥٣٥هـ)،ت:محمد بن محمد الحداد،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - الديباج: للحافظ أبي القاسم إسحاق بن إبراهيم الختلي(٢٨٣هـ)،ت:إبراهيم صالح،دار البشائر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٤ء.

● - ديوان الضعفاء: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة،الطبعة ١٣٨٧هـ.

● - الذخيرة: للعلامة شهاب الدين أحمد بن إدريس القرافي(٦٨٢هـ)،ت:محمد حجي،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٤ء.

● - ذخيرة الحفاظ: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت: عبدالرحمن الفريوائي،دار السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

● - الذرية الطاهرة النبوية: للحافظ أبي بشر محمد بن أحمد بن حماد الدولابي (٢٢٤هـ/٣١٠هـ)، الدار السلفية ـ الكويت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

● - ذريعة الوصول إلى جناب الرسول: للعلامة المخدوم محمد هاشم السندهي(١١٠٤هـ/١١٧٤هـ)، مترجم: علامة محمد يوسف لدهيانوي الشهيد،مكتبة لدهيانوي ـ كراتشي.

● - ذكر الأقران: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد الأصبهاني(٣٦٩هـ)،ت:مسعد عبد الحميد محمد السعدني،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - ذكر من اختلف العلماء ونقاد الحديث فيه: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين (٢٩٧هـ/ ٣٨٥هـ)،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - ذم الدنيا: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)،ت: فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار أطلس الخضراء ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

● - ذم الكلام وأهله: للحافظ أبي إسماعيل عبد الله بن محمد بن علي الهروي الأنصاري(٣٩٦هـ/ ٤٨١هـ)،ت:عبد الرحمن بن عبد العزيز الشبل،مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة.

● - ذم الملاهي: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:عمرو عبد المنعم سليم،مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

● - ذم الهوى: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:خالد عبد اللطيف،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● -ذيل تاريخ بغداد: للحافظ أبي عبد الله محمد بن محمود بن الحسن البغدادي المعروف بابن النجار (٥٧٨هـ/٦٤٣هـ)،ت:مصطفى عبد القادر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.

● - ذيل ديوان الضعفاء: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ المكة المكرمة .

● - ذيل اللآلئ المصنوعة: للعلامة جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيُوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:زياد نقشبندي،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

● - ذَيل اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيُوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،المكتبة الأثرية ـ شيخو بوره،الطبعة ١٣٠٣هـ.

● - ذيل ميزان الاعتدال: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/ ٨٠٦هـ)،ت:عبد القيوم عبد رب النبي،إحياء التراث الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - ذيل ميزان الاعتدال: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي (٧٢٥هـ/ ٨٠٦هـ)،ت:أبو رضا الرفاعي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

● - ربيع الأبرار: للعلامة أبي القاسم محمود بن عمر الزمخشري(٤٦٧هـ/٥٣٨هـ)،ت:عبد الأمير مهنا، مؤسسة العلمي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● - رجال الكشي: لشيخ الإمامية أبي عمرو محمد بن عمر بن عبد العزيز الكشي،مؤسسة الأعلمي للمطبوعات ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

● - رجال النجاشي: لأبي العباس أحمد بن علي بن أحمد الأسدي الكوفي النجاشي (٣٧٢هـ/٤٥٠هـ)، شركة الأعلمي للمطبوعات ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

● - الرحمة في الطب والحكمة: منسوب إلى الإمام السيوطي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ٢٠١٠ء.

● - الرد علي البكرِي: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:عبد الله دحين، دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - رد المحتار علي الدر المختار يعرف بحا شية ابن عابدين: للإمام محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدِمَشْقِي(١١٩٨هـ/ ١٢٥٢هـ)،دار عالم الكتب ـ الرياض،الطبعة ١٤٢٣هـ.

● - الردود والنقود شرح مختصر ابن الحاجب: للعلامة أكمل الدين أبي عبد الله محمد بن محمد بن محمود الحنفي البابرتي(نحو ٧١٠هـ/٧٨٦هـ)،ت:ترحيب بن ربيعان الدوسري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

● -الرسالة القشيرية: للعلامة أبي القاسم عبد الكريم بن هوازن القشيري(٤٦٥هـ)،ت:عبد الحليم محمود ومحمود بن الشريف،المكتبة التوقيفية ـالقاهرة .

● -الرسالة القشيرية: للعلامة أبي القاسم عبد الكريم بن هوازن القشيري(٤٦٥هـ)،ت:عبد الحليم محمود ومحمود بن الشريف،دار المعارف ـالقاهرة .

● -الرسالة المغنية في السكوت ولزوم البيوت: للعلامة أبو علي حسن بن أحمد بن عبد الله الحنبلي (٤٧١هـ)،ت:عبد الله بن يوسف الجديع،دار العاصمة ـالرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● -رسائل البركوي: للعلامة محمد بن بير علي بن إسكندر الرومي البركوي(٩٨٠هـ)،ت:أحمد هادي القصار،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ٢٠١١ء .

● -رسائل: للشاه ولي الله الدهلوي(١١٧٤هـ)،مترجم:محمد فاروق القادري،تصوف فاؤنديشن ـلاهور ـباكستان،الطبعة ١٤٢٠هـ.

● -الرصف لما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم من الفعل والوصف: للعلامه غياث الدين محمد بن محمد ابن العاقولي (٧٣٣هـ/٧٩٧هـ)،مؤسسة الرسالة ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ .

● -الرقة والبكاء: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/ ٢٨٠هـ) محمد خير رمضان يوسف،دار ابن حزم ـبيروت،الطبعة الثالثة ١٤١٩ هـ.

● -الرقة والبكاء: للحافظ موفق الدين عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي(٥٤١هـ/٦٢٠هـ)، ت:محمد خير رمضان يوسف،دار القلم ـدمشق،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

● -روح البيان: للعلامة إسماعيل حقي الإستنبولي(١١٢٧هـ)،دار إحياء التراث العربي ـبيروت .

● -روح المعاني في تفسير قرآن العظيم والسبع المثاني: للعلامة أبي الفضل شهاب الدين السيد محمود الآلوسي البغدادي(١٢١٧هـ/١٢٧٠هـ)،ت:علي عبد الباري عطية،دار الكتب العلمية ـبيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

● - روح المعاني في تفسير قرآن العظيم و السبع المثاني: للعلامة أبي الفضل شهاب الدين السيد محمود الآلوسي البغدادي (١٢١٧هـ/ ١٢٧٠هـ)،إحياء التراث العربي ـبيروت .

● -روض الأخيار المنتخب من ربيع الأبرار: للعلامة محيى الدين محمد بن قاسم بن يعقوب الأماسي (٩٤٠هـ)،دار القلم العربي ـحلب،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

● -روض الرياحين في حكايات الصالحين: للعلامة عفيف الدين عبد الله بن أسعد اليافعي(٧٦٨هـ)، ت:محمد عزت،المكتبة التوقيفية .

● - الروض المعطار: للمؤرخ محمد بن عبد المنعم الحميري (٧٢٧هـ)، ت: إحسان عباس، مكتبة لبنان.

● - روضة العقلاء: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البستي (بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)، ت: محمد محيي الدين عبد الحميد، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

● - روضة العلماء ونزهة الفضلاء: للعلامة أبي علي حسين بن يحيي الزندويستي البخاري الحنفي (٢٨٢هـ)، ت: بشير برمان، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٤٢هـ.

● - روضة المحبين: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)، ت: أحمد شمس الدين، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

● - رياضة المتعلمين: للحافظ أبي بكر أحمد بن محمد بن إسحاق الدينوري المعروف بابن السني (٣٦٤هـ)، ت: نظام محمد صالح يعقوبي، دار النوادر ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

● - زاد المعاد في هديِ خير العباد: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)، ت: شعيب الأرنوؤط وعبدالقادر الأرنوؤط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة السابعة وعشرون ١٤١٥هـ.

● - الزواجر عن اقتراف الكبائر: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)، مطبعة حجازي ـ القاهرة، الطبعة ١٣٥٦هـ.

● - الزواجر عن اقتراف الكبائر: للحافظ أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)، ت: محمد محمود عبدالعزيز، سيد إبراهيم صادق، جمال ثابت، دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة ١٤٢٣هـ.

● - زوائد ابن ماجة: للإمام أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البوصيري (٧٦٢هـ/٨٤٠هـ)، ت: محمد مختار حسين، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● - الزهد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)، ت: محمد عبد السلام شاهين، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - الزهد: للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني (٢٠٢هـ/٢٧٥هـ)، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، دار المشكاة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● - الزهد: للإمام أبي سفيان وكيع بن الجراح بن مليح الكوفي (١٢٩هـ/١٩٧هـ)، ت: عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي، مكتبة الدار ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

- الزهد والرقائق: للإمام عبد الله بن المبارك(١٨١هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت .
- الزهر الفائح في ذكر من تنزه عن الذنوب والقبائح: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري(٧٥١هـ/٨٣٣هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.
- الزهر النضرفي حال الخضر: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/ ٨٥٢ هـ)،ت:صلاح الدين مقبول أحمد،مجمع البحوث الإسلامية ـ دهلي،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- الزيادات على الموضوعات: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:رامز خالد حاج حسن،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- سبل الهدى والرشاد: للعلامة محمد بن يوسف الصالحي الشامي(٩٤٢هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.
- السراج المنير في الإعانة على معرفة بعض معاني كلام ربنا الحكيم الخبير: للعلامة شمس الدين محمد بن أحمد الخطيب الشربيني(٩٧٧هـ)،المطبعة المصرية ـ بولاق .
- السر المكتوم في الفرق بين المالين المحمود والمذموم: للحافظ شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السخاوي(٨٣١هـ/٩٠٢هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،مكتبة وتسجيلات دار الإمام مالك ـ أبو ظبي،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- سفر السعادة: للعلامة أبي طاهر مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروز آبادي(٧٢٩هـ/٨١٦أو٨١٧هـ) ت: احمدعبدالكريم السايح و عمر يوسف حمزه، مركز الكتاب ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة: للشيخ أبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني(١٣٤٤هـ/١٤٢٠هـ)،دار المعارف ـ الرياض .
- سنن ابن ماجه: للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني المعروف بابن ماجه(٢٠٩هـ/٢٧٣هـ)، ت:محمد فؤاد عبد الباقي دار إحياء الكتب العربية ـ حلب .
- سنن ابن ماجه: للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني المعروف بابن ماجه (٢٠٩هـ/٢٧٣هـ)، ت:شعيب الأرنؤوط،دار الرسالة العالمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

● - سنن أبي داود: للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني (٢٠٢هـ/٢٧٥هـ)، ت:شعيب الأرنؤوط، دار الرسالة العالمية ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

● - سنن الترمذي: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمى الترمذى الضرير (٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)، ت:إبراهيم عطوه عوض، مطبعة مصطفي البابي ـ القاهرة، الطبعة الثانية ١٣٩٨هـ.

● - سنن الترمذي: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمى الترمذي الضرير (٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)، ت:بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - سنن الدار قطني: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارقطني (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)، ت:شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

● - سنن الدارمي: للإمام أبي محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل السمرقندي التيمي الدارمي (١٨١هـ/٢٥٥هـ)، ت:حسين سليم أسد الداراني، دار المغني ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - السنن الكبرى: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)، ت:محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

● - السنن الكبرى: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/٣٠٣هـ)، ت:حسن عبد المنعم شلبي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - السنن الواردة في الفتن: للحافظ أبي عمرو عثمان بن سعيد بن عثمان الأموي الداني (٣٧١هـ/٤٤٤هـ)، ت:رضاء الله بن محمد إدريس المباركفوري، دار العاصمة ـ الرياض.

● - السنن والأحكام عن المصطفى عليه أفضل الصلاة والسلام: للإمام ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد الحنبلي المقدسي (٥٦٧هـ/٦٤٣هـ)، ت:أبو عبد الله حسين بن عكاشة، دار ماجد عيري ـ جدة، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - السواك وما أشبه ذاك: للحافظ شهاب الدين أبي القاسم عبد الرحمن بن إسماعيل بن إبراهيم المقدسي الشافعي المعروف بأبي شامة (٥٩٩هـ/٦٦٥هـ)، ت:أحمد العيسوي وأبو حذيفة إبراهيم بن محمد، دار الصحابة للتراث ـ بطنطا، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

● - سؤالات ابن أبي شيبة لعلي بن المديني: لأبي جعفر محمد بن عثمان بن أبي شيبة (٢٩٧هـ)، ت:موفق بن عبد الله مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● - سؤالات ابن الجنيد لأبي زكريا يحيى بن معين: للحافظ أبي إسحاق إبراهيم بن عبد الله بن الجنيد الختلي، ت:أحمد محمد نور سيف، مكتبة الدار ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

- سؤالات أبي عبيد الآجري لأبي داود السجستاني: للعلامة أبي عبيد محمد بن علي بن عثمان الآجري البصري، ت:محمد علي قاسم العمري، المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٣٩٩.
- سؤالات أبي عبيد الآجري لأبي داود السجستاني: للعلامة أبي عبيد محمد بن علي بن عثمان الآجري البصري، ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي، مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- سؤالات البرذعي: للحافظ أبي عثمان سعيد بن عمرو بن عمار البرذعي (٢٩٢هـ)، ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- سؤالات البرقاني للدارقطني: للحافظ أبي بكر أحمد بن محمد الخوارزمي البرقاني (٣٣٦هـ/٤٢٥)، ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، كتب خانه جميلي ـ لاهور ـ باكستان، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- سؤالات الحاكم للدارقطني: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/ ٤٠٥هـ)، ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- سؤالات حمزة بن يوسف السهمي للدار قطني وغيره من المشايخ في الجرح والتعديل: للحافظ أبي القاسم حمزة بن يوسف الجرجاني السهمي (٤٢٧هـ)، ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- سؤالات السلمي للدارقطني: لأبي عبد الرحمن محمد بن الحسين السلمي الصوفي (٣٢٥هـ/٤١٢)، ت:سعد بن عبدالله الحميد وخالد بن عبدالرحمن الجريسى، مكتبة الملك فهد الوطنية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- سؤالات مسعود بن علي: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/ ٤٠٥هـ)، ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- سير أعلام النبلاء: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)، ت:شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٥هـ.
- السيرة النبوية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)، ت:مصطفى عبد الواحد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٣٩٦هـ.
- السيرة النبوية: للعلامة أبي محمد عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري (٢١٢هـ)، ت:مصطفى السقا وإبراهيم الأبياري وعبد الحفيظ الشلبي، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده ـ مصر، الطبعة الثانية ١٣٧٥هـ.

● - سير سلف الصالحين: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني(٤٥٧هـ/٥٣٥هـ)،ت:كرم بن حلمي بن فرحات بن أحمد،دار الراية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● -الشذا الفياح من علوم ابن الصلاح: للعلامة أبي إسحاق برهان الدين إبراهيم بن موسى بن أيوب الأبناسي (٧٢٥هـ/٨٠٢هـ)،ت:صلاح فتحي هلل،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● -الشذرة في الأحاديث المشتهرة: للعلامة محمد بن طولون(٩٥٣هـ)،ت:كمال بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٣هـ.

● - شرح أبيات سيبويه: للأديب اللغوي أبي محمد يوسف بن الحسن بن عبد الله بن المرزبان السيرافي (٣٨٥هـ)،ت:محمد على الريح هاشم، دار الفكر ـ القاهرة،الطبعة ١٣٩٤هـ) .

● - شرح الأربعين النووية: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ/١٠٣١هـ)، ت:محمد عبد الكريم حسن الإسحاقي،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة .

● - شرح أسماء الله الحسنى: للعلامة أبي القاسم عبد الكريم بن هوازن القشيري(٤٦٥هـ)،دار آزال ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة: للحافظ أبي القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الرازي الطبري اللالكائي (٤١٨هـ)،ت:أحمد بن سعدبن حمدان الغامدي،دار طيبة .

● - شرح التبصرة والتذكرة: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي (٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،ت:عبد اللطيف الهميم،ماهر ياسين فحل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

● - شرح التلويح على التوضيح: للعلامة سعد الدين مسعود بن عمر التفتازاني الشافعي (٧٩٣هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٣٧٧هـ.

● - شرح الخَرْبُوتِي: للعلامة عمر بن أحمد آفندي الحنفي الخَرْبُوْتي (١٢٩٩هـ)،نور محمد كتب خانه ـ كراتشي باكستان .

● - شرح الزرقاني على مختصر سيدي خليل: للعلامة عبد الباقي بن يوسف بن أحمد المالكي الزرقاني (١٠٢٠هـ/١٠٩٩هـ)،ت:عبد السلام محمد أمين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - شرح الزرقاني على الموطا: للعلامة أبي عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني (١١٢٢هـ)، طبع بالمطبع الخيرية.

- شرح الزرقاني على المواهب اللدنية: للعلامة أبي عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني (١١٢٢هـ)،ت:محمد عبد العزيز الخالدي،دار الكتب العلمية ــ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- شرح السنة: للإمام محيى السنة الحسين بن مسعود الفراء البغوي (٥١٦هـ)،ت:شعيب الأرناؤوط ومحمد زهير الشاوش،المكتب الإسلامي ــ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٣هـ.
- شرح سنن ابن ماجة القزويني: للعلامة أبي الحسن محمد بن عبد الهادي التتوي السندي الحنفي (١١٣٨هـ)،دار الجيل ــ بيروت.
- شرح سنن أبي داود: للعلامة شهاب الدين أحمد بن حسين المعروف بابن رسلان(٨٤٤ هـ)، ت:ياسر كمال و أحمد سليمان،دار الفلاح ــ الفيوم،الطبعة الأولى ١٤٣٧هـ.
- شرح الشفاء: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،ت:الحاج أحمد طاهر القنوي، دار الكتب العلمية ــ بيروت،الطبعة الأولى ١٣١٩هـ.
- شرح الشِّفاء: للملاّ علي بن سلطان الهَرَوِي القاري(١٠١٤هـ)،ت:عبد الله محمد الخليلي،دار الكتب العلمية ــ بيروت.
- شرح صحيح البخارى لابن بطال: للإمام أبي الحسن علي بن خلف بن بطال البكري القرطبي(٤٤٩هـ)، ت:أبو تميم ياسر،مكتبة الرشد ــ الرياض.
- شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،مطبعة المدني ــ القاهرة.
- شرح علل الترمذي: للحافظ عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي(٧٠٦هـ/٧٩٥هـ)،ت:همام عبد الرحيم سعيد،مكتبة المنار ــ الأردن،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.
- شرح العمدة في بيان مناسك الحج والعمرة: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:صالح بن محمد الحسن،مكتبة الحرمين ــ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- شرح الكرماني: للإمام شمس الدين محمد بن يوسف بن علي بن سعيد الكِرْماني(٧١٧هـ/٧٨٦هـ) ت:محمد عثمان،دار الكتب العلمية ــ بيروت،الطبعة ٢٠١٠ء.
- شرح مذاهب أهل السنة: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين(٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)،ت:عادل بن محمد،مؤسسة قرطبة،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- شرح مشكل الوسيط: للحافظ عثمان بن عبد الرحمن الشهرزوري المعروف بابن الصلاح (٥٧٧هـ/ ٦٤٣هـ)،ت:محمد بلال بن محمد أمين،داركنوز إشبيليا ــ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

- شرح مصابيح السنة: للعلامة محمد بن عبد اللطيف المعروف ابن ملك الكرماني الحنفي(٨٥٤هـ)، إدارة الثقافة الإسلامية،الطبعة الأولى١٤٣٣هـ.
- شرح المعالم في أصول الفقه:للعلامة شرف الدين عبد الله بن محمد بن علي المعروف بابن التلمساني (٦٤٤هـ)،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- شرح منتهي الإرادات: للعلامة أبي السعادات منصور بن يونس البهوتي(١٠٥١هـ)،عالم الكتب ـ بيروت،الطبعةالأولى ١٤١٤هـ.
- شرح المولد النبوي: للعلامة جعفر البرزنجي،المطبعة الميمنية ـ مصر .
- شروط الأئمة: رسالة في فضل الأخبار وشرح مذاهب أهل الآثار وحقيقة السنن: للحافظ أبي عبد الله محمد بن إسحاق ابن منده العبدي الأصبهاني(٣١٠هـ/٣٩٥ هـ)،ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار المسلم ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.
- شعب الإيمان: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:محمد السعيد بن بسيوني زغلول،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعةالأولى ١٤٢١هـ.
- شُعَبُ الإيمان: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:مختار أحمد الندوي، مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- شفاء السقام في زيارة خير الأنام: للحافظ تقي الدين علي بن عبد الكافي بن علي بن تمام السبكي (٦٨٣هـ/٧٥٦هـ)،ت:حسين محمد علي شكري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- شمائل ترمذي مع اردو شرح خصائل نبوي: للحافظ محمد زكريا المهاجر المدني(١٣١٥هـ/١٤٠٢هـ)، دار الإشاعت ـ كراتشي،الطبعة ١٤١١هـ.
- الشمائل المحمدية: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمي الترمذي الضرير(٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)،ت:سيد بن عباس الجليمي،المكتبة التجارية ـ مكة المكرمة،الطبعة ١٤١٣هـ.
- شمائل النبوة: للحافظ أبي بكر محمد بن علي بن إسماعيل القفال(٢٩١هـ/٣٦٥هـ)،ت:أبو عبد الله عمر بن أحمد بن علي،دار التوحيد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.
- شواهد النبوة: للعلامة عبد الرحمن بن أحمد الجامي(٨٩٨هـ)،مكتبة الحقيقة ـ إستنبول .

- شيوخ عبد الله بن وهب القرشي: للحافظ أبي القاسم خلف بن عبد الملك بن مسعود بن موسى بن بَشْكُوَال(٤٩٤هـ/٥٧٨هـ)،ت:عامر حسن صبري،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٨هـ.
- الصارم المنكي: للإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي الحنبلي(٧٠٥هـ/٧٤٤هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- الصارم المنكي: للإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي الحنبلي(٧٠٥هـ/٧٤٤هـ)،ت:أبو عبد الرحمن السلفي عقيل بن محمد بن زيد المقطري،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- صب الخمول: للعلامة جمال الدين يوسف بن حسن بن أحمد الدمشقي المعروف بابن المبرد (٩٠٩هـ)،ت:نور الدين طالب،دار النوادر ـ لبنان،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
- الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية: للعلامة أبي نصر إسماعيل بن حماد الجوهري (٣٩٣هـ)، ت:أحمد عبد الغفور عطار،دار العلم للملايين ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.
- صحيح ابن حبان: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البُسْتِي(بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)،ت: شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- صحيح ابن خزيمة: للإمام أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة السلمي النيسابوري(٢٢٣هـ/٣١١هـ)، ت: محمد مصطفى الأعظمي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٠هـ.
- صحيفة الإمام الرضا: المنسوب للإمام علي بن موسى الرضا (٢٠٣هـ)،ت:محمد مهدي نجف، الموتمر العالمي للإمام الرضا،الطبعة ١٤٠٦هـ.
- الصحيح للبخاري: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،ت:محمد زهير بن ناصر الناصر،دار طوق النجاة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- الصحيح للبخاري: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،قديمي كتب خانه ـ كراتشي.
- الصحيح لمسلم: للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري(٢٠٦هـ/٢٦١هـ)،ت: محمد فواد عبد الباقي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- صفات رب العالمين: للحافظ أبي بكر محب الدين محمد بن عبد الله بن أحمد المقدسي الصالحي المعروف بابن المحب الصامت (٧١٣هـ/٧٨٩هـ)،ت:فواز بن فرحان بن راضي الشمري،جامعة أم القرى ـ مكة المكرمة.

● - صفة الصفوة: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ /٥٩٧هـ)،ت:أحمد بن علي،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٣٠هـ.

● - الصمت وآداب اللسان: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد بن عبيد ابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/ ٢٨١هـ)،ت:أبو إسحاق الحويني، دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

● - الصواعق المحرقة: للحافظ أبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي(٩٠٩هـ/ ٩٧٤هـ)،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٧ء.

● - الصواعق المحرقة: للحافظ أبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي(٩٠٩هـ/ ٩٧٤هـ)،ت:عبد الرحمن بن عبد الله التركي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● -صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط: للحافظ عثمان بن عبد الرحمن الشهرزوري المعروف بابن الصلاح(٥٧٧هـ/٦٤٣هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٤هـ.

● -صيد الخاطر: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي(٥٠٨هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:حسن السماجي سويدان،دار القلم ـ دمشق،الطبعة الثالثة ١٤٣٣هـ.

● - الضعفاء الصغير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري(١٩٤هـ /٢٥٦هـ)،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - الضعفاء الكبير: للحافظ أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسى بن حماد العُقَيلي المكي(٣٢٢هـ)، ت:عبدالمعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● - الضعفاء الكبير: للحافظ أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسى بن حماد العُقَيلي المكي(٣٢٢هـ)، مخطوط:مكان وجودها من المكتبة العثمانية بطولقة بسكرة الجزائر، نشرها جمال عزون الجزائري.

● -الضعفاء الكبير: للحافظ أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسى بن حماد العُقَيلي المكي (٣٢٢هـ)، مخطوط:مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي.

● - الضعفاء وأجوبة أبي زرعة الرازي على سؤالات البرذعي: للإمام عبيد الله بن عبد الكريم بن يزيد بن فروخ المعروف بكنيته أبو زرعة(١٩٤هـ/٢٦٤هـ)،ت: سعدي الهاشمي الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

● - الضعفاء والمتروكون: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدار قطني الشافعي (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،ت:موفق بن عبد الله،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● -الضعفاء والمتروكين: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/ ٣٠٣هـ)،ت:عبد العزيز عزالدين السيروان،دار القلم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - الضعفاء والمتروكين: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/٣٠٣هـ)،ت:محمد إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

● - الضعفاء والمتروكين: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي(٢١٥هـ /٣٠٣هـ)،ت:كمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - الضعفاء والمتروكين: للحافظ جمال الدين أبي الفَرَج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أبو الفداء عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - طبقات الأسماء المفردة من الصحابة والتابعين وأصحاب الحديث: للحافظ أبي بكر أحمد بن هارون بن روح البرذعي البرديجي (٣٠١هـ)،ت:سكينة الشهابي،طلاس للدراسات والترجمة والنشر ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٩٨٧هـ.

● -طبقات أعلام الشيعة: أغا بزرگ الطهراني،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

● - طبقات الحفاظ: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٤هـ.

● - طبقات الشافعية الكبري: للحافظ تاج الدين أبي نصر عبد الوهاب بن علي بن عبد الكافي السُبكي (٧٢٧هـ/٧٧١هـ)،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - طبقات الشافعية الكبرى: للحافظ تاج الدين أبي نصر عبد الوهاب بن علي بن عبد الكافي السُبكي(٧٢٧هـ/٧٧١هـ)،ت:محمود محمد الطناحي،عبد الفتاح محمد الحلو،هجر للطباعة والنشر، الطبعة الثانية١٤١٣هـ.

● - طبقات علماء الحديث: للحافظ أحمد بن عبد الهادي الدمشقي(٧٣٣هـ)،ت:أكرم البوشي وإبراهيم الزيبق،مؤسسة الرسالةـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٧هـ.

● - الطبقات الكبرى: للحافظ أبي عبد الله محمد بن سعد القرشي البصري(١٦٨هـ/٢٣٠هـ)، ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.

● - الطبقات الكبرى: للحافظ أبي عبد الله محمد بن سعد القرشي البصري(١٦٨هـ/٢٣٠هـ)، دار صادر ـ بيروت .

- طبقات المحدثين بأصبهان: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد الأصبهاني (٣٦٩هـ)،ت: عبد الغفور عبد الحق حسين البلوشي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- الطب النبوي: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (٣٣٦هـ/ ٤٣٠هـ)،ت:مصطفى خضر دونمز التركي،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- طرح التثريب في شرح التقريب: للحافظ ولي الدين أبي زرعة العراقي بن أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي (٧٦٢هـ/٨٢٦هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت .
- طوق الحمامة: للإمام ابن حزم الأندلسي (٤٥٦هـ)،مؤسسة هنداوي ـ مصر،الطبعة الأولى ٢٠١٦ء .
- الطيوريات: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي (٥٧٦هـ)،ت: دسمان يحيى معالي،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- الطيوريات: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي (٥٧٦هـ)،مخطوط .
- الظرائف واللطائف واليواقيت في بعض المواقيت: للعلامة أبي منصور عبد الملك بن محمد الثعالبي (٣٥٠هـ/ ٤٣٠هـ)،ت:ناصر محمدي محمد جاد،دار الكتب والوثائق القومية ـ القاهرة،الطبعة ١٤٣٠هـ.
- عارضة الأحوذي: للعلامة محمد بن عبد الله المعافري الأندلسي المعروف بأبي بكر ابن العربي (٤٦٨هـ/ ٥٤٣هـ)،ت:جمال مرعشلي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- العاقبة في ذكر الموت والآخرة: للحافظ أبي محمد عبد الحق بن عبد الرحمن الإشبيلي (٥٨١هـ)،خضر محمد خضر،مكتبة دار الأقصى ـ الكويت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- العجاب في بيان الأسباب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/ ٨٥٢هـ)،ت:عبد الحكيم محمد الأنيس،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- العجالة في أحاديث المسلسلة: للعلامة أبي الفيض محمد ياسين بن محمد عيسى الفاداني المكي (١٤١١هـ)،دار البصائر ـ دمشق،الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.
- عجالة المحتاج إلى توجيه المنهاج: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن (٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)،ت:عز الدين هشام بن عبد الكريم البدراني،دار الكتاب ـ الأردن،الطبعة ١٤٢١هـ.
- العرف الشذي: للعلامة أنور الشاه الكشميري (١٢٩٢هـ/١٣٥٢هـ)،ت:محمود شاكر،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

- -العزيز شرح الوجيز: للحافظ أبي القاسم عبد الكريم بن محمد الرافعي القزويني،ت:علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- - عصيدة الشهدة المعروف بشرح الخربوتي: للعلامة عمر بن أحمد آفندي الحنفي الخَرْبُوتي (١٢٩٩هـ)،مكتبة المدينة ـ كراتشي،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.
- - العقد الفريد: للعلامة أبي عمر أحمد بن محمد بن عبد ربه الأندلسي (٣٢٨هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٢هـ.
- - عقلاء المجانين: للعلامة أبي القاسم الحسن بن محمد بن حبيب النيسا بوري المفسر الواعظ (٤٠٦هـ)، ت:أبو هاجر محمد السعيد بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- - علل الترمذي الكبير: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمي الترمذي الضرير(٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)،ت:السيدصبيحي السامرائي وغيره،عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- - علل الحديث لابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/ ٣٢٧هـ)،ت:خالد بن عبدالرحمن،مكتبة الملك الفهد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- - علل الحديث لابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي (٢٤٠هـ/ ٣٢٧هـ)،ت:سعد بن عبد الله عبد الحميد وخالد بن عبد الرحمن الجُريسي،مكتبة الملك الفهد ـ الرياض،الطبعة ١٤٢٧هـ.
- - علل الشرائع: لرأس الإمامية ابن بابويه القمي المعروف بالشيخ الصدوق أبو جعفر القمي (٣٨١هـ)، دارالمرتضى ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- - العلل المتناهية: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجَوزِي القُرَشِي(٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)، ت:خليل الميس،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.
- - العلل المتناهية: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزِي القرشي(٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)، ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد ـ باكستان،الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.
- - العلل الواردة في الأحاديث النبوية: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدار قطني الشافعي(٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،ت:محفوظ الرحمن زين الله،دار طيبة ـ رياض،الطبعة ١٤٠٥هـ .
- -العلل الواردة: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارقطني الشافعي (٣٠٦هـ/ ٣٨٥هـ)، ت:محمد بن صالح بن محمد،دار ابن الجوزي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

● -العلل ومعرفة الرجال: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)، ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

● -العلو للعلي الغفار: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبو محمد أشرف بن عبد المقصود،مكتبة أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

● - عمدة التحقيق في بشائر آل الصديق: للعلامة إبراهيم بن عامر العبيدي المالكي(١٠٩١هـ)، مطبعة جمعية المعارف.

● - عمدة الرعاية: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/ ١٣٠٤هـ)،مكتبة إمدادية ـ ملتان.

● -عمدة القاري: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)، ت:محمد أحمد الحلاق،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

● - عمدة القاري: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،دار الفكر.

● - عمدة القاري: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت: عبد الله محمود محمد عمر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - عمل اليوم والليلة: للحافظ أبي بكر أحمد بن محمد بن إسحاق الدينوري المعروف بابن السني (٣٦٤هـ)،ت:عبد الرحمن كوثر،شركة دار أرقم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● -عمل اليوم والليلة: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/ ٣٠٣هـ)،ت:فاروق حمادة،مؤسسة الرسالة ـ بيروت.

● -العناية شرح الهداية على هامش شرح فتح القدير: للعلامة أكمل الدين أبي عبد الله محمد بن محمد بن محمود الحنفي البابرتي (نحو ٧١٠هـ/٧٨٦هـ)،المطبعة الأميرية ـ مصر،الطبعة الأولى ١٣١٥هـ.

● -العناية شرح الهداية: للعلامة أكمل الدين أبي عبد الله محمد بن محمد بن محمود الحنفي البابرتي (نحو ٧١٠هـ/٧٨٦هـ)،دار الفكر.

● -العوالي تحت كتاب:ذكر الأقران ورواياتهم عن بعضهم بعضا: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد الأصبهاني(٣٦٩هـ)،ت:مسعد عبد الحميد السعدني،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

- عيوب النفس: لأبي عبد الرحمن محمد بن الحسين السلمي الصوفي (٣٢٥هـ/٤١٢)،ت:أبو مريم مجدي فتحي السيد،مكتبة الصحابة ـ بطنطا،الطبعة١٤٠٨هـ.
- عيون الأخبار: للحافظ أبي محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري(٢٧٦هـ)،دار الكتاب العربي ـ بيروت .
- غاية السول في خصائص الرسول: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن(٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)،ت:عبد الله بحر الدين عبد الله،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- غاية النهاية في طبقات القراء: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري (٧٥١هـ/ ٨٣٣هـ)،ت:أبو إبراهيم عمرو بن عبد الله،دار اللؤلؤة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٨هـ.
- الغرائب الملتقطة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: خسيري حسيني جميل،جميعة دار البر ـ دبئي،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.
- الغرائب الملتقطة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)، مخطوط من الشاملة .
- غريب الحديث: للإمام أبي عبيد قاسم بن سلام القاضي البغدادي الهروي (١٥٧هـ/٢٢٤هـ)، ت:حسين محمد محمد شرف،الهيئة العامة لشئون المطابع الأميرية ـ القاهرة، الطبعة ١٤٠٤هـ.
- غريب الحديث: للحافظ أبي محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري (٢١٣هـ/٢٧٦هـ)،ت: عبد الله الجبوري،مطبعة العاني ـ بغداد، الطبعة الأولى ١٣٩٧هـ.
- غريب الحديث: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:عبد المعطي أمين القلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٢٥هـ.
- الغريبين في القرآن والحديث: للعلامة أبي عبيد أحمد بن محمد الهروي (٤٠١هـ)،ت: أحمد فريد المزيدي،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- الغماز على اللماز: للعلامة نور الدين أبي الحسن السمهودي(٩١١هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- الغنية فهرست شيوخ القاضي عياض: للقاضي أبي الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبي البستي(٤٧٦هـ/٥٤٤هـ)،ت:ماهر زهير الجرار،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

- الغنية لطالبي طريق الحق عز وجل: للشيخ محيى الدين أبي محمد عبد القادر بن موسى بن عبد الله الجيلاني (٥٦١هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- غنية الملتمس إيضاح الملتبس: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت:يحيى بن عبد الله البكري الشهري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- غنية المستملي: للعلامة إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحلبي(٩٥٦ هـ)،مخطوط.
- غنية المستملي: للعلامة إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحلبي(٩٥٦ هـ)،ت: نديم الواجدي، مكتبة نعمانية كانسي رود ـ كوئيته.
- غيث المواهب العلية في شرح الحكم العطائية: للعلامة أبي عبد الله محمد بن إبراهيم بن عَبَّاد(٧٩٢هـ)،ت:عبد الله سليم المختار،دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- الفائق في غريب الحديث: للعلامة أبي القاسم محمود بن عمر الزمخشري (٤٦٧هـ/٥٣٨هـ)، ت:علي محمد البجاوي ومحمد أبو الفضل إبراهيم،مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاءه.
- الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى الهندية: للعلامة محمد بن محمد بن شهاب الكردي البزازي(٨٢٧هـ)،المطبعة الكبرى الأميرية ـ مصر،الطبعة الثانية ١٣١٠هـ.
- الفتاوى التاتارخانية: للعلامة فريد الدين عالم بن العلاء الدهلوي الهندي(٧٨٦هـ)،ت:شبير أحمد القاسمي،مكتبة زكريا ديوبند ـ هند،الطبعة ١٤٣١هـ.
- الفتاوى الحديثية: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،دار المعرفة ـ بيروت.
- فتاوى قاضيخان في مذهب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: للعلامة فخر الدين الحسن بن منصور الأوزجندي الفرغاني الحنفي المعروف بقاضي خان (٥٩٢هـ)،ت:سالم مصطفى البدري، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٩ء.
- الفتاوى الكبرى الفقهية: للعلامة أبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،دار الفكر ـ بيروت.
- الفتاوى الكبرى الفقهية: للعلامة أبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،مطبعة عبد الحميد أحمد حنفي ـ مصر،الطبعة ١٣٥٧هـ.

- الفتاوى الولوالجية: للعلامة أبي الفتح ظهير الدين عبد الرشيد بن أبي حنيفة الوَلْوَالِجي (المتوفى بعد ٥٤٠هـ)،ت:مقداد بن موسى فريوي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- فتح باب العناية: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،ت:محمد نزار تميم وهيثم نزار تميم شركة دار الأرقم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.
- فتح الباب في الكنى والألقاب: للحافظ أبي عبد الله محمد بن إسحاق ابن منده العبدي الأصبهاني (٣١٠هـ/٣٩٥هـ)،ت:أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي،مكتبة الكوثر ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- فتح الباري: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:محمد فؤاد عبد الباقي،المكتبة السلفية .
- فتح الباري: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،إشراف: الشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٣٧٩هـ.
- فتح الباري شرح صحيح البخاري: للحافظ عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي (٧٩٥هـ)، ت:محمود بن شعبان بن عبد المقصود ومجدي بن عبد الخالق الشافعي وغيره ،مكتبة الغرباء الأثرية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- الفتح السماوي: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ/١٠٣١هـ)، ت:أحمد مجتبى السلفي،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤٠٩هـ.
- فتح القدير: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشوكاني(١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،دار الكلم الطيب ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٩هـ.
- الفتح المبين: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/ ٩٧٤هـ)،ت:أحمد جاسم محمد المحمد،دار المنهاج ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٨هـ.
- فتح المغيث بشرح ألفية الحديث: للحافظ شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السَخَاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)،ت:علي حسين علي،مكتبة السنة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- الفتوحات الربانية على الأذكار النواوية: للعلامة محمد علي بن محمد علان الصديقي الشافعي (٩٩٦هـ/١٠٥٧هـ)،دارإحياء التراث العربي ـ بيروت .
- الفتوحات الربانية على الأذكار النواوية: للعلامة محمد علي بن محمد علان الصديقي الشافعي (٩٩٦هـ/١٠٥٧هـ)،ت:عبد المنعم خليل إبراهيم،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

● - الفتوحات المكية: للعلامة أبي بكر محمد بن علي بن محمد المعروف بابن العربي (٥٦٠هـ/٦٣٨هـ)، ت:أحمد شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - الفرج بعد الشدة: للقاضي محسن أبي علي التنوخي (٣٨٤هـ)،ت:عبود الشالجي،دار صادر ـ بيروت، الطبعة١٣٩٨هـ.

● - الفردوس بمأثور الخطاب: للحافظ أبي شجاع شيرويه بن شهردار بن شيرويه الديلمي(٤٤٥هـ/ ٥٠٩هـ)،ت:السعيد بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

● - فصول البدائع في أصول الشرائع: للعلامة شمس الدين محمد بن حمزة بن محمد الفَنَاري الرومي الحنفي(٨٣٤ هـ)،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.

● - الفصول في سيرة الرسول: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:محمد العيد الخطراوي ومحيي الدين مستو،مؤسسة علوم القرآن ـ بيروت، الطبعة الثالثة١٤٠٣هـ.

● - فضائل الأوقات: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:عدنان عبد الرحمن مجيد القيسي،مكتبة المنارة ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

● - فضائل بيت المقدس: للإمام ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد الحنبلي المقدسي (٥٦٧هـ/٦٤٣هـ)،ت:محمد مطيع الحافظ،دار الفكر ـ سورية،الطبعة الأولى١٤٠٥هـ.

● - فضائل التسمية بأحمد ومحمد: للحافظ أبي عبد الله الحسين بن أحمد بن عبد الله بن بكير الصيرفي البغدادي (٣٢٧هـ/٣٨٨هـ)،ت:مجدي فتحي السيد،دار الصحابة للتراث ـ بطنطا،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

● - فضائل الخلفاء الأربعة: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/ ٤٣٠هـ)،ت:صالح بن محمد العقيل،دار البخاري ـ المدينة المنورة.

● - فضائل شهر رجب: للحافظ أبي محمد الحسن بن محمد الخلال(٣٥٢هـ/٤٣٩هـ)،،ت:أبو يوسف عبد الرحمن بن يوسف،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

● - فضائل الصحابة: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت: وصي الله بن محمد عباس،إحياء التراث الإسلامي ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

- فضائل القرآن: للحافظ أبي العباس جعفر بن محمد بن المعتز المستغفري النسفي (٣٥٠هـ/٤٣٢هـ)، ت:أحمد بن فارس السلوم،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- فضائل القرآن وما أنزل من القرآن بمكة وما أنزل بالمدينة: للحافظ أبي عبد الله محمد بن أيوب بن يحيى بن ضريس البجلي الرازي(٢٠٠هـ/٢٩٤هـ)،ت:عروة بدير،دار الفكر ـ دمشق،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.
- فضل التهليل وثوابه الجزيل: للحافظ أبي علي حسن بن أحمد بن عبد الله البغدادي الحنبلي المعروف بابن البَنَّاء(٣٩٦هـ/٤٧١هـ)،ت:عبد الله بن يوسف الجديع،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- فضل الجلد عند فقد الولد: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،مخطوط.
- فضل الصلوة على النبي: للحافظ إسماعيل بن إسحاق الجهضمي القاضي (٢٨٢هـ)،ت:محمد عوامة، دار المنهاج،جدة،الطبعة الثالثة ١٤٣٢هـ.
- الفضل المبين في الصبر عند فقد البنات والبنين: للعلامة محمد بن يوسف الصالحي الشامي(٩٤٢هـ)، مخطوط.
- فضل يوم عرفة: للحافظ أبي بكر محمد بن إسماعيل البغدادي المستملي الوراق(٢٩٣هـ/٣٧٨هـ)، مخطوط من الشاملة.
- الفقيه والمتفقة: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن يوسف العزازي،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- الفواتح الإلهية والمفاتح الغيبية: للعلامة نعمت الله بن محمود النخجواني(٩٢٠هـ)،المطبعة العثمانية ـ دار الخلافة العلية الإسلامية،الطبعة الأولى ١٣٢٥هـ.
- الفوائد: للحافظ أبي القاسم تمام بن محمد الرازي البجلي(٣٣٠هـ/٤١٤هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- الفوائد: للحافظ عبد الوهاب بن محمد بن إسحاق ابن منده العبدي الأصبهاني(٣١٠هـ/٣٩٥هـ)، ت:خلاف محمود عبد السميع،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.
- فوائد ابن نصر: للعلامة أبي القاسم عبد الرحمن بن عمر بن نصر بن محمد الشيباني البزاز(٤١٠هـ)، ت:أبو عبد الله حمزة الجزائري،دار النصيحة،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

- الفوائد البهية في تراجم الحنفية: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي(١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،المطبع المصطفائي .
- الفوائد الجليلة في مسلسلات ابن عقيلة: للعلامة محمد بن أحمد بن سعيد الحنفي المكي (١١٥٠هـ)، ت:محمد رضا القهوجي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- فوائد حديثية: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (٦٩١هـ/ ٧٥١هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن، أبو معاذ إياد بن عبد اللطيف القيسي،دار ابن الجوزي ـ المملكة العربية السعودية،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.
- الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشوكاني (١١٧٣هـ/ ١٢٥٠هـ)،ت:رضوان جامع رضوان،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشوكاني (١١٧٣هـ/ ١٢٥٠هـ)،ت:عبد الرحمن بن يحيي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة١٤١٦هـ.
- الفوائد الموضوعة: للعلامة مرعي بن يوسف الكرمي المقدسي (١٠٣٣هـ)،ت: محمد بن لطفي الصباغ،دار الوراق ـ الرياض،الطبعة الثالثة ١٤١٩هـ.
- الفهرست:لأبي جعفر محمد بن حسن بن علي الطوسي(٣٨٥هـ/ ٤٦٠هـ)،المكتبة المرتضوية ـ النجف.
- فيض القدير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ / ١٠٣١هـ)،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.
- فيض القدير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،ت:أحمد نصر الله،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.
- القاموس المحيط: للعلامة مجد الدين أبي طاهر محمد بن يعقوب الفيروز آبادي(٧٢٩هـ/٨١٧هـ)، مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثامنة١٤٢٦هـ.
- قبول الأخبار ومعرفة الرجال: للحافظ أبي القاسم عبد الله بن أحمد البلخي(٣١٩هـ)،ت:أبي عمرو الحسيني بن عمر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- قرة العيون ومفرح القلب المحزون: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣أو ٣٧٥هـ) مكتبة النصر ـ مصر .

- -قصر الأمل: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:محمد خير رمضان يوسف،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.
- - قصص الأنبياء عليهم الصلاة والسلام: للعلامة أبي عبد الله محمد بن محمد بن عبد الله الثقفي النيسابوري الكسائي (٣٤٩هـ/٤٢٥هـ)،ت: إسحاق بن ساؤول، مطبعة بربل،الطبعة ١٩٢٢ء.
- -القضاء والقدر للبيهقي: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:محمد بن عبد الله آل عامر،مكتبة العبيكان ـ الرياض،الطبعة الثانية١٤٢٧هـ.
- -القند في ذكر علماء سمرقند: للعلامة نجم الدين عمر بن محمد بن أحمد النسفي (٤٦١هـ/٥٣٧هـ)، ت:يوسف الهادي،آينه ميراث ـ تهران،الطبعة الأولى ١٣٧٨هـ.
- -قواعد تفسير الأحلام: للعلامة شهاب الدين أحمد بن عبد الرحمن بن عبد المنعم بن نعمة النابلسي الحنبلي (٦٢٨هـ/٦٩٧هـ)،ت:حسين بن محمد جمعة،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- - قوت القلوب في معاملة المحبوب: للعلامة أبي طالب محمد بن علي بن عطية المكي(٣٨٦هـ)، ت:محمود إبراهيم محمد الرضواني،مكتبة دار التراث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- - القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع صلى الله عليه وسلم: للعلامة شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، ت:محمد عوامة،دار اليسر ـ المدينة المنورة،الطبعة الثالثة ١٤٣٢هـ.
- - قيمة الزمن عند العلماء: للشيخ عبد الفتاح أبي غدة (١٣٣٦هـ/١٤١٧هـ)،دار عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٤هـ.
- - الكاشف عن حقائق السنن: للعلامة شرف الدين الحسين بن عبد الله بن محمد الطيبي(٧٤٣هـ)، ت:عبد الحميد هنداوي، مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- - الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:محمد عوامة،دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.
- - الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:عزت علي عيد عطية وموسي محمد علي الموشي،دار الكتب الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.

- الكافي الشاف: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- الكافي: لشيخ الشيعة أبو جعفر محمد بن يعقوب الكُلِيني(٣٢٨هـ أو ٣٢٩هـ)،منشورات الفجر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- الكامل في ضعفاء الرجال: للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني(٢٧٧هـ/٣٦٥هـ)،ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- الكامل في ضعفاء الرجال: للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني (٢٧٧هـ/ ٣٦٥هـ)، ت: يحيى مختار غزاوي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٠٩هـ.
- الكامل في ضعفاء الرجال: للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني(٢٧٧هـ/٣٦٥هـ)،ت: محمد أنس مصطفى الخن،دار الرسالة العالمية ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
- الكامل في اللغة والأدب: للعلامة أبي العباس محمد بن يزيد المعروف بالمبرد(٢٨٥هـ)،ت: محمد أبو الفضل إبراهيم،دار الفكر العربي ـ القاهرة،الطبعة الثالثة ١٤١٧هـ.
- كتاب الأربعين في فضل الرحمة والراحمين: للعلامة محمد بن طولون(٩٥٣هـ)،ت:محمد خير رمضان يوسف،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- كتاب الاعتبار في بيان الناسخ والمنسوخ من الآثار: للحافظ أبي بكر محمد بن موسى بن عثمان الحازمي (٥٤٨هـ/٥٨٤هـ)،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد، الدكن، الطبعة الثانية ١٣٥٩هـ.
- كتاب الأمالي: لأبي جعفر محمد بن حسن بن علي الطوسي(٣٨٥هـ/٤٦٠هـ)،دار الثقافة ـ قم، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- كتاب الأمالي: للعلامة يحيى بن الحسين بن إسماعيل الحسني الشجري(٤١٢هـ/٤٩٩هـ)،ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- كتاب البر والصلة: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي(٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)، ت:عادل عبد الموجود وعلي معوض،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.
- كتاب تاريخ المدينة المنورة: للحافظ أبي زيد عمر بن شبه النميري البصري(١٧٣هـ/٢٦٢هـ)، ت: فهيم محمد شلتوت.
- كتاب التاريخ وأسماء المحدثين وكناهم: للحافظ أبي عبد الله محمد بن أحمد المقدمي القاضي (٣٠١هـ)،ت:محمد بن إبراهيم اللحيدان،دار الكتاب والسنة ـ الباكستان،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

- كتاب التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة: للعلامة محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري القرطبي (٦٧١هـ)، ت:الصادق بن محمد بن إبراهيم،دار المنهاج ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- كتاب التعيين في شرح الأربعين: للعلامة نجم الدين سليمان بن عبد القوي الطوفي الصرصري (٧١٦هـ)،ت:أحمد حاج محمد عثمان،مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- كتاب التوابين: للحافظ موفق الدين عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي (٥٤١هـ/٦٢٠هـ)، ت: عبد القادر الأرناؤوط،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٧هـ.
- كتاب التوبة: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:مجدي السيد إبراهيم،مكتبة القرآن ـ القاهرة.
- كتاب التوحيد: للإمام أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة السلمي النيسابوري (٢٢٣هـ/٣١١هـ)، ت:عبد العزيز بن إبراهيم الشهوان،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة السادسة ١٤١٨هـ.
- كتاب التوكل: للقاضي أبي يعلى محمد بن الحسين بن محمد ابن الفراء الحنبلي (٣٨٠هـ/٤٥٨هـ)، ت:يوسف بن علي الطريف،دار الميمان ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٥هـ.
- كتاب الدعاء: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.
- كتاب الدعاء: للحافظ أبي عبد الرحمن محمد بن فضيل بن غزوان الضبي (١٩٥هـ)،ت:عبد العزيز بن سليمان بن إبراهيم البعيمي،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- كتاب الرؤية: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارقطني (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)، ت:إبراهيم محمد العلي وأحمد فخري الرفاعي،مكتبة المنار ـ الأردن.
- كتاب الزهد: للإمام أبي السري هناد بن السري التميمي الدارمي الكوفي (١٥٢هـ/٢٤٣هـ)،ت: عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي،دار الخلفاء للكتاب الإسلامي ـ الكويت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- كتاب الزهد: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- كتاب الزهد الكبير: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:عامر أحمد حيدر،دار الجنان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- كتاب الزهرة: للعلامة أبوبكر محمد بن داود الأصبهاني (٢٩٧هـ)،ت:إبراهيم السامرائي،مكتبة المنار ـ أردن،الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ.

● - كتاب السنة: للحافظ أبي بكر أحمد بن عمرو بن أبي عاصم(۲۸۷هـ)،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰۰هـ.

● - كتاب السنن: للحافظ أبي عثمان سعيد بن منصور بن شعبة الخراساني(۲۲۷هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي، الدار السلفية ـ الهند،الطبعة الأولى۱٤۰۳هـ.

● - كتاب الشريعة: للعلامة أبي بكر محمد الحسين الآجرِي(۳٦۰هـ)،ت:عبدالله بن عمربن سليمان الدميجي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى۱٤۱۸هـ.

● - كتاب الضعفاء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصفهاني(۳۳٦هـ/٤۳۰هـ)،ت:فاروق حمادة، دار الثقافة ـ قاهرة،الطبعة الأولى ۱٤۰۵هـ.

● - كتاب ضوء الشموع: للعلامة أبي عبد الله محمد بن محمد بن أحمد السنباوي الأزهري المالكي المعروف بالأمير الكبير (۱۱۵٤هـ/ ۱۲۳۲هـ)،المكتبة الأزهرية للتراث.

● - كتاب الطب: للحافظ أبي العباس جعفر بن محمد بن المعتز المستغفري النسفي(۳۵۰هـ/٤۳۲هـ)، مخطوط.

● - كتاب العدة للكرب والشدة: للحافظ ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد المقدسي(۵٦۹هـ/٦٤۳هـ)،ت:ياسر بن إبراهيم بن محمد دار المشكاة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ۱٤۱٤هـ.

● - كتاب العرش: للحافظ أبي جعفر محمد بن عثمان بن أبي شيبة(۲۹۷هـ)،ت:محمد بن خليفة التميمي،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى۱٤۱۸هـ.

● - كتاب العظمة: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان الأصبهاني(۲۷٤هـ /۳٦۹هـ)،ت:رضاء الله بن محمد إدريس المباركفوري،دار العاصمة ـ الرياض.

● - كتاب العلل ومعرفة الرجال: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(۱٦٤هـ/ ۲٤۱هـ)،ت:وصي الله بن محمدعباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ۱٤۲۲هـ.

● - كتاب العين: للإمام أبي عبد الرحمن خليل بن أحمد البصري النحوي الفراهيدي (۱۰۰هـ/ نحو ۱۷۰هـ)،ت:عبد الحميد هنداوي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲٤هـ.

● - كتاب فضائل القران وتلاوته وخصائص تلاته وحملته: للحافظ أبي الفضل عبد الرحمن بن أحمد بن الحسن الرازي العجلي المقرئ (۳۷۱هـ/٤۵٤هـ)،ت،عامر حسن صبري،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۵هـ.

● - كتاب الفيصل في علم الحديث أو الفيصل في مشتبه النسبة: للحافظ أبي بكر محمد بن موسى بن عثمان الحازمي (٥٤٨هـ/٥٨٤هـ)،ت:سعود بن عبد الله بن بردي المطيري الديحاني،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

● - كتاب القراءة خلف الإمام: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت: محمد السعيد بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - كتاب الكبائر: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،دار الندوة الجديدة ـ بيروت.

● - كتاب الكبائر: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،مكتبة الفرقان،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

● - كتاب المبسوط: للإمام شمس الأئمة أبو بكر محمد بن أحمد السرخسي (٤٨٨هـ)،دار المعرفة ـ بيروت.

● - كتاب المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البستي (بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

● - كتاب المراسيل: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي (٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،ت: شكر الله بن نعمة الله قوجاني،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٩٧هـ.

● - كتاب المسلسلات: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،مخطوط.

● - الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار: للإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي (١٥٩هـ/٢٣٥هـ)،ت:كمال يوسف الحوف،دار التاج ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - كتاب المعجم: للإمام أبي سعيد أحمد بن محمد ابن الأعرابي (٢٤٦هـ/٣٤٠هـ)،ت:عبد المحسن بن إبراهيم بن أحمد الحسيني،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - كتاب المعجم: للإمام أبي يعلى أحمد بن علي التيمي الموصلي (٢١٠هـ/٣٠٧هـ)،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

● - كتاب مقتل أمير المؤمنين: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)،ت:إبراهيم صالح،دار البشائر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

- كتاب من عاش بعد الموت: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/ ٢٨٠هـ)،ت:محمد حسام بيضون،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.
- كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن عليبن الجوزِي القرشي(٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن عليبن الجوزِي القرشي(٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:عبدالرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدنية المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.
- كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزِي القرشي(٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)، ت:نورالدين بن شكري بن علي بوياجيلار،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- كرامات أولياء الله: للحافظ أبي القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الرازي الطبري اللالكائي (٤١٨هـ)،ت:أحمد بن سعد بن حمدان الغامدي دار طيبة ـ السعودية،الطبعة الثانية ١٤١٥هـ.
- كشاف اصطلاحات الفنون والعلوم: للعلامة محمد علي التهانوي (توفي بعد ١١٥٨هـ)،ت:علي دحروج،مكتبة لبنان ناشرون ـ بيروت،الطبعة الأولى١٩٩٦ء.
- الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل: للعلامة أبي القاسم محمود بن عمر الزمخشري (٤٦٧هـ/٥٣٨هـ)،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،مكتبة العبيكان ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.
- كشف الأسرار عن أصول فخر الإسلام البزدوي: للعلامة علاء الدين عبد العزيز بن أحمد بن محمد البخاري (٧٢٩هـ)،مطبعة الشركة الصحافية العثمانية.
- كشف الالتباس فى استحباب اللباس: للعلامة محمد عبد الحق الدهلوي(١١٧٤هـ)،جمعيت إشاعت أهلسنت باكستان ـ كراتشي،الطبعة ١٤٢٤هـ.
- كشف اللثام شرح عمدة الأحكام: للعلامة محمد بن أحمد السفاريني الحنبلي (١١١٤هـ/ ١١٨٨هـ)، ت:نور الدين طالب،دار النوادر ـ دمشق،الطبعة الأولى١٤٢٨هـ.
- الكشف الإلهي: للعلامة محمد بن محمد الطرابلسي السندروسي الحنفي(١١٧٧هـ)،ت:محمد محمود أحمد بكار،دار السلام ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
- الكشف الحثيث عمن رمي بوضعِ الحديث: للعلامةأبي الوفاء إبراهيم بن محمد بن خليل الطرابلسي(٧٥٣هـ/٨٤١هـ)،صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة١٤٠٧هـ.

- کشف الخفاء ومزِيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس: للعلامة أبي الفداء إسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي(١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)،ت:عبد الحميد هنداوي،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة١٤٢٧هـ.
- كشف الخفاء ومزِيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي(١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)،ت: يوسف بن محمود،مكتبة العلم الحديث ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- كشف الخفاء ومزِيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي(١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)،مكتبة القدسي ـ القاهرة،الطبعة ١٣٥١هـ.
- الكشف والبيان: للعلامة أبو إسحاق أحمد بن محمد بن إبراهيم الثعلبي النيسابوري (٤٢٧هـ)،ت: أبو محمد بن عاشور،دار إحياء التراث العربي ـ بيرت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- الكشكول: للعلامة بهاء الدين محمد بن حسين العاملي الهمذاني (١٠٣١هـ)،مؤسسة الأعلمي للمطبوعات ـ بيروت،الطبعة السادسة١٤٠٣هـ.
- كفاية الأتقياء ومنهاج الأصفياء: للعلامة أبوبكر بن محمد شطا الدِمْيَاطِي البَكْرِي(١٣١٠هـ)،المطبعة الخيرية ـ مصر،الطبعة١٣٠٣هـ.
- كنز العمال في سنن أقوال والأفعال: للعلامة علاء الدين عَلِي المتَّقي بن حسام الدين الهِندي (٨٨٨هـ/٩٧٥هـ)،ت:محمود عمر الدمياطي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- كنز العمال: للعلامة علاء الدين عَلِي المتَّقي بن حسام الدين الهندي (٨٨٨هـ/٩٧٥هـ)،ت: بكر يحياني،صفوة السقا،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الخامسة ١٤٠٥هـ.
- كنوز الذهب في تاريخ حلب: للعلامة أحمد بن إبراهيم المعروف سبط ابن العجمي(٨٨٤هـ)، ت:شوقي شعث وفالح البكور،دار القلم العربي ـ حلب،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.
- الكنى والأسماء: للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري(٢٠٦هـ/٢٦١هـ)، ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤٠٤هـ.
- الكنى والأسماء: للحافظ أبي بشر محمد بن أحمد بن حماد الدولابي(٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ٤١٢١هـ.

- كوثر النَّبِيّ وزُلَالُ حَوْضِهِ الرَّوِيّ (فنّ معرفة الموضوعات): للعلامة أبي عبد الرحمن عبد العزيز بن أبي حفص أحمد بن حامد القرشي (١٢٠٦هـ/١٢٣٩هـ)المخطوط،كتبه العلامة عبد الله الولهاري(١٢٨٣هـ).
- اللامع الصبيح بشرح الجامع الصحيح: للعلامة شمس الدين محمد بن عبد الدائم البرماوي العسقلاني (٧٦٣هـ/ ٨٣١هـ)،دار النوادر ـ سوريا،الطبعة الأولى١٤٣٣هـ.
- اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:محمدعبد المنعم رابح،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٨هـ.
- اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:أبوعبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- اللآلئ المنثورة في الأحاديث المشهورة: للحافظ بدر الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله الزركشي (٧٤٥هـ/٧٩٤هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- لباب الآداب: لمؤيد الدولة أبي المظفر أسامة ابن منقذ الكناني(٥٧٤هـ)،ت:أحمد محمد شاكر،مكتبة السنة ـ القاهرة،الطبعة١٤٠٧هـ.
- لباب الحديث: المنسوب إلى الحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،المكتبة التجارية الكبرى ـ مصر،الطبعة الأولى١٣٥٣هـ.
- اللباب في تهذيب الأنساب: للحافظ مجد الدين أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد الجزري المعروف بابن الأثير(٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،دار صادر ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٠هـ.
- اللباب في علوم الكتاب: للعلامة أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن عادل الحنبلي(٨٨٠هـ)، ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٩هـ
- لباب النقول في أسباب النزول: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- لسان العرب: للعلامة أبي الفضل جمال الدين محمد بن مكرم ابن المنظور الإفريقي(٦٣٠هـ/٧١١هـ)، دار صادر ـ بيروت .

● - لسان الميزان: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عبد الفتاح أبوغدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

● - لطائف الإشارات (تفسير القشيري): للعلامة أبي القاسم عبد الكريم بن هوازن القشيري (٤٦٥هـ)، ت:إبراهيم البسيوني،الهيئة المصرية العامة للكتاب ـ مصر .

● - لطائف المعارف: للحافظ عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي (٧٩٥هـ)،ت:ياسين محمد السواس،دار ابن كثير ـ دمشق،الطبعة الخامسة ١٤٢٠هـ.

● -لمحات الأنوار ونفحات الأزهار: للحافظ أبي القاسم محمد بن عبد الواحد الغافقي الملاحي (٥٤٩هـ)،ت:رفعت فوزي عبد المطلب،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● -لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح: للعلامة محمد عبد الحق الدهلوي (١١٧٤هـ)،ت:تقي الدين الندوي،دار النوادر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٥هـ.

● -لوامع الأنوار البهية وسواطع الأسرار الأثرية: للعلامة محمد بن أحمد السفاريني الحنبلي (١١١٤هـ/ ١١٨٨هـ)،مؤسسة الخافقين ومكتبتها ـ دمشق،الطبعة الثانية ١٤٠٢هـ.

● - لوامع الدرر في أستار المختصر: للعلامة محمد بن محمد سالم الشنقيطي (١٢٠٦هـ/١٣٠٢هـ)، ت:اليدالي بن الحاج أحمد،دار الرضوان ـ موريتانيا،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

● - اللؤلؤ المرصوع فيما لا أصل له أو بأصله موضوع: للعلامة أبي المحاسن محمد بن خليل بن إبراهيم القاوقجي (١٢٢٤هـ/١٣٠٥هـ)،ت:فواز أحمد زمرلي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٥هـ .

● - ما ثبت بالسنة: للعلامة عبد الحق بن سيف الدين الدهلوي (٩٥٩هـ/١٠٥٢هـ)، مطبع مجتبائي ـ دهلي .

● - المتفق والمفترق: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)، ت:محمد صادق آيدن الحامدي،دار القاري ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - مثنوي مولوي معنوي: للعارف بالله مولانا جلال الدين محمد الرومي (٦٧٢هـ)،مترجم:قاضي سجاد حسين،حامد أيند كمبني ـ لاهور .

● - مثير الغرام الساكن إلى أشرف الأماكن: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي (٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:مصطفى محمد الذهبي،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

● - مجابو الدعوة: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار اطلس الخضراء ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

- المجالسة وجواهر العلم: للعلامة أبي بكر أحمد بن مروان الدينوري(٣٣٣هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- المجالس الوعظية في شرح أحاديث خير البرية صلى الله عليه وسلم من صحيح الإمام البخاري: للعلامة شمس الدين محمد بن عمر السفيري الشافعي (٨٧٧هـ/٩٥٦هـ)،ت:أحمد فتحي عبد الرحمن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- مجلسان من مجالس الحافظ ابن عساكر في مسجد دمشق: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر (٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:محمد مطيع الحافظ،دار الفكر ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.
- مجمع الآداب في معجم الألقاب: للعلامة كمال الدين عبد الرزاق بن أحمد المعروف بابن الفوطي البغدادي الشيباني (٦٤٢هـ/٧٢٣هـ)،ت:محمد الكاظم،مؤسسة الطباعة والنشر وزارة الثقافة والإرشاد الإسلامي ـ طهران،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- مجمع الأنهر: للعلامة عبد الرحمن بن محمد بن سلمان المعروف شيخي زاده(١٠٧٨هـ)، ت:خليل عمران المنصور،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي(٧٣٥هـ/٨٠٧هـ)، ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربي ـ بيروت .
- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي(٧٣٥هـ/٨٠٧هـ)، ت:عبد الله الدرويش،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- مجمل اللغة: للعلامة أبي الحسين أحمد بن فارس الرازي المالكي(٣٩٥هـ)،ت:زهير عبد المحسن سلطان،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٦هـ.
- مجموعة رسائل اللكنوي: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،ت: نعيم أشرف نور أحمد،إدارة القرآن ـ كراتشي،الطبعة الثالثة١٤٢٩هـ.
- مجموعة رسائل: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت:إبراهيم أمين محمد،المكتبة التوفيقية ـ القاهرة.
- مجموعة رسائل: للحافظ شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي المقدسي(٧٤٤هـ)، ت:أبو عبد الله حسين بن عكاشة،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

● - المجموع شرح المهذب: للإمام محيى الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الشافعي (٦٣١هـ/ ٦٧٦هـ)، إدارة الطباعة المنيرية.

● - مجموع فتاوى: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)، ت: عبد الرحمن بن محمد بن قاسم، مجمع الملك فهد ـ المدينة، الطبعة ١٤٢٥هـ.

● - مجموع الفتاوى: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحرّاني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)، ت: عامر الجزائر و أنور الباز، دار الوفاء، الطبعة الثالثة ١٤٢٦هـ.

● -مجموع فيه التوبة وغيره: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر (٤٩٩هـ/٥٧١هـ)، ت: أبو عبد الله مشعل بن باني الجبرين المطيري، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - مجموع فيه رسائل: للحافظ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر عبد الله الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين (٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)، ت: أبي عبد الله مشعل بن باني الجبرين، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - مجموع فيه مصنفات أبي الحسن علي بن أحمد بن عمر الحمامي (٣٢٨هـ/٤١٧هـ): ت: نبيل سعد الدين جرار، مكتبه أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - مجموع فيه مصنفات أبي العباس الأصم (٣٤٦هـ) وإسماعيل الصفار (٣٤١هـ): ت: نبيل سعد الدين جرار، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة ١٤٢٥هـ.

● - المجموع المغيث: للحافظ أبي موسى محمد بن أبي بكر المديني الأصبهاني (٥٠١هـ/٥٨١هـ)، ت: عبد الكريم الغرباوي، دار المدني ـ جدة، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - المحاسن والأضداد: للعلامة عمرو بن بحر المعروف بالجاحظ (٢٥٥هـ)، ت: محمد سويد، دار إحياء العلوم ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.

● - المحاسن والمساوي: للعلامة إبراهيم بن محمد البيهقي (٣٢٠هـ)، طبع بمطبعة السعادة ـ مصر، الطبعة ١٢٢٥هـ.

● - محاضرات الأدباء ومحاورات الشعراء والبلغاء: للعلامة أبي القاسم الحسين بن محمد بن المفضل المعروف بالراغب الأصبهاني (٥٠٢ هـ)، ت: عمر الطباع، شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

- المحبة لله سبحانه: للعلامة أبي إسحاق إبراهيم بن عبد الله الختلي (المتوفى نحو ٢٧٠هـ)،ت: عبد الله بدران،دار المكتبي ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز: للعلامة أبي محمد عبد الحق بن غالب المحاربي الغرناطي القاضي المعروف بابن عطية (٤٨٠هـ/٥٤١هـ)،ت:عبد السلام عبد الشافي محمد، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- المحصول في علم أصول الفقه: للعلامة فخر الدين أبي عبد الله محمد بن عمر الرازي (٥٤٤هـ/ ٦٠٦هـ)،ت:طه جابر فياض،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٢هـ.
- المحكم والمحيط الأعظم: للعلامة أبي الحسن علي بن إسماعيل المرسى اللغوي المعروف بابن سيده (٤٥٨هـ)،ت:عبد الحميد هنداوي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- المحلى بالآثار: للإمام أبي محمدعلي بن أحمدبن سعيد بن حزم الأندلسي (٣٨٤هـ/٤٥٦هـ)، المنيرية ـ مصر،الطبعة ١٣٥٢هـ.
- المحلى بالآثار: للإمام أبي محمدعلي بن أحمدبن سعيد بن حزم الأندلسي (٣٨٤هـ/٤٥٦هـ)،ت:عبد الغفار سليمان،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- المحيط البرهاني: للعلامة برهان الدين محمود بن أحمد بن عبد العزيز البخاري المرغيناني الحنفي (٥٥١هـ/ ٦١٦هـ)،ت:نعيم أشرف نور أحمد،إدارة القرآن والعلوم الإسلامية ـ كراتشي،باكستان، الطبعة ١٤٢٤هـ.
- مختصر السواك: للعلامة أبي الخير أحمد بن إسماعيل القزويني،مخطوط من الشاملة.
- مختصر قيام ا لليل: للحافظ أبي عبد الله محمد بن نصرِ بنِ الحجاجِ المروزي (٢٠٢هـ/٢٩٤هـ)، حديث أكادمي ـ فيصل آباد،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- مختصر المقاصد الحسنة: للعلامة أبو عبد الله محمد بن عبد الباقي الزرقاني المصري المالكي (١٠٥٥هـ/١١٢٢هـ)،ت:محمد بن لطفي الصباغ المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الرابعة ١٤٠٩هـ.
- مختصر منهاج القاصدين: للعلامة نجم الدين أحمد بن عبد الرحمن ابن قدامة المقدسي (٦٨٩هـ)، ت:محمد أحمد دهمان،مكتبة دار البيان ـ دمشق،الطبعة ١٣٩٨هـ.
- المختلف فيهم: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين (٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)،ت:عبد الرحيم بن محمد بن أحمد القشقري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

- المخصص: للعلامة أبي الحسن علي بن إسماعيل المرسى اللغوي المعروف بابن سيده (٤٥٨هـ)، ت:خليل إبراهم جفال،دار إحياء التراث العربي ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- المخلصيات: للحافظ أبي طاهر محمد بن عبد الرحمن بن العباس المُخَلِّص البغدادي(٣٠٥هـ/٣٩٣هـ)،ت:نبيل سعد الدين جرار،دار النوادرـالكويت،الطبعة الثانية ١٤٣٢هـ.
- مدارج السالكين بين المنازل إياك نعبد وإياك نستعين: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية(٦٩١هـ/٧٥١هـ)،دار إحياء التراث العربي ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- مدارج السالكين: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:محمد المعتصم بالله البغدادي،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة السابعة ١٤٢٣هـ.
- مدارج النبوة: للعلامة محمد عبد الحق الدهلوي(١١٧٤هـ)،مترجم:مفتي غلام معين الدين نعيمي، ممتاز أكيدمي ـلاهور.
- المداوي: للعلامة أبي الفيض أحمد بن محمد بن الصديق الغماري الحسني(١٣٨٠هـ)،دار الكتبي ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.
- المدخل إلى الصحيح: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/ ٤٠٥هـ)،ت:ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- المدخل إلى السنن الكبرى: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت: محمد ضياء الرحمن الأعظمي،دار الخلفاء للكتاب الإسلامي ـالكويت.
- المدخل إلى كتاب الإكليل: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري،(٣٢١هـ/٤٠٥هـ)، ت:فؤاد عبد المنعم أحمد،دار الدعوة ـالإسكندرية.
- المدخل لابن الحاج: للعلامة أبي عبد الله محمد بن محمد بن محمد ابن الحاج العبدري المالكي (٧٣٧هـ)،مكتبة دار التراث ـالقاهرة.
- مراقي الفلاح: للعلامة حسن بن عمار بن علي الشُرُنْبُلالي الحنفي(١٠٦٩هـ)،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- مرآة الزمان في تواريخ الأعيان: للعلامة شمس الدين أبي المظفر سبط ابن الجوزي(٦٥٤هـ)، ت:محمد بركات وعمار ريحاوي،الرسالة العالمية ـدمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.

- مرشد الحائر لبيان وضع حديث جابر: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغماري(١٣٨٠هـ)، مكتبة طبرية ـ الرياض، الطبعة١٤٠٨هـ.
- مرشد الزوار إلى قبور الأبرار المسمى الدر المنظم في زيارة الجبل المقطم: للعلامة موفق أبو محمد بن عبد الرحمن (٦١٥هـ)، ت:محمد فتحي أبو بكر، الدار المصرية اللبنانية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- مرقاة المفاتيح: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)، ت: جمال عتاني، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- مسائل الإمام أحمد برواية إسحاق بن إبراهيم بن هانئ: للحافظ أبي يعقوب إسحاق بن إبراهيم النيسابوري (٢١٨هـ/٢٧٥هـ)، ت:زهير الشاوش، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٠هـ.
- مسائل الإمام أحمد بن حنبل: للحافظ أبي الفضل صالح بن أحمد بن حنبل الشيباني(٢٠٣هـ /٢٦٦هـ)، ت:فضل الرحمن دين محمد، الدار العلمية ـ الهند، الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.
- مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه برواية المروزي: للحافظ أبي يعقوب إسحاق بن منصور المروزي(٢٥١هـ)، الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- المستدرك على الصحيحين: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ /٤٠٥هـ)، ت:مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.
- المستدرك على الصحيحين: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ /٤٠٥هـ)، ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي، دار المعرفة ـ بيروت.
- مستدرك الوسائل: للميرزا حسين النوري الطبري، مؤسسة آل البيت لإحياء التراث، الطبعة الثالثة ١٤١٢هـ.
- المستطرف في كل فن مستظرف: للعلامة شهاب الدين محمد بن أحمد الأبشيهي(٨٥٢هـ)، ت: سعد حسن محمد، مكتبة الصفا ـ القاهرة، الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.
- المستطرف في كل فن مستظرف: للعلامة شهاب الدين محمد بن أحمد الأبشيهي(٨٥٢هـ)، دار مكتبة الحياة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.
- المستطرف في كل فن مستظرف: للعلامة شهاب الدين محمد بن أحمد الأبشيهي(٨٥٢هـ) مكتبة الجمهورية العربية ـ مصر.
- المستغيثين بالله: للحافظ أبي القاسم خلف بن عبد الملك بن مسعود بن موسى بن بَشْكُوَال(٤٩٤هـ /٥٧٨هـ)، ت:مانويلا مارين، المجلس الأعلى للأبحاث العلمية.

- مسند ابن أبي شيبة: للإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي (١٥٩هـ/٢٣٥هـ)، ت:أبو عبد الرحمن عادل بن يوسف الغزاوي،دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- مسند أبي عوانة: للحافظ أبي عوانة يعقوب بن إسحاق بن إبراهيم النيسابوري الإسفرائيني (٣١٦هـ)،ت:أيمن بن عارف الدمشقي،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- مسند أبي يعلى: للإمام أبي يعلى أحمد بن علي التيمي الموصلي (٢١٠هـ/٣٠٧هـ)،ت:حسين سليم أسد،دار المأمون للتراث ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت:أحمد محمد شاكر،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،عالم الكتب ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت: شعيب الأرنوؤط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- مسند البزار: للحافظ أبي بكر أحمد بن عمرو البزار (٢٩٢هـ)،ت:محفوظ الرحمن زين الله، مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- مسند السراج: للحافظ أبي العباس محمد بن إسحاق بن إبراهيم السراج (٢١٦هـ/٣١٣هـ)، ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- مسند الشاميين: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩ هـ.
- مسند الشهاب: للقاضي أبي عبد الله محمد بن سلامة القُضَاعي (٤٥٤هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- المسند للشاشي: للحافظ أبي سعيد الهيثم بن كليب بن سريج الشاشي (٣٣٥هـ)،ت:محفوظ الرحمن زين الله،مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- المسند المستخرج على صحيح مسلم: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- مسند الموطأ: للحافظ أبي القاسم عبد الرحمن بن عبد الله المالكي الجوهري (٣٨١هـ)،ت: لطفي بن محمد الصغير،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٧ء.

- مشارع الأشواق إلى مصارع العشاق ومثير الغرام إلى دار السلام: للعلامة أبي زكريا محيى الدين أحمد بن إبراهيم بن محمد الدمشقي الدمياطي المعروف بابن نحاس (٨١٤هـ)،ت:إدريس محمد علي ومحمد خالد إسطنبولي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.
- المشتبه في الرجال أسمائهم وأنسابهم: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:علي محمد البجاوي،دار إحياء الكتب العربية .
- مشيخة الآبنوسي: للعلامة أبي الحسين محمد بن أحمد الصيرفي الآبنوسي(٣٨١هـ/٤٥٧هـ)، مخطوط من الشاملة .
- مشيخة أبي طاهر بن أبي الصقر (٣٩٦هـ) :مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.
- المشيخة البغدادية: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي (٥٧٦هـ)، مخطوط من الشاملة .
- مشيخة القزويني: للعلامة أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن عمر القزويني(٦٨٣هـ/ ٧٥٠هـ)،ت:عامر حسن صبري،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.
- مصباح الزجاجة: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغماري(١٣٨٠هـ)،مكتبة القاهرة ـ مصر،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.
- المصنف: للإمام أبي بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني(١٢٦هـ/٢١١هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٣هـ.
- المصنف: للإمام أبي بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني(١٢٦هـ/٢١١هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،المجلس العلمي ـ الهند،الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.
- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)، ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الثانية١٣٩٨هـ.
- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)، ت:عبد الفتاح أبو غده،ايچ ايم سعيدكمپني ـ كراتشي،باكستان .
- المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:باسم بن طاهر خليل عناية،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)،ت:محمد حَسَّه،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٣ء.

- مطالع المسرات: للعلامة محمد مهدي بن أحمد بن علي الفاسي(١٠٣٣هـ/١١٠٩هـ)،مطبعة وادي النيل ـ مصر،الطبعة ١٢٨٩هـ.
- معالم التنزيل: للإمام محيى السنة الحسين بن مسعود الفراء البغوي (٥١٦هـ)،ت:محمد عبد الله النمر وعثمان جمعة وسليمان مسلم الحرش،دار طيبة ـ الرياض، الطبعة ١٤١١هـ.
- معترك الأقران في إعجاز القرآن: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:أحمد شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- المعجم الأوسط: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (٢٦٠هـ/ ٣٦٠هـ)،ت:طارق بن عوض الله وعبد المحسن بن إبراهيم،دار الحرمين ـ القاهرة،الطبعة ١٤١٥هـ .
- معجم البلدان: للعلامة المؤرخ شهاب الدين أبي عبد الله ياقوت بن عبد الله الحموي (٦٢٦هـ)،دار صادر ـ بيروت،الطبعة ١٣٩٧هـ.
- معجم رجال الحديث: لأبي القاسم الموسوي الخوئي الشيعي،مكتبة الإمام الخوئي ـ النجف .
- معجم السفر: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد السلفي الأصبهاني(٥٧٦هـ)،ت:عبد الله عمر البارودي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.
- معجم الشيوخ: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:محمد الحبيب الهيلة،مكتبة الصديق ـ المملكة العربية السعودية،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- معجم الشيوخ: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر (٤٩٩هـ/ ٥٧١هـ)،ت:وفاء تقي الدين،دار البشائر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- معجم الشيوخ: للعلامة أبي الحسين محمد بن أحمد الغساني الصيداوي (٣٠٥هـ/٤٠٢هـ)، ت:عمر عبد السلام،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- معجم الصحابة: للحافظ أبي الحسين عبد الباقي بن قانع بن مرزوق الأموي،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن سالم المصراتي،مكتبة الغرباء الأثرية ـ المدينة المنورة .
- معجم الصحابة: للحافظ أبي القاسم عبد الله بن محمد بن عبد العزيز البغوي البغدادي (٢١٤هـ/٣١٧هـ)،ت:محمد الأمين بن محمد الجكني،مكتبة دار البيان ـ الكويت .

- المعجم في أصحاب القاضي الإمام أبي علي الصدفي: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله بن أبي بكر المعروف ابن الباز القضاعي البلنسي (٥٩٥هـ/٦٥٨هـ)،مكتبة الثقافة الدينية ـ الظاهر،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- المعجم الكبير: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة ابن تيمية ـ القاهره،الطبعة ١٤٠٤هـ.
- معرفة التذكرة: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي الشيباني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت: عماد الدين أحمد حيدر،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- معرفة التذكرة: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي الشيباني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،نور محمد كتب خانه ـ كراتشي .
- معرفة الرجال رواية ابن محرز: للإمام أبي زكريا يحيى بن معين (١٥٨هـ/٢٣٣هـ)،ت:محمد كامل القصار،مجمع اللغة العربية ـ دمشق،الطبعة ١٤٠٥هـ.
- معرفة السنن والآثار: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار قتيبة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.
- معرفة الصحابة: للحافظ أبي عبد الله محمد بن إسحاق بن يحيى بن مندة الأصبهاني (٣١٠هـ /٣٩٥هـ)،ت:عامر حسن صبري،مطبوعات جامعة الإمارات العربية المتحدة،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.
- معرفة الصحابة: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصفهاني (٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:عادل بن يوسف العزازي،دار الوطن ـ الرياض .
- معرفة القراء الكبار: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:شعيب الأرناؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٨هـ.
- المعرفة والتاريخ: للحافظ أبي يوسف يعقوب بن سفيان الفارسي الفسوي (٢٧٧هـ)،ت:أكرم ضياء العمري،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.
- المعين على تفهم الأربعين: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن (٧٢٣هـ/٨٠٤ هـ)،ت:دغش بن شبيب العجمي،مكتبة أهل الأثر ـ الكويت، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
- المعين في طبقات المحدثين: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:همام عبد الرحيم سعيد،دار الفرقان ـ عمان، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

- مغاني الأخيار: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- المغني عن الحفظ والكتاب: للحافظ أبي حفص عمر بن بدر الدين الموصلي الحنفي(٦٦٣هـ)، جمعية نشر الكتب العربية ـ القاهرة،الطبعة ١٣٤٢هـ.
- المغني عن حمل الأسفار في الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.
- المغني عن حمل الأسفار في الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،دار المعرفة ـ بيروت.
- المغني عن حملِ الأسفار في الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،ت:أبو محمد أشرف بن عبد المقصود،مكتبة دار طبرية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- المغني في الضعفاء: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:نور الدين عتر،إحياء التراث الإسلامي بدولة ـ قطر،الطبعة ١٤٠٧هـ.
- المغني في الضعفاء: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبو الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- المغير على الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغماري (١٣٨٠هـ)،دار العهد الجديد ـ بيروت.
- المغير على الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغماري (١٣٨٠هـ)،دار الرائد العربي ـ بيروت.
- مفتاح الجنان: للعلامة يعقوب بن سيد علي البروسوي(٩٣١هـ)،المطبعة العثمانية،الطبعة ١٣١٧هـ.
- مفتاح دار السعادة: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:عبد الرحمن بن حسن بن قائد،دار عالم الفوائد للنشر والتوزيع،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
- مفاتيح الغيب المعروف بالتفسير الكبير: للعلامة فخر الدين أبي عبد الله محمد بن عمر الرازي (٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

- المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم: للإمام أبي العباس أحمد بن عمر بن إبراهيم القرطبي (٦٥٦هـ)،ت:محيي الدين ديب مستو وأحمد محمد السيد،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- مفيد العلوم ومبيد الهموم: للعلامة جمال الدين أبي بكر الخوارزمي،دارالتقدم ـ مصر،الطبعة ١٣٢٣هـ.
- المقاصد الحَسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة: للحافظ شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١ هـ/٩٠٢هـ)،ت:عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.
- المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة: للحافظ شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السخاوي(٨٣١هـ/٩٠٢هـ)،ت:محمد عثمان الخشت، دارالكتاب العربي ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- مقاصد السالكين: لمولانا ضياء الله النقشبندي،مترجم:ملك فضل الدين النقشبندي،إسلامك فاؤنديشن.
- المقتنى في سرد الكنى: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:محمد صالح عبد العزيز المراد،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة١٤٠٨هـ.
- مقدمة ابن خلدون: للعلامة ولي الدين عبد الرحمن بن محمد بن محمد ابن خلدون الحضرمي الإشبيلي(٨٠٨هـ)،ت:خليل شحادة وسهيل زكار،دار الفكرـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.
- مكارم الأخلاق: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني(٢٦٠هـ/ ٣٦٠هـ)،ت:محمد عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- مكارم الأخلاق: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/ ٢٨٠هـ)،ت:مجدي السيد إبراهيم،مكتبة القرآن ـبولاق.
- مكارم الأخلاق: للحافظ أبي بكر محمد بن جعفر بن محمد سهل السامري الخرائطي (٣٢٧هـ)، ت:أيمن عبد الجبار البحيري،دارالآفاق العربية ـالقاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- مكارم الأخلاق: للحافظ أبي بكر محمد بن جعفر بن محمد سهل السامري الخرائطي (٣٢٧هـ)، ت:عبدالله بن بجاش الحميري،مكتبة الرشد ـالرياض،الطبعةالأولى١٤٢٧هـ.

● -مكاشفة القلوب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت: أحمد جاد،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٢٥هـ.

● - مكاشفة القلوب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت: صلاح محمد عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

● - مكاشفة القلوب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت:أحمد جاد دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٢٥هـ.

● - مكتوبات: للعلامة أحمد بن عبد الأحد الفاروقي السرهندي مجدد الألف الثاني (١٠٣٤هـ)، (مترجم)،زوار أكيدمي ـ كراتشي ٢٠١٤ء.

● - المنار المنيف: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية(٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى ١٣٩٠هـ.

● -مناقب الأسد الغالب: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري(٧٥١هـ/ ٨٣٣هـ)،ت:طارق الطنطاوي،مكتبة القرآن ـ القاهرة.

● -مناقب آل أبي طالب: لأبي جعفر محمد بن علي بن شهر آشوب،ت:يوسف البقاعي،دار الأضواء ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٢هـ.

● -مناهل السلسة في الأحاديث المسلسلة: للعلامة محمد عبد الباقي الأيوبي اللكنوي،مكتبة القدسي، الطبعة ١٣٥٧هـ.

● - مناهل الصفا: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:سمير القاضي،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● - منبهات ابن حجر:در مطبع مصطفائي.

● - المُنتَخب من العِلَل: للإمام أبي محمد موفق الدين عبد الله بن محمد بن قدامة المقدسي الحنبلي (٥٤١هـ/٦٢٠هـ)،ت:أبو معاذ طارق بن عوض الله،دار الرأية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● -المنتخب من مسند عبد بن حميد: للحافظ أبي محمد عبد بن حميد بن نصر(٢٤٩هـ)، ت:أبو عبد الله مصطفى،داربلنسية ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٣هـ.

● -المنتخب من معجم شيوخ السمعاني: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السمعاني (٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار عالم الكتب ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

- المنتظم في تاريخ الملوك والأمم: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي (٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا ومصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- المنتقى من سماعات محمد بن عبد الرحيم المقدسي: للحافظ شمس الدين محمد بن عبد الرحيم بن عبد الواحد المقدسي المعروف بابن الكمال الحنبلي (٦٠٧هـ/٦٨٨هـ)،مخطوط من الشاملة.
- المنتقى من مسموعات مرو: للحافظ ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد المقدسي (٥٦٩هـ/٦٤٣هـ)،مخطوط.
- المنتقى مِنْ منهاج الاعتدال في نقض كلام أهل الرفض والاعتزال وهو مختصر منهاج السنة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)، ت: محب الدين الخطيب، الرئاسة العامة ـ الرياض،الطبعة الثالثة١٤١٣هـ.
- المنثور: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي(٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)،ت: هلال ناجي،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٤ء.
- منحة السلوك في شرح تحفة الملوك: للإمام بدر الدين أبي محمدمحمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت:أحمد عبد الرزاق الكبيسي،إدارة الشؤون الإسلامية ـ قطر،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ
- منح الروض الأزهر في شرح الفقه الأكبر: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- المنح المكية: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،دار المنهاج ـ بيروت،الطبعة الرابعة ١٤٣٧هـ.
- من صحاح الأحاديث القدسية: للشيخ محمد عوامة حفظه الله تعالى،دار المنهاج ـ جده،الطبعة الخامسة ١٤٣٢هـ.
- من فضائل سورة الإخلاص: للحافظ أبي محمد الحسن بن محمد الخلال(٤٣٩هـ)،ت: محمد بن رزق بن طرهوني،مكتبة لينة ـ القاهرة الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- من كلام أبي زكريا يحيى بن معين برواية ابن طهمان: للإمام أبي زكريا يحيي بن معين (١٥٨هـ/٢٣٣هـ)،ت:أحمد محمد نور سيف، دار المامون للتراث ـ دمشق.

- منهاج السنة النبوية: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:محمد رشاد سالم،جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

- منهاج السنة النبوية: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت: الدكتور محمد رشاد سالم،مؤسسة قرطبة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

- المنهاج شرح صحيح مسلم: للإمام محيي الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الشافعي (٦٣١هـ/ ٦٧٦هـ)،المطبعة المصرية ـ الأزهر،الطبعة الأولى١٣٤٧هـ.

- المنهيات: للإمام أبي عبد الله محمد الحكيم التِرْمَذِي (نحو ٣٢٠هـ)،ت:محمد عثمان الخشت، مكتبة القرآن ـ القاهرة.

- موافقة الخبر الخبر: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:حمدي السلفي وصبحي السيد جاسم ،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤١٤هـ.

- المواهب اللدنية: للعلامة أحمد بن محمد القسطلاني(٨٥١ هـ/٩٢٣هـ)،ت: صالح أحمد الشامي، المكتب الاسلامي ـ بيروت،الطبعة١٤٢٥هـ.

- موجبات الجنة: للحافظ أبي أحمد معمر بن عبد الواحد بن رجاء القرشي العبشمي (٤٩٤هـ/ ٥٦٤هـ)،مخطوط من الشاملة.

- موسوعة: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)،ت: فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار إطلس الخضراء ـ الرياض، الطبعة الأولى١٤٣٣هـ.

- موسوعة: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة١٤٢٩هـ.

- موسوعة رسائل: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/ ٢٨٠هـ)،ت:محمد عبد القادر أحمد عطا،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.

- موضح أوهام الجمع والتفريق: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت:عبد الرحمن بن يحيى المعلمي اليماني،دار الفكر الإسلامي، الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.

- الموضوعات الصغاني: للعلامة رضي الدين الحسن بن محمد بن الحسن بن حيدرالعدوي العمري الصغاني (٥٧٧هـ/٦٥٠هـ)،ت:نجم عبد الرحمن خلف،دار نافع،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

● - الموضوعات الصغاني: للعلامة رضي الدين الحسن بن محمد بن الحسن بن حيدرالعدوي العمري الصغاني (٥٧٧هـ/٦٥٠هـ)،دار المأمون للتراث ـ دمشق .

● - موطا: للإمام أبي عبد الله مالك بن أنس(٩٣هـ/١٧٩هـ)،ت:محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة١٤٠٦هـ.

● -المؤتلف والمختلف: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدار قطني الشافعي (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،دار الكتب العلمة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

● - المؤتلف والمختلف: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدار قطني الشافعي (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - المهذب في اختصار السنن الكبير: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبي تميم ياسر بن إبراهيم،دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - الميسر في شرح ممصابيح السنة: للعلامة شهاب الدين أبي عبد الله فضل الله بن الحسن التُّورِبُشْتي (٦٦١هـ)،ت:عبد الحميد هنداوي،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ مكة المكرمة، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

● - ميزان الاعتدال في نقد الرجال: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت: علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

● - ميزان الاعتدال في نقد الرجال: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:محمد رضوان عرقسوسي،الرسالة العالمية ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

● - النبراس: للعلامة محمد عبد العزيز الفرهاري(١٢٣٩هـ)،مكتبة رشيدية ـ كوئته .

● - نتائج الأفكار: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: حمدي عبد المجيد السلفي،دارابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

● -النجم الوهاج في شرح المنهاج: للعلامة كمال الدين محمد بن موسى بن عيسى بن علي الدميري (٨٠٨هـ)،دار المنهاج ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم،دار النوادر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

● - النخبة البهية في الأحاديث المكذوبة على خير البرية: للعلامة محمد الأمير الكبير المالكي (١١٥٤هـ/١٢٣٢هـ)،المكتب الإسلامي ـ بيروت.

● - نزهة الألباب في الألقاب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عبد العزيز محمد بن صالح السديري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي (٨٩٤هـ)،دار الفكر.

● - نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي (٨٩٤ هـ)،المكتب الثقافي ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي (٨٩٤ هـ)،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة١٤٣٨هـ.

● - نزهة المجالس أردو: ايچ ايم سعيد كمبني ـ كراتشي.

● - نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:عبد الله بن ضيف الله الرحيلي،مطبعة سفير ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر الخفاجي المصري (٩٧٧هـ/١٠٦٩هـ)،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة.

● - نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر الخفاجي المصري(٩٧٧هـ/١٠٦٩هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - نصاب الاحتساب: للعلامة ضياء الدين عمر بن محمد بن عوض السنامي (المتوفى قبل ٧٢٥هـ)، ت:مريزن سعيد مريزن عسيري،مكتبة الطالب الجامعي ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - نصب الراية: للحافظ جمال الدين أبي محمد عبد الله بن يوسف الزيلعي الحنفي (٧٦٢هـ)،ت: محمد عوامه،دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده.

● - نظم الدرر في تناسب الآيات والسور: للعلامة برهان الدين أبي الحسن إبراهيم بن عمر البقاعي (٨٨٥هـ)،ت:عبد الرزاق غالب المهدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

● - نظم الدرر في تناسب الآيات والسور: للعلامة برهان الدين أبي الحسن إبراهيم بن عمر البقاعي (٨٨٥هـ)،دار الكتاب الإسلامي ـ القاهرة.

● -نفح الطيب من غصن الأندلس الرطيب: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد المقري الأندلسي التلمساني المالكي (٩٨٦هـ/١٠٤١هـ)،ت:إحسان عباس،دار صادر ـ بيروت،الطبعة ١٣٨٨هـ.

● -نقد الرجال: لمصطفى بن حسين الحسيني التفرشي،مؤسسة آل البيت لأحياء التراث ـ قم.

● -النقد الصحيح: للحافظ صلاح الدين خليل بن كيكلدي العلائي (٦٦٤هـ/٧٦١هـ)،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - النكت الوفية بما في شرح الألفية: للعلامة برهان الدين أبي الحسن إبراهيم بن عمر بن حسن البقاعي (٨٨٥هـ)،ت:ماهر ياسين الفحل،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

● - نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول: للإمام أبي عبد الله محمد الحكيم التِرْمَذِي (نحو ٣٢٠هـ)،ت: إسماعيل إبراهيم،مكتبة الإمام البخاري ـ مصر،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

● - نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول: للإمام أبي عبد الله محمد الحكيم الترمذي (نحو ٣٢٠هـ)،ت:توفيق محمود تكلة،دار النوادر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

● - نهاية الإقدام: للعلامة محمد بن عبد الكريم الشهرستاني (٥٤٨هـ)،ت:أحمد فريد المزيدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - النهاية في اتصال الرواية: للعلامة يوسف بن حسن بن أحمد ابن المبرد المقدسي الدمشقي الحنبلي (٨٤٠هـ/٩٠٩هـ)،دار النوادر ـ سوريا،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

● -النهاية في غريب الحديث والأثر: للحافظ مجد الدين أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد الجزري المعروف بابن الأثير (٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،ت:طاهر أحمد الزاوي ومحمود محمد الطناحي، المكتبة الإسلامية،الطبعة الأولى ١٣٨٣هـ.

● - النهاية في غريب الحديث والأثر: للحافظ مجد الدين أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد الجزري المعروف بابن الأثير (٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،دار ابن الجوزي ـ الرياض،ت:علي بن حسن الحلبي، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

● - النهاية في الفتن والملاحم: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)، ت:عصام الدين الصبابطي،دار الحديث.

● -نهاية المطلب في دراية المذهب: للإمام الحرمين أبي المعالي عبد الملك بن عبد الله الجويني (٤١٩هـ/٤٧٨هـ)،ت:عبد العظيم محمود الديب،دار المنهاج ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

● -نهاية الوصول في دراية الأصول: للعلامة صفي الدين محمد بن عبد الرحيم الأرموي الهندي (٦٤٤هـ/٧١٥هـ)،ت:صالح بن سليمان اليوسف،المكتبة التجارية ـ مكة المكرمة.

- نيل الأوطار: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشوكاني(١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،ت:عصام الدين الصبابطي،دار الحديث ــ القاهرة،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.
- الواضحة في السنن والفقه: للفقيه أبي مروان عبد الملك بن حبيب بن سليمان العباسي الأندلسي السلمي المالكي (٢٣٨هـ)،مكتبة جامعة الدول العربية،مخطوط .
- الوافي بالوفيات: للعلامة صلاح الدين خليل بن أيبك بن عبد الله الصفدي (٦٩٦هـ/٧٦٤هـ)، ت:أحمد الأرناؤوط وتركي مصطفى،دار إحياء التراث العربي ــ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- الوسيط في تفسير القرآن المجيد: للعلامة أبي الحسن علي بن أحمد بن محمد بن علي النيسابوري الواحدي (٤٦٨هـ)،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ــ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- الوسيط في المذهب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت: محمد محمد تامر،دار السلام ــ مصر،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى: للعلامة نور الدين أبي الحسن علي بن عبد الله بن أحمد الحسني السمهودي(٨٤٤هـ/٩١١هـ)،ت:خالد عبد الغني محفوظ،دار الكتب العلمية ــ بيروت، الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.
- الهجرة والجهاد: لمرتضى المطهري، مترجم:محمد جعفر باقري،معاونية العلاقات الدولية ــ إيران .
- الهداية: للإمام برهان الدين علي بن أبي بكر بن عبد الجليل المرغيناني الحنفي(٥٩٣هـ)، ت:نعيم أشرف نور أحمد،إدارة القرآن والعلوم الإسلامية ــ كراتشي،باكستان،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- هدية الأحياء للأموات: للعلامة أبي الحسن علي بن أحمد بن يوسف الهكاري (٤٠٩هـ/٤٨٦هـ)، مخطوط .
- الهواتف: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا(٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار اطلس الخضراء ــ الرياض،الطبعة الأولى١٤٣٣هـ.
- اليواقيت الغالية: للعلامة محمد يونس الجونفوري(١٣٥٥هـ/١٤٣٨هـ)،ترتيب:محمد أيوب سورتي، مجلس دعوة الحق لستر،الطبعة ١٤٢٩هـ.

4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

Tel: 02134604566 Cell: 0334-3432345